باپ اور بیٹے کا مُباحثہ

(باپ کیطرف سے مناظرہ اور بیٹے کیطرف سے مغالطہ ومجادلہ)

ہمارا روحانی فرزند* نام کا مولوی فاضل ثناء اللہ امرتسری عرصہ بارہ سال سے جب سے کہ وہ مذہب اہلحدیث چھوڑکر مکسڈ (مرکّب) مذہب معتزلی نیچری۔ مرزائی چکرالوی اختیار کرچکا ہے اپنے روحانی باپ (خاکسار) سے مباحثہ کا مدعی بنا رہتا ہے جس سے اُسکا مقصود صرف نام آوری وشہرت طلبی ہے کہ وہ اتنے پُرانے مشہور شخص سے (جسکو وہ لاٹ مولوی لکھا کرتا ہے) بھی مباحثہ کے لئے تیار ہے گو ہار ہی کیوں نہ جائے نامی پہلوان کا پچھاڑا ہوا بھی نصف انعام تو لے ہی لیتا ہے۔ خاکسار ہیچکار نے بھی اِس خیال سے کہ وہ میرا فرزند ہے اُسکو ہدایت ہو اور نیز اِس خیال سے کہ ائمہ سلف سے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ وغیرہ اپنے تلامذہ سے مباحثے کرتے رہے ہیں چنانچہ کتب فقہ وتواریخ اسپر شاہد ہیں۔ ہمیشہ اُسکے چیلنج (مباحثہ چاہنے) کو منظور کیا مگر وہ ایسا چالاک اور ہوشیار ہے کہ وہ شروط کے آڑ میں پناہ لیکر مباحثہ سے گریز کرجاتا ہے۔ منجملہ اُسکے شروط کے ایک شرط منصفی اشخاص خاص کی ہوتی ہے جو وقوع میں نہیں آتی۔ اِس شرط کو مان لینے پر بھی کسی نہ کسی عذر وبہانہ سے مباحثہ سے اُسکی جان چھوٹ جاتی ہے۔ اِن گریزوں کی تفصیل وقتاً فوقتاً رسالہ اشاعۃ السنۃ ودیگر اخباروں میں ہوتی رہی ہے۔ اور خاص کر جلد ۲۳ کے ابتدائی اوراق لغایت ۱۶ میں اور صفحات ۸۴ - ۱۳۳ - ۱۳۵ - ۱۳۹ - ۱۴۰ وغیرہ میں تازہ تمثیلات بھی موجود ہیں۔ ایکدفعہ خاکسار نے سراج الاخبار جہلم کے ضمیمہ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۰ء میں بعنوان "وہ بھاگا"

* مولوی حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآباد حدیث میں خاکسار کے اقراری شاگرد ہیں۔ چنانچہ آپ کی تحریر سرورق جلد ۲۳ اشاعۃ السنۃ پر درج ہے۔ اور ثناء اللہ حافظ صاحب کا حدیث میں اقراری شاگرد ہے اسوجہ سے خاکسار اُسکا روحانی باپ (یعنے اُستاذ) اور ثناء اللہ روحانی فرزند (یعنی بیٹا) ٹھیرتا ہے

+ اسکی تفصیل اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ کے صفحہ ۵۴ - ۱۱۹ - ۱۲۴ - ۱۳۳ - ۱۳۵ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ ۱۲

ایک مضمون شائع کرایا تھا جسمیں اُس کے متعدد گریزوں کی تمثیلات منقول ہیں۔ عموماً مباحثات کے وقت ایک بڑا بھاری حربہ اور سنگین آلہ اُسکے ہاتھ میں کذب بیانی اور دھوکہ دہی ہوتی ہے۔ اور اُس کو تیز کرنے کے لئے مذاق۔ تمسخر۔ شعر بازی بھی وہ کام میں لاتا ہے۔ حق گوئی اور انصاف پژوہی اور تحقیق علمی تو اُسکا مقصد و مطمح نظر ہی نہیں ہوتا۔ جس شخص یا فرقہ اسلامی یا غیر اسلامی عیسائیوں۔ آریوں وغیرہ سے وہ مباحثہ کرتا ہے اُسکے مباحثہ میں وہ اِن ہی ہتھیاروں سے کام لیتا ہے بے علم اور جاہل مخاطب اسکے اپنی کم مائگی کیوجہ سے دب جاتے ہیں اور اُسکو مفت میں شہرت فتحیابی کا موقعہ ملجاتا ہے۔ اور ہر طرف سے آؤ بھگت کرانے اور فلوس بٹورنے کا ذریعہ بنجاتا ہے۔ بیچارے بے علم و نادان مسلمان جو مخالفین اسلام سے ستائے جاتے ہیں یہ سمجھ کر کہ یہ شخص ہمارے مخالفوں اور ہمارے دین و مذہب پر ظالمانہ حملہ آوروں کو جسطرح ہو سکے دبا لیتا ہے۔ بحکم حدیث الحرب خدعۃ اس کے غلط معنے سمجھکر اسکی دھوکہ بازیوں* سے نفع اُٹھاتے ہیں۔ اور جو چال یہ چلے اُسکو غنیمت سمجھ کر اسی سے کام نکالتے ہیں۔ اور جا بجا اُسکو اپنی غرض کے لئے بلاتے ہیں جس سے وہ دن بدن مغرور ہوتا جاتا ہے۔ اور "ہمچو من دگرے نیست" کا خام خیال اپنے دماغ میں جما کر اِس غرور کے نشہ میں سرشار ہو کر اپنے بزرگوں سے (اُنکو زبان و قلم سے بزرگ کہنے کے ساتھ) اور اپنے اُستادوں اور استادوں کے استادوں کے مقابلہ کے لئے بھی خم ٹھونک کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور یہ نہیں سوچتا ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن

*۔ مگر افسوس ہے کہ اِسکی یہ دھوکہ بازی آریوں کے مباحثہ جبلپور میں اسکے کام نہ آئی۔ ایک عربی جاننے والے جاہل آریہ کے مقابلہ میں جو صرف ایک جملہ "قُلْ بلسان عربیۃ" کہکر اپنا جہل ثابت کر چکا تھا سوائے ہنسی اُڑانے کے کوئی بات بن نہ آئی اور اتنی سیدھی بات بھی نہ کہی گئی کہ لسان تو عربی زبان میں مذکر ہے تم اسکی صفت مؤنث کیوں لائے ہو اور قل اپنے مفعول یعنے مقولہ کو چاہتا ہے بجائے اسکے تم تکلم کیوں نہ لائے جو مفعول سے مستغنی ہے۔ اور ڈاکٹر لکشمیدت کے گیارہ سوالوں کا جواب کچھ نہ دیا اور یہ کہکر کہ بحکم فن مناظرہ انکو سوال کا حق نہیں ہے لاجواب ہونے کا الزام اُٹھایا اسکی تفصیل ہم اُس ریویو میں کرینگے جو عنقریب اِس مباحثہ کے بعد قلم میں لاوینگے انشاء اللہ تعالیٰ ۔

اور نہ یہ خیال کرتا ہے کہ اَوروں سے تو بازی ہوئی بابا سے بھی بازی۔ اِس غرور کے نشہ میں اپنے اخبار ۲۹ جنوری ۱۹۱۵ء میں اپنے مسلّم و بلا واسطہ اُستاذ مولوی احمد اللہ امرتسری اور اُستاذ الاستاذ خاکسار اور دیگر علماء وقت کو جو درسی علوم میں اور دینی معلومات میں اُس سے بڑھ کر ہیں ان کو بے علم آریہ یا عیسائیوں یا شیعوں کے مانند دب جانے والے سمجھ کر چیلنج دیدیا ہے کہ آؤ مجھ سے میرے داخل یا خارج از فرقہ اہلحدیث ہونے پر مباحثہ کر لو۔ اور دو عالموں اور تیسرے جج مرزا ظفر اللہ خانصاحب کو منصف مان لو اِس چیلنج کا خلاصہ بیان کر دینے کے بعد تفصیل و نقل عبارت چیلنج کی ضرورت نہ تھی مگر اسمیں اسکی خاص ایک دروغ گوئی ظاہر کرنے اور اِس مضمون کے شروع میں اُسکی دروغ گوئیوں کی بانگی اور نمونہ دکھانے اور بوہنی کرانے کی غرض سے کسیقدر عبارت چیلنج نقل کرنی مناسب نظر آئی ہے۔ اِس دروغگوئی اور اسکی نظائر کو پڑھکر ہمکو وہ لوگ جو اُسکو شیر پنجاب کہا کرتے ہیں انصاف کو کام میں لاکر بتا دیں کہ جھوٹ بولنے والا بھی شیر کہلا سکتا ہے۔ اور شیر بھی گیدڑ کے مانند جھوٹ سے کام لیا کرتا ہے آپ لکھتے ہیں :۔

چیلنج | آج عرصہ بارہ ۱۲ سال کا ہوا ہے کہ خاندان غزنویہ رضی اللہ تعالے عنہا

---

* اِس مقام پر ایک حکایت گیدڑ کی جو بطور حکایت حال مشہور ہے (اور اِس قسم کی حکایات مثنوی رومی میں اکثر منقول ہیں) کہ گیدڑ نے کہیں سے ایک ردّی کاغذ کا ورقہ اُٹھالیا اور یہ دعوی کیا کہ بادشاہ کیطرف سے مجھے سرداری یا جمعداری کا یہ پروانہ ملگیا ہے۔ اور ایک ڈنڈا بھی کہیں سے لیکر کمر سے باندھ لیا۔ چند بے سمجھ گیدڑ اسکے تابع اور ساتھ ہوئے۔ اور آپ تزک و احتشام سے جھومتے ہوئے سیر کو نکلے۔ تو شکاری اپنے جوارح لیکر آپہنچے۔ اُن کو دیکھ کر گیدڑ سب کے سب بھاگ کر اپنے بلوں سوراخوں میں جا گھسے۔ آپ کی کمر میں جو جمعداری کا ڈنڈا تھا وہ بل میں گھسنے نہ دیتا تھا۔ گیدڑ پکارتے کہ جلد گھس آؤ تو آپ فرماتے ہیں میں گھسنا تو چاہتا ہوں مگر یہ ڈنڈا جمعداری کا گھسنے نہیں دیتا۔ وہ کہتے ان کو پروانہ تو دکھا تو آپ فرماتے کہ یہ سب کے سب اَن پڑھ ہیں۔ یہ کہکر آپ شکار ہو گئے + یہی حال اِس شیر پنجاب کا ہے۔ جھوٹ بول بول کر احمقوں کا مُقتدی بنا ہوا ہے۔ جب اِسپر اعتراضوں کی بوچھاڑ ہوتی ہے تو اُسکو جائے پناہ نہیں ملتی اور اہل انصاف کی نظر میں وہ ہلاک ہو جاتا ہے بحکم آیت لیھلک من ھلک عن بینۃ اور حدیث الصدق ینجی والکذب یھلک ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار + ۱۲

اور اُن کے ہمراہ مولوی بٹالوی وغیرہ نے میرے ساتھ مخالفت اُٹھائی جسکے متعلق فریقین سے متعدد تحریرات شائع ہوئیں یہانتک کہ علمار آرہ نے بحیثیت منصف فیصلہ کیا مگر فریق ثانی پر اسکا کوئی اثر نہ ہوا"۔

مقام حیرت ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولانا احمد اللہ صاحب امرتسری نے علمار آرہ کو اپنا منصف منظور کیا تاہم اُنکے فیصلے کو منظور نہ کیا اور برابر برسر جنگ رہے۔ اِس میں اسکا یہ کہنا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری نے علمار آرہ کو اپنا منصف مقرر ہونا منظور کیا تھا ایسا کذب ہے کہ اسکے کذب ہونے پر خود اُسکا اپنا کلام شاہد ناطق ہے۔ اُسنے فیصلہ آرہ کو اپنے مطبع میں خود چھاپا ہے۔ اور اُسکے صفحہ ۱۱ و ۱۲ میں اپنے ثانی اثنین واعظ رحیم آبادی سے جو اِس فیصلہ کا راقم ہے بالفاظ ذیل نقل کیا ہے:۔

"جلسہ مذاکرہ علمیہ آرہ واقعہ سنہ ۱۲ ہجری میں یہ رائے قرار پائی کہ اِس قضیہ کا محاکمہ کیا جائے۔ بمشورہ اکابر علمار تین حضرات اِس کام کے لئے چُنے گئے۔ (۱) حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری۔ (۲) مولوی شمس الحق صاحب۔ (۳) شاہ عین الحق صاحب۔ چنانچہ معاہدہ کے طور پر ایک مضمون لکھا گیا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے اسپر دستخط کئے۔ چونکہ جانبین کی منظوری کو اسمیں دخل ہے۔ اِسلئے اِس معاہدہ کی منظوری کی تحریک دوسرے فریق سے بھی کی گئی۔ اُسطرف کے اعیان مولوی محمد عبدالجبار صاحب امرتسری مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو لکھا گیا۔ تینوں حضرات میں سے صرف مولوی احمد اللہ صاحب نے اپنی منظوری صاف صاف لکھی۔ اور اِس فساد کے دُور ہونے کی مزید تمنا ظاہر کی۔ اور تحریک فرمائی۔ مگر دو حضرات نے منظور نہیں کیا۔ الراقم محمد عبدالعزیز مہتمم مدرسہ احمدیہ آرہ۔

اِسمیں صاف تصریح ہے کہ دو حضرات (یعنی خاکسار اور مولوی عبدالجبار صاحب) نے منصف کو منظور نہیں کیا۔ کیوں صاحبو! شیر پنجاب کے معتقدو اور حامیو! اِس عبارت راقم فیصلہ آرہ کو پڑھکر اب بھی شیر پنجاب کو کاذب گیدڑ نہ کہوگے۔ اِس

ایک کذب سے آپ لوگوں کی تسلّی نہ ہو اور اُسکو کاذب گیدڑ کہنے کی آپ سے جرأت نہ ہو سکے تو ایک اَور تازہ کذب اِس گیدڑ کاذب کا اُسکے اخبار سے نقل کیا جاتا ہے۔ اپنے اخبار میں اُسنے اپنے بوڑھے باپ پر یہ افترا کیا ہے کہ اُسنے مسائل دینی میں کسی کو منصف ماننے والے کو گدھا قرار دیا ہے۔ اور پھر وہ خود ہی منصفی کو بارہا تسلیم کیا ہے۔ پھر کہا ہے اِس سے جو نتیجہ نکلتا ہے اگر گویم زبان سوزد۔ اِس بیان شیر پنجاب یا گیدڑ کاذب کے محض کذب اور سفید جھوٹ ہونے پر اسکے باپ کا قول شاہد ہے۔ جو جلد ۲۱ اشاعۃ السنّۃ کے صفحہ ۱۲۴ میں مولوی اللہ دتا مرحوم کے خط میں منقول ہے وہ لکھتے ہیں۔ "اور جو مولوی ابوسعید صاحب منصف کرنے سے انکار کرتے ہیں اور اسکو گدھاپن قرار دیتے ہیں۔ تو اس کی وجہ وہ بیان کرتے ہیں کہ منصفی غیر کی اس حالت میں منظور کرنا مناسب ہے، جب دو شخصوں متنازعین کا آپسمیں فیصلہ نہ ہو سکے اور ایک شخص اپنی بات کو خود نافذ نہ کر سکے یا اسکو کسی مصلحت سے نافذ نہ کرنا چاہئے۔ اور اِس نافذ کرنے میں اپنے اوپر کسی کیطرف سے الزام بے انصافی کا خوف رکھتا ہو۔ یا اسکو اپنی رائے میں کچھ اشتباہ ہو۔ اور جس حالت میں ایک شخص اپنی رائے کو قطعاً صحیح سمجھتا ہو اور اُسکو نافذ کرنے کا کامل اختیار رکھتا ہو اور اِسمیں اُسکو کسی کے الزام کا خوف نہ ہو تو پھر اُسکو اپنی رائے پر کھنے اور نافذ کرنے کے لئے کسی دوسرے کو حاکم بنانا اپنی خداداد آزادی کو تلف کرکے دوسرے کے آگے گدھا بننا ہے کہ جہاں چاہے اُسکو لیجائے"۔ اِس عبارت میں صاف تصریح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ منصفی غیر کی تسلیم کر لینا بعض حالات میں گدھاپن ہے۔ اور ان حالات کے موجود نہ ہونے کے وقت مناسب ہے۔ پھر اپنے باپ پر افترا کرنا کہ اُس نے بہر حال اور مطلقاً منصفی غیر کو گدھاپن کہا ہے اِس جھوٹے گیدڑ کا سا افترا نہیں تو اور کیا ہے، اور کیا اسکا مرتکب شیر کہلا سکتا ہے۔ اِس چیلنج کا جو جواب اُسکو دیا گیا اُسکو اُسنے اپنے اخبار کذب بار ۲۶ فروری ۱۵ء میں چھاپ دیا جو ملاحظہ ناظرین کے لائق ہے کہ کس دلیری سے اسکے چیلنج کو صرف مرزا صاحب کی منصفی پر منظور کیا گیا ہے۔ اسکے جواب میں اُسنے کچھ ہاتھ پیر مارے تھے کہ پہلے منصف سے استمزاج کر لینا چاہئے اور فلاں مضمون کا خط

مشترک منصف صاحب کے نام روانہ کرنا چاہیئے تاکہ کسی طرح اِس مباحثہ میں بہ سبب اختلاف مضمون خط یا منصف صاحب کی نامنظوری منصفی کے سبب التوا ہو جائے - اور منصف صاحب نے بھی اپنے عالم نہ ہونے کیوجہ سے عذر کیا - مگر خاکسار نے اُن کو یہ لکھ کر کہ میں ثناء اللہ کا اہلحدیث نہ ہونا اُردو زبان میں اُسکے اعترافات سے ثابت کرونگا جسکے سمجھنے کے لئے عالم ہونے کی ضرورت نہ ہوگی مرزا صاحب کو منصفی پر راضی کر لیا اور خدا خدا کر کے مباحثہ شروع ہو گیا - اور حسب قرارداد فریقین پہلے خاکسار نے پرچہ اوّل میں اہلحدیث کی تعریف حسب ذیل لکھی :-

تعریف اہلحدیث

اہلحدیث وہ ہے جو اُصول مذہب اہلحدیث کا قائل ہو - اور اعتقاداً و عملاً بطور التزام اُن کا خلاف نہ کرے (صرف لزوم پر حکم خلاف لگایا نہیں جاتا) جیسے مسلم یا اہلِ اسلام وہ ہے جو اصول دین اِسلام کا قائل ہو اور عملاً و اعتقاداً بطور التزام اُن کا خلاف نہ کرے - اور یہودی وہ ہے جو اصول یہودیت کا قائل ہو - اور عیسائی وہ ہے جو اصول مذہب عیسوی کا قائل ہو - اور سُنّی وہ ہے جو اصول اہلسنّت کا قائل ہو - اور معتزلی وہ ہے جو اصول مذہب اعتزال کا قائل ہو - اور خارجی وہ ہے جو اصول مذہب خوارج کا قائل ہو - اور نیچری وہ ہے جو اصول مذہب نیچری کا قائل ہو - اور ان اصول کا بطور التزام خلاف نہ کرے وعلی ہذا القیاس - یہ تعریف ایسی یونی ورسل (تمام دُنیا کی مسلّم و مستعمل) ہے کہ ثنائی پارٹی کے اعلیٰ رُکن بھی اسکو مان چکے ہیں - اگر ثناء اللہ یا کوئی ثنائی انکار کریگا تو میں اُنکی عبارات پیش کرونگا - انشاء اللہ تعالیٰ -

ابو سعید محمد حسین بٹالوی - مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۱۵ء

یہ تعریف جیسی کہ عقلائے جہان کے استعمال میں آئی ہے اور اُن کے نزدیک صحیح و مسلم ہے - اور اسی وجہ سے اس کو یونی ورسل کہا گیا ہے - اِسی طرح سیّد العقلاء امام الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے استعمال میں بھی آچکی ہے - آپ مسلمان کی تعریف میں فرماتے ہیں

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ	کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے

ویدہ والمہاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ ھذا لفظ البخاری (مشکوۃ صفحہ ۴)	مسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ممنوعات خدا سے ہجرت کرے۔
من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ رواہ البخاری (مشکوۃ صفحہ ۴)	اس تعریف میں مسلمان اور مہاجر معرّف ہیں اور تعریف میں مسلمان اور مہاجر کا مادہ اسلام وہجرت استعمال میں آیا ہے۔ اور آپنے فرمایا ہے کہ جو شخص ہم مسلمانوں کی سی نماز پڑھے۔ اور

ہم مسلمانوں کے قبلہ کیطرف استقبال کرے اور ہم مسلمانوں کا ذبیحہ کھاوے وہ مسلمان ہے جو خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کے ذمہ و پناہ میں آگیا + اِس تعریف میں مسلمان معرّف ہے اور تعریف میں بھی مسلمان کا لفظ یا اُسکے معنے و مصداق وارد ہے۔

اِس قسم کی بیسیوں احادیث ہیں جنمیں اسلام و مسلمانوں کی تعریف میں معرّف کا لفظ یا مادّہ مستعمل ہوا ہے۔ جنمیں معرّف پر ایک لفظ باصطلاح شرعی ولحاظ معنے شرعی بولا گیا ہے اور تعریف میں وہی لفظ بلحاظ معنی لغوی وعرفی بمراد اسکے مصداق کے بولا گیا ہے۔ اور اِن تعریفوں کو کوئی مسلمان جو عقل اور علوم عقلی سے تعلّق رکھتا ہے دَوری نہیں کہہ سکتا۔ اِسی قسم کا تغائر شرعی ولغوی وعرفی ومصداق کا اس لفظ اہلحدیث میں ہے جو ہمارے بیان کردہ تعریف اور معرّف میں پایا جاتا ہے۔ ثناء اللہ کو کچھ بحث وانصاف سے غرض ہوتی تو بلا چون وچرا اِس تعریف کو صحیح تسلیم کرکے اصل بحث کیطرف خاکسار کو متوجہ ہونے دیتا۔ مگر چونکہ اُسکو بحث سے فرار منظور ہے لہذا اُسنے اِس تعریف کو دُوری بناکر اپنی منطق بھگارنا اور اِس بحث کو منطق کیطرف لیجانا شروع کردیا۔ اور ہمارے پرچہ اوّل کے جواب میں یہ پرچہ لکھکر ارسال کیا:۔

جواب نمبر اوّل

جناب مولوی صاحب بٹالوی نے پرچہ نمبر اوّل میں جو اہلحدیث کی تعریف کی ہے یہ تعریف نہیں ہے بلکہ تعریف کی توہین ہے کیونکہ اسمیں دور ہے تعریف میں بعینہ

معرّف مذکور ہے۔ جیسے کوئی قانونی اصطلاحات کی تعریف میں کہے ملزم وہ ہے جو ملزم کا کام کرے۔ مجرم وہ ہے جو مجرم کا کام کرے۔ جسطرح یہ تعریف اہل علم کے نزدیک غلط ہے اسیطرح مولوی صاحب بٹالوی کی تعریف بھی غلط ہے۔ کیونکہ معرف (اہلحدیث) کا لفظ بعینہ تعریف میں لایا گیا ہے۔ مُدّعی کا فرض ہے کہ تعریف صحیح کرے۔

خادم ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری۔ مورخہ ۱۱ مئی ۱۵ء

اِس پرچہ جواب اوّل میں جو اُسنے تعریف مجرم و ملزم کو بیان کرکے اُسکو غیر صحیح کہا ہے اور ہماری تعریف اہلحدیث کو اُسکی نظیر ٹھیرایا اِسمیں بھی کذب و مغالطہ سے کام لیا ہے جُرم و الزام کے معنی لغوی سب کو معلوم ہیں کہ جُرم لُغت میں چوری۔ بدکاری وغیرہ افعال قبیحہ کو کہتے ہیں۔ اور الزام لُغت میں وہ جُرم ہے جو کسی پر تھوپا جائے۔ اِن لفظوں کے معنے اصطلاحی قانونی کوئی بیان کرنا چاہے تو وہ یہی الفاظ بیان کرسکتا ہے جو ثناء اللہ نے بیان کئے ہیں اور یہ صحیح و بالکل صحیح ہیں ان کو غلط کہنا ثناء اللہ کی غلطی ہے جسکو منصف صاحب نے نہ سمجھا اور پرچہ اوّل میرے پاس بھیجدیا۔ کوئی قانون میں ماہر ہوتا تو وہ پرچہ ثناء اللہ کو واپس دیتا۔

خاکسار نے اِس پرچہ اوّل ثناء اللہ کے جواب میں یہ پرچہ لکھ کر منصف صاحب کے پاس بھیجدیا جو ذیل میں منقول ہے:۔

جواب الجواب نمبر ۱

یہ تعریف دُوری نہیں بلکہ اسکو دوری کہنا نافہمی و غلطی ہے ؎

وکم من عائب قولاً صحیحاً	وآفتہ من الفہم السقیم

دوری تب ہوتی جبکہ تعریف میں لفظ اہلحدیث کے معنی سمجھنا مقصود ہوتا جیسا کہ تعریف سے معنے اہلحدیث کا سمجھنا و سمجھانا مقصود ہے۔ جس سے توقف الشئی علیٰ نفسہ لازم آتا ہے جو دور کی حقیقت ہے۔ یہاں لفظ اصول اہلحدیث بولا گیا جس سے مقصود اصول کا سمجھنا ہے جو مضاف ہے نہ اہلحدیث کا جو مضاف الیہ ہے اور خارج از مقصود ہے۔ اور اصول مفہوم و مسلّم فریقین ہے۔ چنانچہ فریق ثانی کے مؤلّفہ رسالہ

رسالہ "مذہب اہلحدیث" کے صفحہ ۲۹ سطر ۱۵ میں لکھا ہے کہ "اہلحدیث کا مذہب ہے کہ دین کے اصول چار ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ اجماع امت۔ قیاس مجتہد"۔ اور میں نے بھی اصول خمسہ مذہب اہلحدیث فریق ثانی کے سامنے پیش کئے ہوئے ہیں جو ان ہی چار کی تفصیل ہیں ؎

اصل دین آمد مسلمان را قرآن	پس حدیث سرور پیغمبران
بعد ازان اجماع اہل اجتہاد	از صحابہ سید خیر العباد
پس ازان اجماع جملہ تابعین	رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
پستر اقوال خلافیہ ہمان	شد مقدم بر مقال دیگران

اب بھی فریق ثانی کو میری تعریف کا دوری نہ ہونا سمجھ میں نہ آوے تو میں اس تعریف کے الفاظ کو بدل دیتا ہوں اور الفاظ سے تعریف سابق کو بیان کرتا ہوں کہ اہلحدیث وہ ہے جو قرآن وحدیث واجماع وغیرہ کو مانے۔ اور عملاً واعتقاداً انکا خلاف نہ کرے ؎ ابوسعید محمد حسین - ۱۵ مئی ۱۹۱۵ء

میرے دستخطی مسودہ جواب الجواب میں فقرہ "جیسا کہ تعریف سے معنے اہلحدیث کا سمجھنا سمجھانا مقصود ہوتا ہے لفظ "سے" مرقوم ہے۔ ثناء اللہ نے بجائے لفظ "سے" کے لفظ "میں" اخبار ۱۸ جون ۱۵ء میں چھپایا ہے معلوم نہیں کہ یہ ہمارے کاتب ناقل پرچہ کی غلطی ہے یا ثناء اللہ کا تصرف ہے۔ بہرحال صحیح لفظ "سے" سمجھنا چاہئے۔ اور اس فقرہ کے معنے یہ ہیں کہ تعریف سے مقصود یہ ہے کہ لفظ اہلحدیث جو معرف ہے اسکے معنے سمجھ میں آجاویں اور یہ مقصود اس لفظ اہلحدیث کے بولنے سے نہیں ہے جو تعریف میں بولا گیا ہے اس لفظ اہلحدیث سے جو تعریف میں ہے صرف اسکا مصداق مراد ہے زید۔ عمر و بکر وغیرہ۔ ثناء اللہ نے اس فقرہ میں لفظ "میں" از خود ملایا ہے تو اوروں پر اس فقرہ کا مطلب مشتبہ کیا ہے۔ اور اگر ہمارے کاتب کی غلطی ہے تو خود اسپر مطلب مشتبہ ہو گیا ہے لہذا اس فقرہ کا مطلب ہم کو جواب الجواب میں اس تفصیل سے کھولنا پڑا جو آگے آتی ہے۔ بالجملہ ثناء اللہ نے ہمارے جواب الجواب کو نہیں سمجھا۔ مگر اسکا جواب یہ دیدیا جو ذیل میں منقول ہے۔ اور وہ اس مثل کا مصداق ہے کہ تمہارے سوال

تو میں سمجھا نہیں، مگر جواب اسکے دو دیتا ہوں۔ سبحان اللہ کیا علم ہے اور کیا شیر بہادری ہے

ثناء اللہ کا جواب نمبر ۲

مولوی صاحب بٹالوی نے اپنی تعریف سے الزام دور اُٹھانے کی جو کوشش کی ہے وہ مزید الزام کی موجب ہے۔ آپ فرماتے ہیں تعریف میں اصولِ مذہب داخل ہی اہلحدیث داخل نہیں۔ بہت خوب پس معنی یہ ہوئے کہ اہلحدیث وہ ہے جو اصول مذہب کا پابند ہو۔ یہ تعریف ایسی وسیع ہے کہ مسلمانوں کے کُل فرقوں پر صادق آتی ہے۔ حنفی بھی اصولِ مذہب کے پابند ہیں۔ شافعی بھی۔ مالکی اور حنبلی بھی۔ معتزلہ۔ نیچری۔ مرزائی۔ شیعہ وغیرہ سب بلکہ غیر مسلم پر بھی صادق آتی ہے۔ مثلاً آریہ۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی وغیرہ ہر ایک اصول مذہب کا پابند ہے۔ کیا خوب مثال مشہور صادق آئی خرمن المطر و قام تحت المیزاب۔ اگر فرمائیں کہ یہ لوگ اصول مذہب کے پابند ہیں مگر اصول مذہب اہلحدیث کے پابند نہیں تو جواب یہ ہے کہ اہلحدیث تو بقول آپ کے تعریف سے خارج ہی پھر تعریف میں اسکا دخل ہی کیا۔ اگر دخل ہے تو معلوم ہوا کہ اسکے سمجھنے پر تعریف کا سمجھنا موقوف ہے اور یہی دور ہے۔ لزم ما الزم۔ مولوی صاحب نے کمال دور اندیشی سے تعریف کو یوں بدلا ہے کہ اہلحدیث وہ ہے جو قرآن وحدیث۔ اجماع اور قیاس وغیرہ اصول خمسہ کا پابند ہے۔ یہ تعریف بھی نہ جامع ہے نہ مانع۔ جامع تو اسلئے نہیں کہ بہت سے اہلحدیث ایسے ہیں جو اجماع کے قائل نہیں بلکہ قیاس کے بھی نہیں جیسے امام احمدؒ بن حنبل۔ امام داؤدؒ۔ ظاہری متبع آتباع امام شوکانیؒ۔ نواب صدیق حسن خانؒ۔ اور مولانا محمد حسین بٹالوی جو لکھتے ہیں میں نے حسامی سے بزدوی تک اکثر کتب اصول فقہ مصنفہ سلف وخلف کو دیکھا پر کسی میں کوئی دلیل صحیح صریح مشروعیت قیاس پر نہ پائی (ضمیمہ سفیر ہند ۸ رجون ۷۸ء صفحہ ۶۱ کالم ۲ مرقومہ مولانا بٹالوی) اور مانع اسلئے نہیں کہ یہ تعریف حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی وغیرہ پر بھی صادق آتی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ بھی ان اصول کے قائل ہیں۔ جس پر لازم آتا ہے کہ مولانا بٹالوی کے نزدیک وہ بھی اہلحدیث ہیں پھر اہلحدیث کوئی مستقل فرقہ نہ ہوا فافہم۔ میری کتاب کا حوالہ دینا مولانا کو کسی طرح مفید نہیں

کیونکہ تعریف کا صحیح بیان کرنا اُن کا فرض منصبی ہے۔ اِسلئے اُن کو یہ بتلانا چاہیے کہ یہ تعریف بذاتہ صحیح ہے اور اسکی صحت کی دلیل یہ ہے۔ فریق ثانی کا قول محض الزام ہے دلیل نہیں۔ علاوہ اِسکے مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں:۔

(ا) مولانا بٹالوی کی تعریف میں اصول خمسہ داخل ہیں۔ حالانکہ میری کتاب میں اصول خمسہ کا ذکر بھی نہیں۔

(ب) ہر ایک فرقہ میں بعض باتیں بوجہ شہرت کے تسلیم ہوتی ہیں مگر عند التحقیق اُنکا درجہ وہ نہیں رہتا بلکہ محققین اُن سے منکر ہوکر بھی اس فرقہ میں داخل سمجھے جاتے ہیں مثال کے لئے اصول حنفیہ میں سے ایک اصول یہ ہے کہ عام اپنی افراد کو قطعی شمول رکھتا ہے۔ شافعیہ کہتے ہیں قطعی نہیں بلکہ ظنّی ہے۔ بعض متاخرین حنفیہ عند التحقیق ظنّی کہہ کر شافعیہ سے متفق ہوگئے (تلویح ملاحظہ ہو)۔ باوجود اِسکے دونوں حنفی گروہ میں داخل ہیں۔ کیونکہ حنفی کی تعریف میں عام کا قطعی یا ظنّی کہنا داخل ماہیّت نہیں۔

ٹھیک اسیطرح اہلحدیث کی تعریف میں اجماع اور قیاس کے ماننے میں اختلاف ہے۔ مشہور طور پر اُسکو تسلیم کیا جاتا ہے مگر عند التحقیق ان سے انکار ہوسکتا ہے۔ چنانچہ میں نے رسالہ مذہب اہلحدیث میں دونو قولوں کا ذکر کیا ہے۔ پہلے مشہور قول لیا ہے جسکو مولانا سند لائے ہیں۔ آگے چلکر محقق قول بھی لکھا ہے وہ عبارت رسالہ مذکورہ کی طبع پنجم کے صفحہ ۴۴ پر زیر خط ہے۔ جسکا شروع اسطرح ہے۔ چونکہ اصل اطاعت وتابعداری خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ اس قول کی مزید محققانہ تشریح میں نے رسالہ اجتہاد وتقلید میں کردی بلکہ مولانا کے پیش کردہ اصول خمسہ کی کافی چھان بین ہوکر کے دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی الگ کرکے دکھایا جسکا ایک نسخہ ارسال خدمت ہے۔ صفحہ ۶۱ طبع دوم سے خصوصاً ملاحظہ ہو۔ خطرہ ہوتا چاہیے تھا کہ مولانا بٹالوی ہمارے اِس رسالہ کے مخالف ہونگے۔ مگر اس رسالہ پر جہاں اور بہت سے اہلحدیث نے تقریظات لکھیں۔ آپنے بھی اپنی معمولی وسیع ظرفی سے ایک کارڈ کے ذریعہ مژدہ سُنایا جسکے الفاظ یہ ہیں (مجھے اُمید ہے اِن الفاظ کو دیکھ کر منصف صاحب

کو مزید سوال و جواب پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پڑیگی)۔ مولانا فرماتے ہیں :-

"رسالہ اجتہاد و تقلید نے آپ کو اعتقادی اہلحدیث بنا دیا ہے۔ لہذا اب جنیت و منافرت دور کر کے تعاون و تناصر اختیار کرنا چاہیئے۔ از بٹالہ ۲۰ نومبر ۱۹۱۲ء +

اُنہی دنوں میں آپ نے ایک خط حکیم عبدالحق امرتسری کو لکھا۔ اُسمیں ایک فقرہ یہ بھی تھا:- "مولوی ثناء اللہ نے اعتقاد اہلحدیث کو رسالہ اجتہاد و تقلید میں مان لیا ہے"۔ اسی رسالہ اجتہاد و تقلید کی بابت مولانا نے اپنے رسالہ میں یوں ریویو کیا ہے۔ "یہ مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کا آخری کلام ہے۔ جس مُنہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اُس منہ کو کھانڈ سے بھر دینے اور جس قلم سے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں اُسکو چوم لینے کو دل چاہتا ہے۔ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۷۶۔ مولانا کیوں ایسا نہ لکھتے جبکہ خود اُن کی تحریرات میں ملتا ہے کہ جو لوگ بلا تقلید فقہا قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ اشاعۃ السنۃ جلد ۸ صفحہ ۲۹۶۔

باوجود اِن تصریحات اور باوجود اظہار محبت و رفع غیریت و منافرت کے اور باوجود خواہش تعاون و تناصر کے جھگڑا کیا۔ بلکہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ہم دونوں یہ شعر پڑھتے ؎

جذبۂ عشق بحدیث میانِ من و تو	کہ رقیب آمد و نشناخت نشانِ من و تو

مختصر یہ ہے کہ مولانا بٹالوی کی تعریف صحیح نہیں نہ اسپر کوئی دلیل ہے۔ مولانا کا فرض ہے کہ تعریف ائمہ اہلحدیث سے نقل کریں اور اُسپر دلیل دیں۔ میرے بیانات پر مدار ہے تو فیصلہ آسان ہے بلکہ ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

ثناء اللہ بقلم خود۔ ۲۰ مئی ۱۵ء۔

اِس پرچہ جواب میں بھی ثناء اللہ نے وہی نافہمی وہی جہالت اختیار کی جو پرچہ جواب اوّل میں کی تھی۔ علاوہ براں دروغ گوئی و دھوکہ دہی سیر ہو کر خرچ کی ہے۔ اسکا منصب تو صرف ہماری تعریف پر سوال کرنا اور ہمارے دلائل کا جو ہم پیش کرتے جواب دینا تھا۔ چنانچہ اخبار ۲۹ جنوری میں وہ کہہ چکا تھا مگر وہ اپنے منصب سے بڑھ کر

مدعی ہو بیٹھا ہے اور اپنے اہلحدیث ہونے کے الزامی دلائل ہمارے کلام وتصانیف سے چھانٹ کر خود مستدل بن بیٹھا ہے لہذا ہمکو بھی اُنکا جواب دینا پڑا اور بحث اور طرف چل پڑی اور طویل ہوگئی - اِس جواب اور بحث کو منصف صاحب کا بذاتِ خود سمجھنا ممکن نہ تھا لہذا منصف صاحب کی خدمت میں ہم نے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپکے پاس پہنچکر اپنا جواب آپ کو سُنا دوں اور سمجھا دوں اُسپر آپ جو چاہیں فیصلہ لکھ دیں - میری طرف سے یہ آخری جواب ہے - اور یہ بھی میں نے عرض کیا کہ چاہیں تو فریق ثانی کو بھی بُلالیں - منصف صاحب نے عدم فرصتی اور عذر ارادہ سفر سے مجھے حاضر ہونے کی اجازت نہ دی تو میں نے یہ درخواست کی کہ آپ میرے جواب کو سمجھنے میں عباد لہ ثلاثہ (مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی - حافظ عبد اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری مدرس مدرسہ اہلحدیث روپڑ - حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری) سے مدد لیکر فیصلہ لکھیں - اسکو بھی منصف صاحب نے منظور نہ کیا - اِس اثنا میں ثناء اللہ نے پہلی گفتگو کو منصف صاحب سے اجازت لینے کے بغیر اپنے اخبار ۱۸ جولائی میں چھاپ دیا - تو میں نے اس کی شکایت منصف صاحب کیخدمت میں پیش کرکے اُن سے یہ درخواست کی کہ آپ ثناء اللہ سے یہ وعدہ تحریری لیکر میرے پاس بھیجدیں کہ وہ میرے جواب الجواب ۲ کو بلا کم وکاست اپنے اخبار میں چھاپ دیگا تب میں اپنا جواب الجواب آپکی خدمت میں بھیجدونگا - اِس درخواست کو بھی منصف صاحب نے منظور نہ کیا بلکہ اسکے برخلاف و برعکس اُسکو یہ حکم لکھ کر بھیجدیا کہ آیندہ کوئی سوال وجواب تا ختم ہوجانے بحث کے وہ اخبار میں نہ چھاپے - اِس سے مجھے منصف صاحب کے نسبت رعایت فریق ثانی کا خیال پیدا ہوا تو میں نے اِس رنج میں سکوت محض اختیار کیا - پھر جب ثناء اللہ نے اپنے اخبار مطبوعہ ۱۶ جولائی میں یہ چھاپ دیا کہ میرے جواب نمبر ۲ کا جواب اب تک نہیں آیا باوجودیکہ بذریعہ منصف کے کئی دفعہ تقاضا کیا گیا تو پھر میں نے اپنی درخواست اخیر کی طرف منصف صاحب کو متوجہ کیا - منصف صاحب نے پھر بھی توجہ نہ کی تو میں نے رعایت کی شکایت کا اُن پر اظہار کیا تو منصف صاحب خفا ہوکر ثالثی سے مستعفی ہوگئے میں نے

بھی اُن کا استعفا منظور کرلیا - اور آپ اپنے جواب الجواب نمبر ۲ کے فیصلہ کو اہل علم پبلک پر چھوڑ کر چھاپتا ہوں منصف صاحب نے استعفا دینے کے بعد ثناء اللہ کو میرے جواب الجواب کے اخبار میں چھاپ دینے کی بابت بھی لکھ دیا - اُسنے جواب دیا کہ وہ جواب اگر قانون کے خلاف نہ ہوگا تو میں چھاپ دونگا - دیکھئے اِس وعدے کا ایفا وہ کرتا ہے یا نہیں - اسکا یہ شرطی وعدہ بھی ایک گریز کا بہانہ ہے - جب وہ اِس جواب کو پڑھیگا تو یقیناً صاف یہ کہیگا کہ یہ جواب خلاف قانون ہے - حالانکہ یہ جواب اُسکے اُن مضامین سے بدرجہا نرم وکمتر ہے جسکو وہ اپنے اخبار ۳۰ اپریل ۱۵ء میں بعنوان "ایڈیٹر بٹالوی و واعظ رحیم آبادی" - اور اِس سے پہلے اخبار میں ایک ایسا مضمون مشتہر کیا ہے جس میں اُس نے اپنے باپ کو گدھا بنایا ہے -

جواب الجواب نمبر ۲ منجانب خاکسار

افسوس میرے جواب الجواب نمبر اوّل کو میرے مخاطب معترض نے نہیں سمجھا اور بالکل نہیں سمجھا - اسکے جواب میں جو کچھ کہا وہ من اولہ الی آخرہ بے سمجھی اور نافہمی سے کہا - اس میں نہ علم سے کام لیا اور نہ فہم سے - اور جو کہا اُسمیں بے علمی دروغگوئی اور دھوکہ بازی وجعلسازی سے کام لیا اور مجھے پھر وہی شعر سُنانا پڑا ؎

وکم من عائب قولاً صحیحاً	وآفتہ من الفہم السقیم

لہذا میں اس تمہیدی بحث (تعریف اہلحدیث) کو اِس پرچہ میں ختم کرتا ہوں اور اُسکے جواب کا جواب الجواب ایسا دیتا ہوں جسمیں اصل مبحث مقصود کہ مولوی ثناء اللہ اہلحدیث نہیں شروع ہوکر ختم بھی ہوجاوے - اور منصف صاحب کو منصفی کرنے اور فیصلہ دینے کا جلد موقعہ ملجاوے - اور اُنکی اوقات کی مزید تضییع عمل میں آوے - اولاً واضح ہو کہ جواب الجواب نمبر اوّل میں میں نے یہ لکھا تھا کہ یہ تعریف دُوری تب ہوتی جبکہ اس تعریف میں لفظ اہلحدیث کے معنی سمجھنا سمجھانا مقصود ہوتا ہے جیسے توقف الشئی علی نفسہ لازم آتا ہے جو دُور کی حقیقت ہے اور یہاں لفظ اصول

اہلحدیث بولا گیا ہے۔ جس سے مقصود اصول کا سمجھنا اور سمجھانا ہے جو مضاف ہے نہ اہلحدیث کا جو مضاف الیہ ہے اور وہ خارج از مقصود ہے۔ اور لفظ اصول مفہوم و مسلم فریقین ہے جسپر رسالہ معترض کا حوالہ دیا گیا اور عبارت نقل کی گئی۔ میرے اس جواب کا مطلب یہ ہے (جو معترض کی سمجھ میں نہیں آیا) کہ معرّف لفظ اہلحدیث بنظر معنی ہے اور تعریف معنی لفظ اہلحدیث کا کوئی لحاظ نہیں ہے بلکہ اس لفظ کا مصداق (اعیان و اشخاص فرقہ اہلحدیث زید و عمرو و بکر وغیرہ) مراد مقصود ہے فلا یتوقف تعقل معنی احدھما علی تعقل معنی اللفظ الاخر فلا دور۔ اس مطلب کو معترض نے نہیں سمجھا اور بے سمجھے یہ کہدیا کہ تعریف میں لفظ اہلحدیث کا دخل ہے تو معلوم ہوا کہ اسکے سمجھنے پر تعریف کا سمجھنا موقوف ہے اور یہی دور ہے۔ (۲) اصول مطلق مذہب کو میری مراد سمجھنا دوسری نافہمی ہے۔ میں نے لفظ مطلق مذہب نہیں بولا بلکہ مذہب مقیّد و مضاف بسوے اہلحدیث بولا ہے اور مضاف الیہ باوجود خارج از مقصود ہونیکی قید ہونے کا فائدہ دیتا ہے۔ پھر جو معترض نے آریہ وغیرہ پر اس تعریف اہلحدیث کے صادق آنیکا الزام دیا ہے وہ نافہمی نہیں تو اور کیا ہے یا دیدہ دانستہ افترا ہے۔ (۳) تعریف کے بدلدینے کا الزام بھی ایک اور نافہمی ہے۔ یا دیدہ دانستہ خلاف گوئی و دہوکہ ہے۔ میں نے تعریف کو ہرگز ہرگز نہیں بدلا بلکہ اسی تعریف کے معنی اور مصداق کو دوسرے الفاظ میں ادا کیا ہے۔ اصول مذہب اہلحدیث میں قرآن و حدیث اور اجماع داخل تھے میں نے انہی تینوں کو بجائے اصول کہدیا۔ فرمائیے اسمیں تبدیلی تعریف کہاں پائی گئی۔ (۴) قیاس کو اصول اہلحدیث میں داخل کرنا ایک اور نافہمی یا دیدہ دانستہ خلاف گوئی و دہوکا دہی ہے۔ اس قیاس کا ذکر میرے بیان کردہ اصول خمسہ میں ہے اور نہ عامہ محدثین سے میںنے اسکو نقل کیا ہے۔ صرف معترض کی عبارت میں اسکا ذکر تھا جسکو بخیال محافظت نقل میں نے نقل کر دیا ہے۔ پھر قیاس کی مشروعیت پر دلیل کے پائے نہ جانے کا اعتراف میرے ضمیمہ سے نقل کرنا ایک اور نافہمی و فضول الزام و دھوکہ دہی ہے۔ (۵) اس تعریف کے جامع نہ ہونے کا الزام خلاف

گوئی و محض اتہام ہے - امام احمد حنبلؒ - نواب صدیق حسن خانؒ - امام شوکانیؒ - امام داؤدؒ معہ اتباع خاکسار ابو سعید محمد حسین ان میں سے ایک بھی منکر اجماع نہیں ہے۔ کتاب مسلم الثبوت وارشاد الفحول صـ۷۷ اور اشاعۃ السنۃ جلد (۲۲) صفحہ ۲۶۴ وغیرہ ملاحظہ ہو جنمیں ان حضرات کے اقوال منقول ہیں - (۶) اس تعریف کے مانع نہ ہونے کا الزام بھی محض خلاف گوئی یا نافہمی و ناواقفی ہے - حنفی شافعی وغیرہ فرقے جو اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کے قائل اور اُن پر عامل ہوں وہ باوجود حنفی شافعی ہونے کے اہلحدیث میں داخل ہیں - ان سے جدا اور افراد غیر نہیں ہیں - اور اہلحدیث وغیرہ باہم متضاد نہیں بلکہ اُن میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے اشاعۃ السنۃ کی جلد ۲۱ صفحہ ۷۳ ملاحظہ ہو - اور طرفہ شہادت سنو - معترض نے اپنے اخبار مورخہ ۲۶ مارچ ۱۵ء میں مضمون "مسلم اور اہلحدیث" میں ابراہیم سیالکوٹی کا ایک لکچر نقل کیا ہے جسکے صفحہ ۶ سطر ۸ میں لکھا گیا ہے کہ اہلحدیث کو کوئی الگ فرقہ نہیں کہہ سکتے - اور اس سے پہلے اخبار ۲۹ جنوری ۱۵ء کے حاشیہ نمبر ۱ میں معترض نے خود اعتراف کیا ہے اور کہا ہے کہ "ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ ائمہ اربعہ پکے اہلحدیث تھے" اور اخبار ۲۰ دسمبر ۱۲ء میں بعنوان "فرقہ جدید" ایک طویل مضمون شائع کیا ہے اُسکے اخیر میں ایک نوٹ کی ضمن میں لکھا ہے ہمنے اہلحدیث کو ایک فرقہ کہا ہے مگر دراصل یہ عرفی فرقہ نہیں اسلئے ہمنے بھی رسمی طور پر اس کو فرقہ اہلحدیث کہا ورنہ اہلحدیث اصطلاحی فرقہ نہیں بلکہ ایک جماعت ہے جو ٹھیٹھ اسلام پر چلی آئی ہے۔ ان فقرات کو پڑھ کر ثناء اللہ کو چاہیئے کہ ندامت سے ڈوب کر یا کچھ کھا کر خودکشی کرلے۔ کیونکہ اب خاکسار کے مقابلہ میں اہلحدیث کو ایک مستقل اور جداگانہ فرقہ ٹھیراتا ہے۔ اور حنفی شافعی وغیرہ کا قسیم اور مقابل قرار دیتا ہے - معلوم نہیں یہ مضامین اخبار ۲۶ مارچ - ۲۹ جولائی و ۲۰ ستمبر ۱۹۱۲ء سے ذھول ہے یا دیدہ و دانستہ خلاف گوئی اور دھوکا دہی ہے - اور حق صراح و انصاف با ایضاح یہ ہے کہ لقب اہلحدیث دو معنوں میں استعمال ہوتا چلا آیا ہے - ایک معنی علمی و وصفی اس معنی سے اس لقب کا

استعمال اِس جماعت سلف و خلف کے ساتھ مخصوص رہا ہے جنکا دوسرا لقب خطاب محدّثین بھی ہے ۔ دوسرے معنے عملی و مذہبی ہیں اِس معنی کر اِس لقب کا استعمال حدیث پر عمل کرنیوالوں کے حق میں قدیم سے ہوتا چلا آیا ہے ۔خواص علمار ہوں یا عوام جہلا اِس معنے کر ائمہ اربعہ پر اور ان کے اتباع سے محدثین و فقہا پر اور فرقہ اہلحدیث کے علمار و عوام پر جو بلا واسطہ فقہار نصوص پر عمل کرتے رہے ہیں اور وہ قدیم سے فقہا مقلّدین کے پہلو بہ پہلو چلے آئے ہیں یہ لقب استعمال ہوتا چلا آیا ہے ۔ اِس امر کو ہمارے معزز دوست اور دینی بھائی اہلحدیث حنفی ایڈیٹر سراج الاخبار بھی سوچیں اور عوام اہلحدیث پر اس معنے کر اہلحدیث کا لفظ استعمال کرنے کو محدّثین کی توہین نہ سمجھیں ۔ یہ بات پہلے بھی ۱۸۸۵ء میں اشاعۃ السنّۃ جلد ۸ نمبر ۱۱ کے صفحہ ۳۲۱ وغیرہ میں معروض ہو چکے ہیں اور اس اسپر متعدد کتب فقہ کی شہادتیں پیش کی گئیں مگر ایڈیٹر صاحب کی اس کی طرف توجہ نہیں ہوئی ۔ اب بھی توجہ ہو تو مہربانی ہے گر قبول افتد زہے عزّ و شرف ۔ (۷) تعریف اہلحدیث کے جامع و مانع نہ ہونے پر جو معترض نے اعتراض کیا تھا اسکا جواب الجواب دیا گیا ۔ یہ جواب اگر صحیح ہے (اور یقیناً صحیح ہے) تو اِس سے تعریف کا صحیح ہونا ثابت ہوا ۔ اور کوئی ضرورت باقی نہیں رہی کہ کسی دوسرے امام حدیث سے بعینہ و بلفظہ اس تعریف کو نقل کیا جاوے ۔ باوجودیکہ ان کی عبارات میں (جو جلد ۲۲ ۔ اشاعۃ السنّۃ میں منقول ہیں) اِس تعریف کا مضمون پایا جاتا ہے ۔ ہاں تعریف کرنے والے پر یہ فرض ہے کہ جو امر نقلی اِس تعریف میں وہ ذکر کرے اسکی تصحیح نقل کر دی ہے ۔ اِس تعریف میں مینے اصول محدثین کا بطور نقل ذکر کیا ہے ۔ سو اسکے تصحیح نقل میں نے کر دی ۔ معترض کے رسالہ مذہب اہلحدیث سے بھی ایک عبارت میں نے نقل کر دی جسمیں معترض نے اصول اربعہ کا مذہب اہلحدیث ہونا تسلیم کیا ہے اس عبارت میں اُسنے اجماع کو اصل سوم مان لیا ہے ۔ اور یہی اجماع فریقین میں مابہ النزاع ہے ۔ اِسکے علاوہ معترض کے رسالہ اجتہاد و تقلید میں بھی معترض کا صاف یہ اعتراف موجود ہے کہ "زمانہ سلف میں ایسا

کیا جاتا تھا کہ درصورت آیت و حدیث نہ ملنے کے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تابعین کے اقوال پر عمل کرتے تھے۔ اِسمیں کسی کو اختلاف نہیں۔ ہم بتصریح اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے بلکہ جملہ متاخرین کے محض اقوال سے صحابہؓ کے محض اقوال کو ترجیح ہے اور بیشک ترجیح ہے۔ اِس سے کسی کو خصوصاً ہم کو اختلاف نہیں ہے انکار تو اِس سے ہے کہ وہ حجّت شرعی نہیں"۔ اِس اعتراض معترض کو میں نے جواب الجواب نمبر اوّل میں پہلے اعتراف رسالہ "مذہب اہلحدیث" کو کافی سمجھ کر نقل نہ کیا تھا یہی وہ اعتراف ہے جسپر خاکسار نے معترض کا اعتقادی اہلحدیث ہونا تسلیم کیا اور اسپر اسکے مُنہ کو کھانڈ سے بھر دینے اور اُسکی قلم کو چُوم لینے کا انعام تجویز کیا تھا یہ اعتراف اصول خمسہ کے معمول بہا اور دستور العمل اہلحدیث ہونے پر کافی شہادت ہے اور اس سے تصحیح نقل بخوبی ہوتی ہے اسکے علاوہ معترض نے اپنے ثانی اثنین واعظ رحیم آبادی سے اخبار ۳۰ اپریل میں ان اصُول کی نسبت یہ اعتراف نقل کیا ہے کہ یہ امور خمسہ بجائے خود صحیح ہیں مگر آپنے (خاکسار کو کہتے ہیں) اُنکو نہیں سمجھا اسکے بعد بضمن سوالات ثلثہ یہ بات کہی ہے جسکو نہ سمجھنا خاکسار کیطرف منسوب کیا ہے کہ اصل سوم اجماع مثل کتاب و سنت دلیل مستقل نہیں ہے۔ ان اعترافات ثلثہ خصوم (ثناء اللہ و عبدالعزیز) سے اصُول خمسہ کا اصول مذہب بمعنے دستور العمل اہلحدیث ہونا ایسا ثابت ہے جیسے آفتاب نیمروز جو کسی پر بجز ضریر البصر مخفی نہیں رہتا۔ ان دونوں کو نزاع ہے تو صرف اور خاصتہ اجماع کے بمنزلہ کتاب و سنت اور اصل سوم اور حجّت شرعی ہونے میں ہے اس پر یہ دونوں مجھ سے دلیل کا مطالبہ کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ کسی دلیل سے ثابت کرو کہ اجماع شرعی حجت و بمنزلہ کتاب و سُنّت ہے۔ اِس مطالبہ کے جواب میں مَیں کہتا ہوں کہ میں نے تو اصول خمسہ بالقول رحیم آبادی امور خمسہ کو اور ان امور سے اب لوگوں کے انکار کا مطلب و مدعا سمجھ لیا اور بیان بھی کر دیا ہے مگر کمال افسوس کا مقام ہے کہ آپ لوگوں نے اصُول خمسہ کے بیان سے میرا مطلب و مقصود نہیں سمجھا جس کو میں پانچ سال کے عرصہ سے بذریعہ خطوط

وتحریرات مطبوعہ آپ لوگوں کو سمجھا رہا ہوں۔ اور اگر سمجھ بوجھ کر تجاہل ہو رہا ہے تو اور بھی افسوس کا محل ہے کہ آپ لوگ یا تو آیت وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا کے مصداق بن رہے ہیں۔ یا آیت لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اور آیت فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور کا مصداق ہو گئے ہیں۔ اور اصول خمسہ کو پیش کرنے سے میرا مقصود مراد نہیں سمجھتے اور یہ نہیں جانتے کہ میں اُن اصول کے صحت مضامین وحجیت کا مدعی ہوں یا نہیں بلکہ اِن اصول کو محدثین کی طرف سے نقل کرتا ہوں اور میں صرف ناقل ہوں والعھدۃ علیھم۔ اور اِس نافہمی اور لاعلمی کے ساتھ مجھ پر نافہمی کا الزام لگا رہے ہیں۔ اے صاحبان کچھ عقل وفہم سے کام لیں اور ضد وعناد وجحود چھوڑ دیں۔ آخر ایک دن بحکم اِذَا بعثر ما فی القبور خدا تعالیٰ کے سامنے جانا ہے وحصل ما فی الصدور کا نقشہ دیکھنا ہے۔ میں آپ کے مقابلہ میں اصول خمسہ کا مدعی نہیں ہوں بلکہ محدثین سے اُن کے اصول مذہب کا ناقل ہوں اور ناقل سے تصحیح نقل کا آپ کو حق ہے امر منقول پر مطالبہ دلیل کا حق نہیں۔ رسالہ رشیدیہ فن مناظرہ آپ لوگوں نے پڑھا ہوگا۔ خصوصاً مولوی فاضل صاحب نے تو ضرور ہی پڑھا ہوگا کیونکہ مولوی فاضل کے نصاب تعلیم میں داخل ہے۔ اُسکو سوچکر مطالبہ دلیل کو دونوں صاحب افسوس اور ندامت کے ساتھ واپس لیں۔ منجملہ اصول خمسہ اصل سوم اجماع کا مذہب محدثین میں داخل ہونا تو آپ مان ہی چکے ہیں اگر اجماع کی حجت اور دلیل شرعی مستقل ہونے پر آپ کو دلیل کا مطالبہ ہے تو امام احمد حنبلؒ سے اور باقی ائمہ ثلثہ جو اُسکے حجت ہونے کے قائل ہیں یا اُن محدثین سے جنسے اس اجماع پر عمل کرنا آپ تسلیم کر چکے ہیں اسکا مطالبہ کریں۔ پھر اگر ان لوگوں کی تصانیف میں اس اجماع پر کوئی دلیل نہ پاویں تو اجماع سے صاف انکار کر کے شیعہ اور معتزلہ میں داخل ہو جاویں اور اہلحدیث کے مذہب کو صریح اور صاف الفاظ سے خیرباد کہیں اور میرے اِس دعویٰ کی کہ آپ لوگ مذہب اہلحدیث سے خارج ہیں خود ہی دلیل

قائم کردیں اور مجھے اِس تکلیف سے سبکدوش کر کے ممنون و مرہون منت کریں۔ رہا ثبوت اِس امر کا کہ مَیں پانچ سال کے عرصہ سے آپ کو اور آپ کے ثانی اثنین واعظ رحیم آبادی وغیرہ ہم خیال احباب کو کہہ رہا ہوں کہ مَیں اُصول خمسہ کے بیان میں محض ناقل ہوں۔ اُن کی صحت یا حجیّت کا مدعی نہیں سو یہ ہے کہ ۲۶ دسمبر ۱۱ء کے جلسہ کانفرنس میں جب یہ اصول غور و فکر کے لئے مرزا ضمیر الدین احمد صاحب صدر کانفرنس و مولوی سیّد احمد حسن صاحب فنانشل سکرٹری کانفرنس کے سپرد ہوئے تو خاکسار نے امر تنقیح طلب ان حضرات کے لئے یہی امر مقرر کردیا تھا۔ کہ یہ اصول مذہب اہلحدیث کے اصول ہیں یا نہیں اور ان کی مسلّمہ کتب میں پائے جاتے ہیں یا نہیں نہ یہ کہ یہ اصول فی نفسہا صحیح اور حجیّت شرعیہ ہیں یا نہیں۔ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ کا صفحہ ۸۰ ملاحظہ ہو۔ پھر مارچ ۱۹۱۲ء کو خط نمبری ۱۷۷ میں یہی امر ان صاحبوں کو جتایا گیا جلد مذکور کا صفحہ ۸۲ ملاحظہ ہو۔ پھر یہی امر ان حضرات کو اور رحیم آبادی وغاری پوری ہم خیال معترض کو بذریعہ کھلی چٹھی مشتہرہ پیسہ اخبار لاہور جتایا گیا جلد مذکور کا صفحہ ۹۱ ملاحظہ ہو۔ پھر یہی امر خاصکر آپ کے ثانی اثنین رحیم آبادی کو ایک خاص مراسلت کے ذریعہ جتایا گیا جو اس جلد کے صفحہ ۹۲ میں مشتہر ہوا ہے اور یہ صفحات جلد ۲۳۔ ۱۹۱۲ء میں چھاپکر جلسہ ہائے کانفرنس ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ء واقعہ امرتسر و پشاور و علیگڈھ میں ان حضرات کے پاس بھیجے گئے اور ان حضرات کے ملاحظہ میں آچکے۔ اور یہ حضرات بعض مضامین اِس جلد ۲۳ کے جواب بھی اپنے اخبار* میں دے چکے ہیں۔ مگر یہ حضرات ایسی سونٹھ کی نسوار چڑھائے ہوئے ہیں کہ اِس عرصہ پانچ سال میں کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ وہ میری اِس بات کا کہ "مَیں ان اصول کا محدثین سے ناقل ہوں مدعی صحت و حجیّت نہیں ہوں"۔ نوٹس لیتے اِسبات کا کوئی جواب دیتے۔ یا اسکو صحیح نقل مطابق اصل پاکر اصول فن مناظرہ کے حکم کی تعمیل و پابندی سے خاکسار ناقل سے مطالبہ دلیل صحت

* اخبار اہلحدیث ۱۰ اپریل ۱۹۱۲ء ملاحظہ ہو جسمیں جلد ۲۳ کے مضامین صفحہ ۷۷ و صفحہ ۱۶۲ کا جواب دیا گیا ہے ۱۲

وحجیّت امر منقول کو واپس لیتے مگر افسوس صد افسوس ہزار افسوس کہ یہ مطالبہ دلیل اُنکی طرف سے ۱۹۱۳ء سے ۱۵ء تک برابر جاری ہے۔ ۱۳ء میں اُن کا رقعہ متضمن مطالبہ دلیل جلد مذکور کے صفحہ ۱۳۱ میں شائع ہو چکا ہے اور ۱۵ء میں یہ مطالبہ دلیل اخبار ۳۰ اپریل ۱۵ء میں شائع ہوا ہے جس میں اس مطالبہ کے علاوہ ایک درجن گالیاں بھی درج ہیں جن کی فہرست بعد اختتام جواب خطاب ثناء اللہ کے پبلک کی خدمت میں بغرض حصول انصاف درائے کہ کوئی شریف اہل علم چہ جائیکہ وہ اہلحدیث بھی ہو اپنے مسلّم محترم کو ان گالیوں سے مخاطب کر سکتا ہے پیش کی جاوے گی۔

اِس مطالبہ دلیل میں ان حضرات کا مدعی مناظرہ بننا اور یہ دعوٰی کرنا کہ ہمارا مناظرہ* ہندوستان میں مشہور ہے ایک نہایت شرمناک لاف زن جو توجہ و منصفی اہل علم کے لائق ہے۔

کلام متعلق بحث تعریف کو ختم کر کے معترض ثناء اللہ نے دو امور بعنوان علاوہ جنکے ضمن میں ثناء اللہ نے خود مدعی بنکر اپنا اہلحدیث ہونا میرے اعتراف و کلام سے بزعم خود ثابت کیا ہے بیان کئے ہیں ان میں بھی محض نافہمی یا دیدہ دانستہ دروغگوئی کا ارتکاب کیا ہے۔ امر اوّل ضمن الف میں اسکا یہ کہنا ہے کہ مولانا بٹالوی کی تعریف میں اصول خمسہ داخل ہیں حالانکہ میری کتاب میں اصول خمسہ کا ذکر ہی نہیں۔ پھر ضمن ب میں اسکے برخلاف یہ کہنا ہے کہ اس کی مزید تشریح میں نے رسالہ اجتہاد و تقلید میں کر دی ہے۔ بلکہ مولانا کے پیش کردہ اصول خمسہ کی کافی چھان بین کر کے دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر کے دکھا دیا ہے جسکا ایک نسخہ ارسال خدمت ہے صفحہ ۶۱ طبع دوم خصوصاً ملاحظہ ہو۔

اِس مقام میں اِس قول دوم کی تصدیق میں عبارت صفحہ ۶۱ رسالہ اجتہاد و تقلید سے نقل کیجاتی ہے تاکہ اِس سے ثناء اللہ کا کذب ظاہر ہو اور وہ عبارت یہ ہے:۔

فصل ہفتم ادلہ اربعہ اور اصول خمسہ آجتک تو علماء اصول کے ہاں ادلہ اربعہ تھیں۔ یعنی (۱) قرآن۔ (۲) حدیث (۳) اجماع اور (۴) قیاس۔ آجکل بعض معاصرین علما بجائے ادلہ اربعہ کے اصول خمسہ کے قائل ہوئے ہیں دوسروں کو بھی قائل کرنا چاہتے ہیں۔ اسلئے ہم اُن اصول خمسہ کی بھی تحقیق کرتے ہیں اُن اصول کا بیان یہ ہے (۱) قرآن (۲) حدیث

* ایک مناظرہ آپکا آرہ یا مظفر نگر کے حنفیوں سے یا سید مرتضی مدرسہ عربی دیوبند سے فقط حنفی پر۔ اسمیں لفظ حنفی کو اُلٹا کر

(۳) اجماع حقیقی (۴) اجماع سکوتی (۵) اقوال اختلافی میں سے کسی کی پابندی۔ اِس عبارت کو اور معترض کے دونوں قولوں کا باہم مقابلہ کر کے منصفین ناظرین وسامعین یقین کے ساتھ جان لینگے اور داد انصاف دیکر کہیں گے کہ قول اوّل میں معترض نے صاف جھوٹ بولا ہے۔ اور بحکم "دروغ گو را حافظہ نباشد" اپنے بیان صفحہ ۶۱ رسالہ اجتہاد وتقلید کو بھول کر وہ یہ بات بولا ہے کہ میری کتاب میں اصول خمسہ کا ذکر بھی نہیں ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ یہ جھوٹ بات کہہ کر پھر اس پرچہ میں چند سطور لکھ کر پھر اِسبات کو بھی بھول گیا اور اسکے برخلاف اصول خمسہ کے چھان بین کرنے کا پھر مدّعی ہو گیا ہے۔ یا یہ کہ شدّت مرض نافہمی سے یہ نہیں سمجھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور اپنے کلام کو خود نہیں سمجھتا اسکی نافہمی کا ایک اثر ہے کہ اسنے میرے بیان کردہ اصول خمسہ کی جو تفسیر کی ہے وہ غلط ہے۔ اُسنے میری مراد اصل سوم سے اجماع حقیقی اور اصل چہارم سے اجماع سکوتی اور اصل پنجم سے اقوال اختلافی سے کسی کی پابندی بیان کی ہے اور یہ غلط ہے۔ میری مراد اصل سوم سے اجماع صحابہؓ ہے اصل چہارم سے اجماع تابعین اصل پنجم سے اجماع مرکب عدم احداث قول مخالف کل پر ہے۔ چونکہ معترض علم اصول فقہ سے محض نابلد ہے اور جو رسالہ اس نے اجتہاد وتقلید میں تالیف کیا ہے وہی اِس امر پر کافی دلیل ہے کہ وہ علم اصول فقہ سے آشنا نہیں لہذا اُسنے میرے بیان کردہ اصول کی تفسیر میں میری مراد کی بھی مخالفت کی ہے اور اصول فقہ کی بھی مخالفت۔ لیکن یہ مقام اُس کی تفصیل کا محل ہے۔ امر دوم اسکا ضمن (ب) میں یہ کہنا ہے کہ ہر ایک فرقہ میں بعض باتیں بوجہ شہرت تسلیم ہوتی ہیں مگر عند التحقیق ان کا درجہ وہ نہیں رہتا۔ بلکہ محققین ان سے منکر ہو کر اس فرقہ میں داخل سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً عام کو اپنے افراد میں قطعی الشمول کہنا، جو حنیفیہ کے اصول میں داخل ہے۔ مگر بعض محقق حنفی عام کو ظنی کہہ کر بھی حنیفیہ میں داخل ہیں کیونکہ عام کو قطعی کہنا حنفی کی تعریف میں داخل نہیں اسیطرح اہلحدیث کی تعریف میں اجماع وقیاس کا داخل ہونا ہے"۔ اِس قول کا دروغ یا نافہمی پر مبنی ہونا

اس قول کے آخری فقرہ سے ثابت ہے جسمیں اُسنے خود صاف بیان کیا ہے کہ عام کو قطعی کہنا حنفی کی تعریف میں داخل نہیں ہے۔ اور اس کی تصدیق حنفی مذہب کی کُتب اصول میں بھی پائی جاتی ہے۔ تلویح صفحہ ۴۰ میں لکھا ہے حکم العام عند جمہور العلماء اثبات الحکم فی جمیع ما یتناولہ من الافراد قطعاً ویقیناً عند مشائخ العراق وعامۃ المتاخرین وظناً عند جمہور الفقہاء والمتکلمین وھو مذھب الشافعی والمختار عند مشائخ سمرقند حتی یفید وجوب العمل دون الاعتقاد۔ ایسا ہی مغتنم الحصول میں ہے۔ جسمیں میری یاد وخیال میں قطعیت عام صرف عیسیٰ بن ابان اور کرخی کا مذہب بتایا ہے ایسا ہی اور کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ لہذا اس قطعیت سے انکار کسی کو حنفیت سے خارج نہیں کرتا بخلاف تسلیم اجماع کہ وہ تعریف اہلحدیث میں داخل ہے اور اسکا منکر نہ اہلحدیث کہلا سکتا ہے نہ سنی المذہب اور وہ بجز شیعہ یا معتزلہ اور کسی خطاب کا مستحق نہیں ہے۔ رسالہ اُجتہاد وتقلید میں جو کچھ معترض نے امکان وعلم وتسلیم اجماع کی نسبت کہا ہے (اور اسیکے مطابق حافظ غازی پوری نے (اخبار اہلحدیث مطبوعہ ۱۶ جولائی ۱۹۱۵ء میں کچھ لکھا ہے جسکی خدمت گذاری پھر بھی ہوگی)۔ وہ محض بیہودہ مقال ہے جسکا جواب اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ میں کافی وافی لکھا جا چکا ہے۔ منصفین ناظرین وسامعین اِس جلد کو صفحہ ۳۶۱ سے ملاحظہ کریں۔ امر سوم اسکا یہ کہنا ہے (جسپر اُسنے نیا نیز نہیں لگایا) کہ رسالہ اُجتہاد وتقلید پر جہاں بہت سے علماء نے تقریظات لکھی ہیں آپ نے بھی اپنی معمولی وسیع ظرفی سے ایک کارڈ کے ذریعہ مژدہ سُنایا ہے جسکے الفاظ یہ ہیں (مجھے امید ہے اِن الفاظ کو دیکھ کر منصف صاحب کو مزید سوال وجواب کے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ رہیگی) مولانا فرماتے ہیں رسالہ اجتہاد وتقلید نے آپ کو اعتقادی اہلحدیث بنا دیا ہے اب اجنبیت ومنافرت دُور کرکے تعاون وتناصر اختیار کرنا چاہیئے۔ از بٹالہ ۲۰ نومبر ۱۹۱۲ء۔ اِن ہی دنوں آپنے ایک خط حکیم عبدالحق امرتسری کو لکھا جسمیں ایک فقرہ یہ بھی تھا۔ مولوی ثناء اللہ نے اعتقاد اہلحدیث رسالہ اجتہاد وتقلید میں مان لیا ہے۔ اِسی رسالہ اجتہاد وتقلید

کی بابت مولانا نے اپنے رسالہ میں یوں ریویو کیا ہے - یہ مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کا آخری کلام ہے جس مُنہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اُس مُنہ کو کھانڈ سے بھر دینے اور جس قلم سے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں اُسکو چوم لینے کو دل چاہتا ہے (اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۷۶) - مولانا کیوں ایسا نہ لکھتے جبکہ خود ان کی تحریرات میں ملتا ہے کہ جو لوگ بلا تقلید فقہا قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں (اشاعۃ السنۃ جلد ۸ صفحہ ۲۹۶ و ۳۰۳)

اس قول میں معترض نے جھوٹ و خیانت اور مغالطہ اور دہوکہ دہی کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے منصفین اِسکے رد و جواب کو توجہ سے پڑھینگے تو صاف اور قطعی فیصلہ دینگے کہ اِس قول کا قائل اہلحدیث نہیں ہے - اسقدر دلیرانہ جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا مسلمان کا کام نہیں چہ جائے کہ اہلحدیث ہو جو مسلمانوں سے ایک اخص و اتقے فرقہ ہے - اور اسی سے اِس بحث کا خاتمہ ہو جائے گا - اِس قول میں ثناء اللہ نے تین جھوٹ بولے اور دہوکہ دئے ہیں کذب اور دہوکہ اوّل اسکا میرے کارڈ کا ابتدائی حصہ نقل کرکے اور اسکے آخری فقرہ حذف اور سرقہ کرکے یہ جتانا ہے کہ میں نے اِس کارڈ میں اُسکو صرف اصول اہلحدیث کے مطابق اعتقاد رکھنے سے اہلحدیث مان لیا ہے اور یہ محض دروغ اور دہوکہ دہی ہے - میں نے اِس کارڈ کے اخیر میں اعتقاد کے مطابق اسکو عمل کی ترغیب دی و اُمید بھی ظاہر کرکے یہ جتایا ہے کہ جب تمہارا عمل اس اِس اعتقاد کے موافق ہوگا تب تم پُورے اہلحدیث بن جاؤ گے - اس مضمون کے فقرہ کو اخیر سے حذف و سرقہ کرکے اس کذب و مغالطہ کا اُسنے ارتکاب کیا ہے - منصفین اِس سے اصل کارڈ منگا کر ملاحظہ فرمائینگے تو اِس کذب اور مغالطہ کا یقین کر لینگے - اصول اہلحدیث کے مطابق عمل کرنا اور التزاماً اُن کا خلاف نہ کرنا اہلحدیث کی ایک جزو اور قید ہے جسکو میں نے نہ صرف اسوقت ظاہر کیا ہے بلکہ ۱۹۰۶ء کی مطبوعہ جلد ۲۱ صفحہ ۳۱۰ میں ظاہر کر چکا ہوں جسکا تفصیلی بیان کذب دوم میں انشاء اللہ تعالیٰ آئیگا

کذب و مغالطہ دوم اسکا رسالہ اجتہاد و تقلید میں میرا یہ ریویو کہ جس مُنہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اُسکو کھانڈ سے بھر دینے کو اور جس قلم سے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں اُسکو چوم لینے کو

دل چاہتا ہے نقل کرکے یہ جتایا ہے کہ میں نے صرف ان الفاظ کو کہنے اور لکھنے سے اسکو اہلحدیث تسلیم کرلیا ہے - اور یہ محض جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے - میں نے جو اس تجویز انعام کے ساتھ ان الفاظ کے مطابق اسکو عمل کرنے کی اس ریویو میں رغبت دلائی تھی - اور اس عمل کے پائے جانے کے بغیر اسکے اہلحدیث ہونے اور جماعت اہلحدیث میں داخل ہونے میں دیر و توقف ظاہر کی تھی اسکو وہ سرقہ کرکے کذب و دھوکہ دہی کا مرتکب ہوا ہے - جلد ۲۳ کے صفحہ ۷۶ میں جہاں یہ الفاظ تحریر ہوئے ہیں وہاں یہ عبارت بھی درج ہے

اے میرے عزیز مولوی صاحب - اگر آ الفاظ الہام و اتقاء ربانی سے یا بوجہ عاقبت اندیشی و ہدایت عقل انسانی آپ نے دل سے کہے ہیں تو بس آپ کی اور آپ کی مخالف پارٹی کے علماء و عوام جماعت اہلحدیث لاہور و امرتسر سے پختہ اور دائمی مصالحت ہو جانے میں اور انجمن اہلحدیث لاہور کے ممبروں میں اور نمازیاں مسجد چینیاں والی لاہور میں جو پھوٹ پڑ رہی ہے اس کے رفع دفع ہو جانے میں اب صرف اس قدر دیر و توقف ہے کہ آپ اپنی تفسیر عربی کے ان مقامات کے متعلق جہاں آپ سے تفسیر سلف صالحین کا خلاف ہوا ہے اپنی تفسیر کے تفسیر سلف کو راجح کہدیں - اور اپنی تفسیر سے اسکو اولیٰ قرار دیں - اور اس امر کا اپنے اخبار میں اشتہار کردیں یا اپنی تفسیر کی وجوہات کتاب و سنت سے بیان کردیں جو آپ کی تفسیر کو تفسیر سلف پر ترجیح دیں - اس عبارت سے آنکھ بند کرلینا اور صرف الفاظ کہنے سے کھانڈ کے لئے منہ کو کھول دینا اور عبارت ترغیب عمل مطابق اعتقاد کے سرقہ کرکے منصف صاحب اور دیگر ناظرین کو یہ جتانا کہ مجھے صرف ان الفاظ کہنے سے اہلحدیث مانا گیا ہے کذب و مغالطہ نہیں تو اور کیا ہے - کذب و مغالطہ عموم اسکا بحوالہ مضمون جلد ۸ رسالہ اشاعۃ السنۃ یہ کہنا ہے کہ مجھے بلا واسطہ تقلید قرآن حدیث پر عمل کرلینے پر اہلحدیث تسلیم کیا گیا ہے اور صاحب رسالہ (ابوسعید) کے نزدیک اہلحدیث کی یہی تعریف ہے جو مجھ پر صادق آتی ہے ایک ایسا جھوٹ ہے جو مثل دروغ گو تم بر روئے تو کا مصداق ہے - اور اس جھوٹ کو گھڑنے والا مصرع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق ہے - وہ اسکا مصداق نہ ہو

تو پھر دنیا بھر میں اسکا مصداق کون ہوگا - اِس جھوٹ کو گھڑنے والے ثناء اللہ کو بخوبی اور یقیناً معلوم ہے (۱) کہ صاحب رسالہ نے اسکو ہرگز ہرگز صرف بلاواسطہ تقلید بعض احادیث پر عمل کر لینے پر اہلحدیث تسلیم نہیں کیا (۲) اور یہ اسکے نزدیک بلاواسطہ تقلید حدیث پر عمل کر لینا اہلحدیث ہونے کے لئے کافی نہیں ہے جب تک کہ عامل بالحدیث فقدان نص و حدیث کے وقت اجماع و آثار پر بھی عمل نہ کرے - (۳) اور یہ کہ وہ فقرہ جو جلد ۸ رسالہ سے نقل کیا گیا ہے اہلحدیث کے کامل و جامع و مانع تعریف نہیں ہے یہ تینوں باتیں یہ خاکسار اسکو برملا ایک جلسہ مذاکرہ میں بمقام دہلی پریسیڈنٹ کانفرنس مرزا ضمیر الدین احمد صاحب کے سامنے کہہ چکا ہے - پھر اِن باتوں کو جلد ۲۳ رسالہ میں چھاپکر تینوں جلسہ کانفرنس میں بمقام امرتسر - و پشاور و علیگڈھ میں اِسکے سامنے پیش کر چکا ہے - پھر اِن باتوں کو سُنکر اور پڑھ کر فقرہ جلد ۸ کو پیش کرنا دروغگوئی اور دہوکہ دہی مثل دروغ گویم بر روئی تو کا مصداق ہونے کے ساتھ ایک شرمناک ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے -

ہمارے اِس بیان کی تصدیق اشاعت السنۃ جلد ۲۱ و ۲۳ میں صریح عبارت ذیل سے ہوتی ہے - جلد ۲۱ کے صفحہ ۳۱۰ میں ہے - اور اہلحدیث ہونے کا مدار یہ ہے کہ جملہ اعتقادات و اعمال میں بر طبق مقولہ متفقہ ائمہ اذا صحّ الحدیث فھو مذھبی حدیث نبوی کو بلاواسطہ تقلید فقہاء اپنا مذہب ٹھیراویں - اور جہاں حدیث نبوی نہ ملے وہاں آثار صحابہ و تابعین سے تمسک کریں - اور جس امر متعلّق اعتقاد و عمل کا بجز اہل بدعت کوئی قائل نہ ہو اسکے اخذ و اتباع سے بطور التزام و کلیتہً انکار کریں ان دونوں القاب اہلسنت و اہلحدیث میں اتباع سنت و سلف اُمت و اجتناب از توافق اہل بدعت دونوں جزء غیر منفک یا لازمی امور ہیں جس شخص کے عمل و اعتقاد میں یہ دونوں امر بطور التزام پائے جائیں - وہ اہلسنت و اہلحدیث ہے گو بعض احادیث سے تمسک اسحدیث کو ضعیف سمجھنے یا اسکے معارض حدیث کو قوی خیال کرنے سے اس سے فوت ہو جائے - یہ فوات تمسک اسکے فہم و اجتہاد کا نتیجہ سمجھا جائیگا - اسکا التزام و اعتقاد بتا رہا ہے کہ اس ترک تمسک میں وہ تارک حدیث نہیں ہے - اور جس شخص کے عمل و اعتقاد میں یہ دونوں امر بطور

التزام و کلیتہً پائے نہ جاویں وہ اہلسنّت نہ کہلا سکیگا اور نہ اہلحدیث کہلانیکا مستحق ہوگا گو سو جگہ وہ حدیث پر عمل کرے اور ہزار جگہ وہ اہل بدعت کے توافق سے اجتناب کرے اُسکا وہ تمسک اور یہ اجتناب اتفاقیہ سمجھا جائیگا نہ لزومیہ"۔ اور جلد ۲۳ کے صفحہ ۸۶ و ۸۷ میں ایک استشہاد نقل کیا گیا ہے جسمیں امر سوم محل استشہاد یہ سوال ہے کہ کیا مولوی ثناء اللہ نے جو اشاعۃ السنۃ جلد ۸ کے صفحہ ۲۹۸ سے دہلی کی ایک مجلس میں تعریف اہلحدیث نقل کرکے اس سے اپنا اہلحدیث ہونا ثابت کیا تھا اسکے جواب میں خاکسار نے کہا تھا کہ یہ تعریف اہلحدیث کامل و جامع و مانع نہیں اسمیں صرف لقب وہابی سے جو انکے مخالف ان کے حق میں استعمال کرتے ہیں اُن کا ایک وصف و لقب بتایا گیا تھا اسکی تفصیل تصدیق میں خاکسار نے جلد ۲۱ کے صفحہ ۳۱ کی یہ عبارت نہ دکھائی تھی کہ اہلحدیث ہونے کا مدار آخر جو صفحہ سابق میں منقول ہے۔ پھر اس جلد کے صفحہ ۸۸ میں مرزا صاحب سے اُس سوال کا جواب نقل کیا گیا ہے کہ سوال سوم کی بابت گذارش ہے کہ مجھ کو یاد ہے غالباً آپنے یہی کہا تھا کہ یہ تعریف کامل نہیں ہے زیادہ تقریرات کل صحیح طور پر یاد نہیں مجھ کو معاف فرمایا جاوے۔ حقیر ضمیر الدین احمد۔ دہلی ؎

یہ تینوں اکاذیب ثناء اللہ نے اِس غرض سے گھڑے ہیں کہ منصف صاحب وغیرہ ناظرین کو جتائے کہ ابوسعید محمد حسین نے میرا اہلحدیث ہونا ان تینوں عبارات میں مان لیا ہوا ہے۔ اور ان اکاذیب ثلثہ سے منصف صاحب و تمام ناظرین کو دھوکہ دیا ہے۔ ان اکاذیب اور اس قسم کے دیگر بے شمار اکاذیب کی جو جلد ۲۳ اشاعۃ السنۃ میں منقول ہیں کی شہادت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ثناء اللہ مسلمان ہی نہیں چہ جائیکہ اہلحدیث ہو جو مسلمانوں سے اخص و اتقے فرقہ ہے۔ اسپر دلیل قطعی اور حجت الزامی ثناء اللہ کا اپنا اعتراف ہے جو شہر ملتان کی ایک مجلس وعظ میں اِس سے صادر ہو چکا ہے اور وہ جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۵۸ میں چھاپ کر ثناء اللہ کے پاس کانفرنس کے جلسہ پشاور و علیگڈھ میں بھیجا گیا ہے اور اسکے ملاحظہ سے گذر چکا ہے جسکا اُسنے آج تک کوئی جواب نہیں دیا۔ گویا اُسکو مان لیا۔ اور اپنے اعتراف سے مسلمانوں کی جماعت سے

اور پھر اہلحدیث ہونے سے خارج ہوگیا ہے۔ اور یہ شعر اُس پر صادق آیا ہے جسکو وہ
اوروں کے حق میں بار بار پڑھا کرتا ہے ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ پھنسا

ثناء اللہ کے اعتراضات کا (جو اُسنے ہماری تعریف اہلحدیث پر کئے تھے) جواب بھی
ادا ہوا اور اس تعریف کا جامع مانع ہونا ایسا ثابت ہوا کہ اسمیں ثناء اللہ کو دم
مارنے کی گنجایش نہیں رہی۔ اگر ثناء اللہ اس تعریف کا جامع و مانع نہ ہونا یا اس
تعریف کا دوری ہونا ثابت کردے تو میں حلف سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں ایک سو
روپیہ اُسکو انعام دونگا۔ بشرطیکہ تین اہل علم عقلی و نقلی مسلم العلم عند العلماء (جو
ثناء اللہ کے ہم خیال نہ ہوں) اسکو مان لیں۔ اور اسکے علاوہ امور کا جنمیں وہ اپنا
منصب چھوڑ کر مدعی بنکر اپنے اہلحدیث ہونے کا ثبوت ہمارے کلام و عبارات ثلثہ
سے اُن کو الزامی دلائل سمجھ کر اُسنے پیش کیا تھا جواب بھی ایسا ادا ہوا ہے کہ اُسنے
ثناء اللہ کو زندہ درگور کردیا ہے۔ اگر ثناء اللہ پھر بھی سانس لے اور سر اُٹھاوے
اور ان عبارات خاکسار سے اسکے اہلحدیث ہونے کی نسبت میرا اعتراف ثابت کردے
جسکو تین اہل علم عقلی و نقلی مسلم العلم عند العلماء (جو ثناء اللہ کے ہم خیال نہ ہوں)
تسلیم کرلیں تو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں ثناء اللہ کو دو سو
روپیہ انعام دونگا۔

سہ صدی انعام لینے کی چاٹ تو اُسکے ہم مذہب مرزائیوں نے اُسکو لگا ہی دی ہے۔
اب یہ تین سو روپیہ کیوں چھوڑتا ہے۔ اگر کچھ حوصلہ ہے بابا ہے بازی کا اُسکو کچھ تو
صلہ ملجائے۔ تعریف اہلحدیث اور اسپر اعتراضات کے جواب اور ثناء اللہ کے دلائل
کے جوابات سے ہم فارغ ہوئے ہیں تو اب ثناء اللہ کے خارج از اہلحدیث ہونے کی
ایسی عام فہم اور اُردو عبارت میں دلیل پیش کرتے ہیں کہ اسپر عموماً اہل علم منصف
داد انصاف دیں اور خصوصاً مرزا صاحب ہمارے مستعفی منصف بھی اُسکو آسانی سے
سمجھ جائیں۔ اور حسب ضابطہ اور فیشل طور پر نہ سہی پرائیویٹ طور پر ہی اپنا فیصلہ

لکھ کر ہمارے پاس بھیجدیں - اور جو اُن سے بے انصافی ہوئی ہے کہ میرا جواب الجواب ۲ وصول کرنے اور دیکھنے سے پہلے باوجود مستعفی ہو جانے کے ثناء اللہ کو یہ فیصلہ یکطرفہ کر کے دیدیا - کہ جو اعتراض حضرت امرتسری نے تعریف اہلحدیث حضرت بٹالوی پر کئے تھے اُن کو حضرت بٹالوی اُٹھا نہیں سکے - جنکو اخبار یکم شوال میں ثناء اللہ نے شائع کر دیا ہے - اب اِس گناہ کبیرہ کا کفارہ یہی ہے کہ جواب الجواب نمبر ۲ کو پڑھ کر صاف الفاظ میں تحریر کریں کہ اس یکطرفہ فیصلہ میں مجھ سے جلدی میں غلطی ہوئی ہے اور وہ اعتراضات ایسے زور سے اُٹھائے گئے ہیں کہ اُن پر ایک سو روپیہ انعام بھی تجویز ہو گیا ہے +

اس دلیل کا پہلا مقدمہ یہ ہے کہ اصول خمسہ (خصوصاً اتباع اجماع و آثار سلف صالحین صحابہ تابعین کا (جو ثنائی پارٹی کا محل نزاع تھا) معمول بہا اور دستور العمل اہلحدیث ہونا ثناء اللہ نے اور اسکے دیگر ہم خیال متنازعین (واعظ رحیم آبادی و حافظ غازی پوری) نے رسالہ اجتہاد و تقلید پر دستخط کر لینے سے مان لیا ہے اور صاف الفاظ سے ثناء اللہ نے اعتراف کیا ہے کہ جس مسئلہ میں قرآن و حدیث نہ ملے اُس میں اجماع و آثار کی تقلید یا پیروی جائز ہے - اِس سے کسی کو خصوصاً ثناء اللہ کو انکار نہیں - اگر ہے تو صرف اُن کی حجیت سے ہے - اِس مقدمہ کا دوسرا عنوان یہ ہے کہ اہلحدیث وہ ہے جسکا عمل و اعتقاد ان اصول کے مطابق ہو بر خلاف نہ ہو گو اُن کو حجت سمجھنے میں نزاع ہو - رسالہ اجتہاد و تقلید ثنائی طبع اوّل کا صفحہ ۲۳ و صفحہ ۵۰ و طبع دوم صفحہ ۷۲ اور اُسکے ساتھ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۶ - و صفحہ ۱۹ لغایت ۱۳۷ خصوصاً صفحہ ۷۵ لغایت صفحہ ۹۶ و صفحہ (۲۱۰) ملاحظہ ہو -

دوسرا مقدمہ ثناء اللہ کا عمل ان اصول کے برخلاف ہے وہ تفسیر عربی ثنائی میں ان اصول کا خلاف کر چکا ہے - اور باوجود وعدہائے سالہا سال کے اِس خلاف سے رجوع نہیں کرتا - اور ان اصول کے کانفرنس و دیگر اہلحدیث کے دستور العمل ہونے سے مانع ہے وہ بڑے جد و جہد کے ساتھ اُن کو کانفرنس میں پیش ہونے اور پاس ہونے سے اپنا تمام زور

لگا چکا ہے - صفحہ ۵ سے ۱۵ جلد ۲۳ - اشاعۃ السنۃ اور اشتہارات متعلق کانفرنس (کانفرنس کے ممبروں کی بہادری کا اشتہار (۱) و کانفرنس کیطرف سے ہمارے سوال کا جواب اور ہمارا طرف سے جواب الجواب (۲)) ملاحظہ ہو - ان دونوں مقدموں کا نتیجہ یہ ہے کہ ثناء اللہ درحقیقت اور دل سے ان اصولوں کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اُن کا منکر ہے - اور اسکا اظہار تسلیم محض منافقانہ ہے اور وہ محض اہلحدیث کو دام میں لانے کی غرض سے ہے لہذا وہ اہلحدیث نہیں ہے یہ ثناء اللہ اور اُسکے ہم خیال ممبران کانفرنس کی نسبت اس دلیل کا اثر و فیصلہ ہے - اب رہا کانفرنس کے اُن ممبروں کے حق میں (جو اصول خمسہ کے اعتقاداً و عملاً قائل و موافق ہیں اور انکی تائید میں اپنی تقریظات و تحریرات لکھ چکے ہیں جو اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ میں شائع ہو چکی ہیں) فتوی اور فیصلہ سو یہ ہے کہ جب تک کہ وہ اس مبتدع و بداعتقاد سکرٹری کانفرنس کو اور اُسکے ہم خیال ممبران (حافظ غازی پوری و واعظ رحیم آبادی و ابراہیم سیالکوٹی) کو کانفرنس سے علیحدہ نہ کرینگے - اور بصورت عدم مقدرت خود اس کانفرنس سے مستعفی نہ ہو جائیں گے وہ خود پورے اعتقادی اور عملی اہلحدیث نہ رہیں گے - حدیث صحیح میں آیا ہے

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان وفی روایۃ ولیس وراء ذلک حبۃ خردل من الایمان رواہ مسلم مشکوۃ صفحہ ۴۲۸ + قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ عز وجل الی جبرئیل علیہ السلام ان اقلب مدینۃ کذا وکذا باھلھا فقال یا رب فیھم عبدک فلانا لم یعصک طرفۃ عین قال

جو شخص بُری بات کو دیکھے وہ اُسکو ہاتھ سے مٹا دے - یہ طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے یہ بھی طاقت نہ ہو تو دل سے اُسکو بُرا سمجھے یہ اضعف ایمان ہے اور ایک حدیث میں ہے اسکے سوا دانہ رائی برابر ایمان نہیں ہے - اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک قوم کی نسبت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اُنکی بستیوں کو اُٹھا کر زمین پر اُلٹ دے جبرئیل نے عرض کیا کہ اسمیں ایک شخص ایسا ہے جس نے آنکھ جھپکنے کا عرصہ گناہ نہیں کیا - خدا تعالی نے فرمایا کہ اُن سب پر اُنکی بستیوں کو

فقال اقلبها علیه وعلیهم فان وجهه لم یتمعر فی ساعة قط (مشکوٰۃ ص۴۳۱)	اُلٹا دو۔ اسلئے کہ میرے دین کی غیرت میں اُسکے چہرے پر ایک ساعت بل نہیں پڑا ؎

یہ دلیل خروج ثناء اللہ از فرقہ اہلحدیث اور یہ فتوی بحق ممبران کانفرنس اہلحدیث جو اصول خمسہ کے قائل و معتقد ہیں و مع ہذا اسکا ساتھ نہیں چھوڑتے وہ سب دوستانہ و برادرانہ طور پر ملے جلے رہتے ہیں۔ اِس سے پہلے پیسہ اخبار میں اور اشتہارات متعلقہ کانفرنس میں شائع ہو کر اُن کی خدمات میں صدہا کاپیاں عین موقعہ جلسہ علیگڈھ پر پہونچ چکی ہیں مگر ثناء اللہ اور اُسکے ہم خیال ممبران نے اُسکو شیر مادر کیطرح غٹ غٹ کر کے نوش فرمالیا ہوا ہے۔ اور ہمارے اشتہارات کو بھی جلسہ میں تقسیم ہونے سے روک دیا ہوا ہے گویا اُن کو اس دلیل اور اس فتوی کی کچھ خبر ہی نہیں وہ ہمیشہ اپنے مخالف دلائل و جوابات کو سُنتے ہیں اور نوش جان فرما کر پھر انہی دلائل و جوابات کے مطالبہ کے لئے خم ٹھوک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انکے اِس حال کی ایک مثال یاد آئی ہے۔ ایک کاشت کار کو اُسکے مالیہ نہ ادا کرنے پر تحصیلدار حلقہ نے پچاس جوتے مارے اُسنے اُن کو ایک جوتا بھی نہ سمجھا اور وہ پگڑی جھاڑ کر کہنے لگا کہ شکر ہے پیر صاحب نے میری عزت رکھ لی ہے۔ یہی حال ثناء اللہ کا بعینہ ہے۔ ہر طرف سے راولپنڈی سے مدراس سے۔ پنجاب سے اُس پر دلائل اور جوابات اور رسائل کی بوچھاڑ ہوتی ہے مگر یہ سب سے آنکھ بند کئے ہوئے ہے۔ اور آئے دن اپنے اخبار کذب بار میں اپنے احمق خریداروں اور معتقدوں میں اشتہار نکالدیتا ہے کہ آؤ مجھ سے بحث کرو۔ فلاں بات یا جواب کا جواب دو۔ مگر الحمد للہ اُس کی سرکوبی کے لئے کئی نوجوان کھڑے ہو گئے ہیں جو ہر وقت اس کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔ یہ عاجز خاکسار پیر نوجوان سیرت و صورت بھی جب تک زندہ ہے اور روز افزوں نوجوانی اور طاقت روحانی و جسمانی سے خدا تعالی کی عنایت و فضل سے مشرف ہوتا ہے۔ اس کی اور اسکی خود ساختہ کانفرنس کی خدمت گذاری کے لئے حاضر ہے اور سب کا موازنہ اسکو مقدم سمجھتا ہے۔ اسکو اور اسکی اخبار کو اور اسکی خود ساختہ کانفرنس کو اسوقت تک

اسوجہ سے قیام وترقی ہوئی ہے کہ یہ خاکسار اس خیال اتحاد و اتفاق و ہدایت سے جسکو ابتدائی اوراق جلد ۲۳ میں ظاہر کرچکا اسکے رد میں مضامین چھاپ چھاپ کر جمع کرتا رہا اور اُن کی عام اشاعت نہ کرسکا صرف اسکو اور اُسکی کانفرنس کے اخص ممبران کو ہی بھیجتا رہا۔ اور اپنا اور اپنے رسالے کا حرج اور نقصان کرتا رہا۔ اب جو اُن کا حال کھلگیا اور انکا نفاق ظاہر ہوگیا۔ اب یہ دیکھ لینگے کہ اُنکی کیسی خبر لیجاتی ہے۔ بحول اللہ وقوتہ

وَهُوَ حَسْبِيْ نِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ

جواب وخطاب ثناء اللہ سے فراغت ہوئی تو اب حسب وعدہ اُن گالیوں اور ملام الفاظ کی فہرست پیش کیجاتی ہے۔ جو واعظ رحیم آبادی نے اس خاکسار یا اپنے باپ کے دوستدار کے حق میں کہے اور ثناء اللہ نے اُنکو میرے لفظ واعظ الحق رحیم آبادی استعمال کرنے کی مثل قرار دیکر بہ دستاویز آیت وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا اخبار ۲۰ اپریل میں شائع و مشتہر

(۱) آپکے لئے ایک چوتڑا بھی ریل گاڑی میں جگہ سے نہیں ہٹتا۔ (۲ لغایت ۴) جھوٹا ہے جھوٹا ہے جھوٹا ہے۔ (۵) ارے خدا سے ڈر اتنا جھوٹ کیوں بولتا ہے۔ (۶) مولوی صاحب ایسے آدمی ہیں کہ کسی اسلامی جلسے میں بُلائے نہیں جاتے۔ انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں بھی اُنکو کوئی نہیں پوچھتا۔ (۷) ارے اللہ کے وعید سے ڈر جو جھوٹوں کے حق میں وارد ہے۔ (۸) مجنونانہ بڑ (۹) بکواس۔ (۱۰) ہذیان۔ (۱۱) بھلے مانس بیہودہ سرائے (۱۲) جھوٹی شیخی جھوٹا احسان۔ (۱۳) دروغگو را حافظہ نباشد۔ (۱۴) حرکت مجنونانہ۔ (۱۵) بیہودہ گوئی و کذب (۱۶) یہی حرکت مجنونانہ دیکھ کر لوگ جلسے میں اُنکو تقریر کرنے کا اہل نہیں سمجھتے۔ (۱۷) یہ کیسی لغو اور بیہودہ بکواس ہے۔ (۱۸) جناب عقل کے ناخن لیجیے۔ (۱۹) ثنائی کا رہبر شیطان لعین ہے۔ (۲۰) دروغگو را حافظہ نباشد (۲۱) بات تیرے جھوٹے کی۔ (۲۲) ارے جھوٹے۔ وعلی ہذا القیاس

کہاں تک نقل کروں۔ ان الفاظ میں جو مجھ پر جھوٹ کے الزام لگائے گئے ہیں اُنکے جواب میں میں اسقدر کہتا ہوں کہ اگر میرا ایک کذب واعظ صاحب ثابت کردیں تو میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میں اُنکو فی کذب پانچ روپیہ انعام دونگا۔ واللہ باللہ تاللہ۔ جو واقعات دروغ نقل کیے ہیں اُن میں سے پہلا واقعہ بالکل غلط ہے۔ میں کبھی ثناء اللہ سے مباحثہ کا دن اور جگہ مقرر کرکے غیر حاضر نہیں ہوا

واللہ باللہ تاللہ اور جو مصرع اگر صلح خواہی تو ہم جنگ جوئیم قصہ میں لکھا ہے اگر وہ رقعہ [illegible]
انشاء اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ اُنکی ہمتیں برکت دے اور اُن سے [illegible]

اس مباحثہ کا نتیجہ و انجام

مرزا ظفر اللہ منصف کا حق سی سکوت و فرار اور ثناء اللہ کا انہزام

اور

آیندہ کیلئے اُس سے کلیۃً قطع تعلق و خطاب و کلام

مولوی ثناء اللہ کا دوسرا پرچہ متضمن جواب میرے پاس پہنچا۔ تو میں نے اس کا جواب الجواب نمبر ۲۔ تیار کر کے منصف صاحب سے (اس خیال سے کہ وہ علمی جواب ہے۔ اور منصف صاحب عالم نہیں اس کو نہ سمجھینگے) درخواست کی کہ وہ اس جواب الجواب کو سُن اور سمجھ لیں انہوں نے اس سے انکار کیا تو میں نے وہ جواب الجواب انکے پاس نہ بھیجا اور اس شکر رنجی میں عرصہ گذر گیا۔ اس اثناء میں ثناء اللہ نے اس ناتمام بحث کو اپنے اخبار نا اہل حدیث میں مشتہر کیا۔ جس پر خاکسار کی مرزا صاحب سے یہ مراسلت ہوئی۔ جو سراج الاخبار ۳۰۔ اگست سے نقل کی جاتی ہے:۔

ایڈیٹر صاحب۔ اسلام علیکم

مرزا ظفر اللہ خاں صاحب رئیس وزیر آباد خاکسار و ثناء اللہ امرتسری کے باہمی گفتگو میں منصف ہو گئے تھے۔ جب ثناء اللہ نے اس ناتمام گفتگو کو بلا اجازت منصف کے اخبار ۱۸ جون ۱۹۱۵ء میں چھاپ دیا تو مینے اسکی شکایت کر کے مرزا صاحب سے درخواست کی کہ آپ میرے جواب الجواب نمبر ۲ کو بلا کم و کاست چھاپ دینے کا تحریری وعدہ ثناء اللہ سے لیکر میرے پاس بھیجدینگے تب میں اپنا مضمون جواب الجواب آپ کے پاس بھیجونگا میری اس درخواست کو اُنہوں نے منظور نکیا اور اپنے فرض منصبی انصاف کا خلاف کیا۔ لہذا میں اپنا جواب الجواب نمبر ۲۔ اُنکے پاس نہ بھیج سکا اور یہ شکایت انکی خدمت میں پیش کی کہ اس میں فریق ثانی کی رعائت پائی جاتی ہے جسپر مرزا صاحب نے ۲۶ یا ۹ جولائی ۱۵ء کے کارڈ میں یہ لکھا ہے کہ مجھے تعجب ہے کہ جناب نے اس میں رعایت فریق ثانی کسطرح سمجھ لی۔ وعدہ تحریری کا کون موقع تھا جواب بھیجدیا جاتا اور یہ تحریر

* یہ ہندسہ مشتبہ ہے میں نے اسکو ۲۹ پڑھکر سراج الاخبار ۳۰ اگست میں مشتہر کرایا تھا ثناء اللہ نے اسکو انیس ۱۹ حرفوں میں بنا لیا جعل سے

ہوتا کہ چونکہ پہلے سوال وجواب اخبار میں شائع ہو گئے ہیں۔ اب یہ بھی شائع ہو جاوے پھر اگر وہ شائع نہ ہوتا تو شکایت کا موقع تھا اب اگر سلسلہ بحث جاری رکھنا ہے تو جواب عنایت ہو ورنہ تحریر فرمایا جاوے کہ آیندہ سلسلہ بند ہے تاکہ طرف ثانی کو اطلاع دی جاوے اور اسکا انتظار اور سلسلہ بحث ختم ہو جاوے۔ اگر آج سے دس روز تک جواب عطا نہ ہو تو سمجھا جاویگا کہ سلسلہ بحث ختم ہو گیا۔ محمد ظفر اللہ وزیر آباد ۲۶ و ۲۹ جولای ۱۵ء

پھر اس میعاد دس روز کے گذرنے سے پہلے مرزا صاحب نے کارڈ ۲ اگست میں اپنے منصف ہونے سے استعفا دیدیا اور باین الفاظ لکھا کہ بہر حال میں آپکی ثالثی کے لئے وقت نہیں دیسکتا اور اطلاعاً عرض ہے کہ آیندہ اس معاملہ میں مجھ سے خط وکتابت نہ فرمائی جاوے۔ ہر ایک ثالث استعفا دیسکتا ہے سو میں استعفا پیش کرتا ہوں۔ ۲۔ اگست وزیر آباد۔ محمد ظفر اللہ۔

خاکسار نے اس کارڈ کے جواب میں جب مرزا صاحب سے استعفا دینے کی وجہ پوچھی اور اسکے بیان ہونے پر منظوری استعفا کو موقوف رکھا تو آپنے کارڈ ۷ اگست میں تحریر فرمایا کہ مولانا صاحب استعفا ثالث کا منظور کرنا یا نہ کرنا فریقین کے اختیار میں نہیں۔ یہ ثالث کا اپنا اختیار ہے۔ آپ وجہ استعفا دریافت فرماتے ہیں مجبوراً عرض کرتا ہوں کہ آپنے مجھپر طرفداری کا الزام لگایا جو مینے تحمل سے سُنا۔ اسکے بعد آپنے دو شرطیں لگائیں۔ اوّل یہ ہے کہ میں عبادلہ ثلاثہ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی حافظ عبداللہ صاحب امرتسری۔ مولوی فاضل۔ حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری سے دریافت کروں۔

(دوم یہ کہ آپ سے بالمواجہ جواب الجواب سنوں۔ بعد ازاں جناب نے یہ شرط لگائی کہ ثناء اللہ سے تحریری معاہدہ لیا جاوے کہ مضمون سالم طبع کریں۔ اب آخری شرط آپنے پھر لگائی ہے کہ کسی عالم سے میں دریافت کروں اور اُسکے مطابق فیصلہ کروں اگر جناب نے کسی عالم کے کہنے سے فیصلہ کرنا ہے تو میری کیا ضرورت ہے وہی عالم فیصلہ کر سکتا ہے۔ اب آپکو وجہ استعفا معلوم ہو گئی ہے۔ پس

کسی عالم کو ثالث مقرر فرمایئے جو آپ کی جھڑکیاں برداشت کرے۔ نیازمند ظفر اللہ، اگست اور اس سے پہلے دو دفعہ کارڈ ۶ و ۳۱ جون میں بایں الفاظ وعدہ دیچکے ہیں کہ میں جب فیصلہ کرونگا تو کسی عالم سے پوچھکر کرونگا۔ کارڈ ۶ جون میں آپ کے الفاظ یہ ہیں سمجھنے کا موقعہ تو بعد میں ہوتا ہے جب فیصلہ کا وقت ہوگا۔

اور کارڈ ۳۱۔ جون میں آپ کے الفاظ یہ ہیں۔ اسوقت ضرورت ہوئی تو میں کسی فاضل سے بطور خود بھی مدد لے لونگا تاکہ علمی مضامین میں وہ میری امداد کرے۔ کارڈ ۷، اگست میں آپ نے اس وعدہ کا خلاف کیا۔ آج اخبار اہل حدیث یکم شوال دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے ان سب میری شرطوں کو اور اپنے وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر باوجود استعفا دیدینے کے اور باوجود میرے جواب الجواب کو نہ دیکھنے کے اور باوجود میعاد داخلہ جواب الجواب دس روز کے نہ گذرنے کے اور باوجودیکہ جس قدر گفتگو تعریف اہلحدیث میں فیصلہ سے پہلے ہوئی تھی وہ علم منطق اور منطقی اصطلاح دَوْر کے جاننے پر موقوف تھی اور مرزا صاحب علم منطق سے کورے تھے۔ صرف مولوی ثناء اللہ کی بیان یک طرفہ پر فیصلہ یکطرفہ کر دیا ہے کہ "تعریف اہلحدیث حضرت بٹالوی پر جو اعتراض حضرت امرتسری نے کئے تھے اُن کو حضرت بٹالوی اٹھا نہیں سکے"۔

لہذا میں اولاً مرزا صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آپنے جو حالات مذکورہ بالا کے موجود ہونے کے ساتھ یہ فیصلہ یکطرفہ ناجائز کر دیا ہے۔ یہ کس عالم سے پوچھکر کیا ہے اور آپ کو اس فیصلہ کا حق کیونکر حاصل تھا اور ثانیاً ایڈیٹر صاحب آپ سے اور اہل علم کے پبلک سے انصاف چاہتا ہوں کہ کیا فیصلہ یکطرفہ اور برخلاف شروط مُسلّمہ کچھ وقعت رکھتا ہے یا بجوے نمی ارزد کا مصداق ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ تعریف اہل حدیث میں ثناء اللہ نے دَوْر کی بحث کو (جو منطقی بحث ہے) چلایا ہے اور مرزا صاحب علوم عربی منطق وغیرہ سے عاری ہیں اور انکی دینی معلومات کا یہ حال ہے کہ وہ خط لکھتے ہیں شروع بسلام سنت الاسلام ضروری نہیں جانتے انکے چھ خط اسوقت میرے سامنے رکھے ہیں ان میں سلام ندارد۔ نہ اولاً نہ آخراً۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

جو عیسائی سلاطین کو خط لکھے ہیں تو ان کو بھی بعنوان سلام علے من اتبع الھدی سلام سے شروع کیا ہے ایسا ناواقف اہلحدیث کی تعریف کا فیصلہ جامع مانع اور دوری ہونے نہ ہونے کا کیا خاک کر سکتا ہے اور جو کرے تو اُسکی وقعت ہی کیا ہے۔ اور ثناء اللہ سے یہ سوالات ہیں (۱) جو فیصلہ احد الفریقین کے حاضر نہ ہونے یا اپنا جواب داخل نہ کرنے کی وجہ سے یک طرفہ ہو جائے کیا وہ شرعاً اور عند اللہ اس فریق کے حق کو زائل و باطل کر دیتا ہے اور اسکو اپنے حق کا ثبوت دوسرے حاکم و منصف کے پاس پیش کرنیکا حق باقی نہیں رہتا یہ مسئلہ کس مذہب اور کس دلیل قرآن یا حدیث سے ثابت ہے۔ (۲) منصف کے مستعفی ہو جانے بعد اُسکا فیصلہ قانوناً یا شرعاً مؤثر ہوتا ہے یا نہیں اور لغو بے محل اور مشتے بعد از جنگ کا مصداق ہے۔ (۳) کیا مرزا صاحب عالم ہیں اور وہ علم منطق میں دخل رکھتے ہیں اور دور و تسلسل کی اصطلاح سے واقف ہیں۔ (۴) اگر عالم و واقف ہیں تو دو عالم منصفوں کے ساتھ تیسرا جج تمنے کیوں تجویز کیا تھا۔ (۵) اگر عالم نہیں تو بتاؤ کہ کس عالم کی مدد سے انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے جو اُن کے لئے شرط ٹھیرایا گیا تھا۔ (۶) اگر ان سوالات کا جواب نفی میں دو تو پھر بتاؤ کہ نقل فیصلہ مذکور کے بعد جو تم نے لکھا ہے کہ الحمد للہ تعریف اہلحدیث کا فیصلہ ہو گیا یہ انصاف ہے یا بے شرمی اور ہٹ دھرمی اور دھوکا دہی و دروغ گوئی جسکا تمہاری نسبت شروع اس مضمون میں دعویٰ کیا گیا تھا۔ بینوا توجروا۔ ابو سعید محمد حسین ۱۵۔ اگست ۱۹۱۵ء از شملہ

"اسکے جواب میں ثناء اللہ نے سراج الاخبار ۱۳۔ ستمبر ۱۵ء میں یہ مضمون شائع کرایا"

بٹالوی جھگڑے کا فیصلہ

اور

فیصلہ کے بعد نیا جھگڑا

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم۔ آپکو معلوم ہوگا کہ جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا ۱۹۰۲ء سے میرے ساتھ نزاع ہے اس نزاع نے مختلف صورتیں اختیار

ایڈیٹر صاحب سراج الاخبار نے میرے سوالات کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ اگر فی الواقع مرزا صاحب نے فریقین کی کامل بحث سننے کے بعد فیصلہ دیدیا ہے تو غلطی کی ہے۔ خصوصاً جبکہ آپ اس سے پیشتر استعفا بھی دیچکے تھے اس صورت میں آپکا فیصلہ ناطق نہیں سمجھا جاویگا۔ ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار نے روزانہ ۵ ستمبر میں اظہار رائے کیا ہے۔

کیں۔ کبھی جدال۔ کبھی صلح۔ پھر صلح کے بعد بگاڑ۔ یہانتک کہ ایک دفعہ آرہ میں علما منصف ہوئے اُن کے فیصلہ کو تسلیم کرنیکا مولوی صاحب نے اقرار کیا نہ صرف اقرار کیا بلکہ شائع بھی کیا (ملاحظہ ہو اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ صفحہ ۶۱) وہ فیصلہ بھی بحمداللہ میرے حق میں ہوا۔ جسپر مولوی صاحب ایسے بگڑے کہ منصفوں کو بھی خوب سُنائیں چونکہ مجھے مصالحت رکھنا منظور تھا اسلئے اِن دنوں میں نے لکھا کہ آیئے پھر فیصلہ کرائیں۔ فیصلہ کی صورت مینے یہ لکھی کہ دو عالم اور ایک مشیر قانونی ہو۔ مشیر قانونی کے لئے میں نے جناب مرزا ظفراللہ خانصاحب جج سیالکوٹ حال پینشنر وزیرآباد کا نام پیش کیا۔ مولوی صاحب موصوف نے کہا کسی عالم کی ضرورت نہیں معاملہ بالکل صاف ہے میں تمہاری اُردو تحریرونسے دکھادوں گا کہ تم اہلحدیث نہیں اسلئے صرف مرزا ظفراللہ خانصاحب کافی ہیں۔ مجھے بھی چونکہ فیصلہ کرانا منظور تھا اور جناب مرزا صاحب کی خداداد قابلیت اور انصاف پسندی سے میں واقف تھا۔ مینے یہی منظوری دیدی۔ (ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶۔ فروری ۱۵ء

چونکہ میرے خارج از اہلحدیث ہونے کے لئے اہلحدیث کی تعریف ہونی ضروری تھی اسلئے پہلے بھی سوال تھا کہ اہل حدیث کی تعریف کیا ہے مولوی صاحب نے تعریف کی مینے اُس پر اعتراض کیا اسیطرح دونوں طرف سے دو دو پرچے پہنچے۔ مرزا صاحب نے اِس تنازعہ کا فیصلہ بحمداللہ میرے حق میں دیا تو مولوی صاحب نے حسب عادت قدیمہ اُنکو بھی صلواتیں سُنائیں چنانچہ سراج الاخبار ۳۰۔ اگست اور پیسہ اخبار ۵ ستمبر میں آپکا مضمون نکلا ہے جسمیں مولوی صاحب موصوف نے جناب منصف صاحب کی نسبت خلاف شان الفاظ لکھے ہیں۔ میں باور نہیں کرسکتا تھا کہ کوئی شریف آدمی کسی شریف آدمی کو اپنا حاکم بنا کر اُسکا ساختہ پرداختہ منظور کرکے بعد فیصلہ اُسکو بُرا بھلا کہے اسکی مثالیں میرے علم میں آجتک دو ہی پیدا ہوئی ہیں ایک مرزائی جماعت کے معزز رکن منشی قاسم علی جنہوں نے لُدھیانہ میں سردار بچن سنگھ صاحب پلیڈر کو سرپنچ مانا مگر جب انہوں نے فیصلہ اُنکے خلاف اور میرے حق میں دیکر تین سو

روپیہ مجھے انعام دلایا تو منشی موصوف نے سردار صاحب کو خوب سُنائیں جس سے بجائے اسکے کہ سردار صاحب موصوف کی ہتک ہو شرفا کی نگاہ میں منشی قاسم علی کی ہتک ہوئی ہوگی۔ دوسری مثال اِس کی جناب مولوی محمد حسین صاحب ہیں مولوی صاحب موصوف نے اِس ناراضگی کے مضمون میں چند سوال لکھے ہیں جنکو بوجہ بیخبری کے دونوں اخباروں کے ایڈیٹر صاحبوں نے بھی معقول سمجھا۔ اعتراض حسب ذیل ہیں۔

(۱) منصف صاحب نے باوجود وعدہ کسی عالم سے مشورہ نہیں لیا۔

(۲) باوجود دس روز کی میعاد جواب کے لئے دینے کے میعاد سے پہلے ہی فیصلہ کردیا

(۳) فیصلہ سے پہلے استعفا دیا اور استعفا کے بعد فیصلہ کیا لہذا یہ فیصلہ بجوے نارزد (ہیچ ہے) اب سُنئے اِنکے جواب۔

(۱) مولوی محمد حسین صاحب نے منصف صاحب کو لکھا تھا کہ آپ فلاں فلاں مولوی صاحب سے (جو اُن کے ہم خیال ہیں) مشورہ کریں۔ منصف صاحب نے لکھا یہ میرا کام ہے فیصلہ کے وقت مجھے ضرورت ہوئی تو میں کسی عالم سے مشورہ کرلونگا اُس سے صاف ثابت ہے کہ کسی عالم سے مشورہ کرنا بوقت ضرورت تھا چونکہ منصف صاحب کو ضرورت محسوس نہیں ہوئی اسلئے اُنہوں نے کسی عالم سے مشورہ نہ کیا تو کیا فیصلہ غلط ہو جائیگا۔ کیا منصف کی دیانت پر اتنا بھی بھروسہ نہیں کہ وہ کہے مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں میں خود ہی اس مضموں کو سمجھ گیا ہوں تو اسکے اس کہنے کو باور نہ کیا جائے۔ (افسوس)

(۲) دس روز کی میعاد جناب منصف صاحب نے مولوی صاحب کو ۱۹ جولائی کو دی ہے چنانچہ سراج الاخبار مورخہ ۳۰ اگست کے صفحہ ۵ کالم ۳ کی پہلی سطر میں مولوی صاحب خود لکھتے ہیں کہ "انیس ۱۹ جولائی کا کارڈ آیا اور ۲۶ جولائی کو منصف صاحب نے مجھے لکھا کہ مینے مولوی صاحب بٹالوی کو دس روز کی مہلت دی ہے یہ میعاد ۲۹ جولائی کو ختم ہونی چاہیے تھی یا آنے جانے کے

دن شمار کئے جائیں تو بھی اکتیس ۳۱ کو ضرور ختم ہو گئی ہو گی اور منصف صاحب نے فیصلہ ۲۔ اگست کو لکھکر میرے پاس بھیجا تبلایئے میعاد کے اندر دیا یا بعد۔

(۳) یہ سوال بالکل بے اصل ہے۔ تعجب ہے کہ ایڈیٹر صاحبان نے بغیر اسکے کہ فریق ثانی کا بیان سُنیں جناب مرزا ظفر اللہ خاں صاحب جیسے قابل جج کی نسبت بدگمانی روا رکھی کہ وہ اتنا بھی نہیں سمجھے کہ استعفا دینے کے بعد فیصلہ نہیں دیسکتے اسکے جواب میں بہتر ہے کہ میں منصف صاحب کے خط متضمن فیصلہ سے چند فقرات نقل کردوں جس سے زیادہ صحیح جواب ہو نہیں سکتا۔

جناب منصف صاحب مولوی صاحب بٹالوی کی تیز زبانی اور ہتک آمیز دلآزار فقرات (جنکے نقل کرنیکی ابھی ضرورت نہیں وقت ضرورت نقل ہوں گے) نقل کرکے تحریر فرماتے ہیں۔

پس ان وجوہ سے میں اب آیندہ ثالثی کے لئے اپنے تئیں قابل نہیں سمجھتا اور ثالثی سے استعفا دیتا ہوں۔ ابھی تک تو ابتدائی مرحلہ ہے صرف اہلحدیث کی تعریف زیر بحث ہے جب اصل معاملہ پر گفتگو شروع ہوئی جو اہم ترین معاملہ ہے تو خدا جانے مجھپر کیا کچھہ اعتراض ہونگے اسلئے میں اس مخمصہ میں رہنا نہیں چاہتا جسقدر معاملہ میرے روبرو ہوا ہے اُسکی نسبت میری رائے ہے کہ جو تعریف اہلحدیث حضرت بٹالوی نے تحریر فرمائی تھی اور اُسپر جو اعتراض حضرت امرتسری نے کئے تھے اُنکو حضرت بٹالوی اُٹھا نہیں سکے حالانکہ انہوں نے اپنے الفاظ کو کچھہ تبدیل بھی کردیا تھا اور آخر جواب الجواب دینے میں لیت ولعل فرمانا شروع کیا اور جواب عنایت نہ فرمایا اسلئے اصل معاملہ زیر بحث ہی نہیں آیا اور ثالث کی نسبت ایسے خیالات ایسے الفاظ میں ظاہر کئے جس سے ثالث کو استعفا دینے پر مجبور ہونا پڑا"۔ محمد ظفر اللہ۔ ۲۔ اگست ۱۵ء

ناظرین غور کریں کہ ایک ہی خط مورخہ ۲۔ اگست میں دونوں باتوں کا درج ہونا کیا ثابت کرتا ہے۔ مطلب صاف ہے کہ جناب منصف صاحب نے ۲۔ اگست کو گذشتہ کارروائی کا فیصلہ دیکر آیندہ کے لئے منصفی سے استعفا دیا ہے۔ یہ نہیں

کہ ۲۔ اگست کو استعفا دیا اور ۱۳۔ اگست کو فیصلہ جیسا کہ ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار نے سمجھا جو کہتے ہیں۔

"میرے خیال میں ۲۔ اگست کو جبکہ مرزا صاحب استعفا دیچکے تھے تو ۱۳۔ اگست کو فیصلہ نہیں دینا چاہیئے تھا"

غالباً یہ غلط فہمی اخبار اہلحدیث کی تاریخ سے لگی ہے جسمیں یہ فیصلہ درج ہی یعنی فاضل ایڈیٹر پیسہ اخبار نے تاریخ طبع کو تاریخ تحریر سمجھ لیا جو کسی طرح ٹھیک نہیں۔ فیصلہ ۲۔ اگست ہی کو ہوا اور آئندہ کی منصفی سے استعفا بھی دو ہی کو ہوا۔ اس استعفا کا اثر گذشتہ کارروائی پر کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

فیصلہ کا فیصلہ مجھے چونکہ جناب مولوی محمد حسین صاحب سے مصالحت رکھنی منظور ہے اسلئے میں فیصلہ کی ایک آسان صورت پیش کرتا ہوں امید ہے ایڈیٹر صاحب بھی اسکی تائید کرینگے جناب موصوف اس امر کی فیصلہ کیلئے کہ یہ فیصلہ جو جناب مرزا ظفر اللہ خانصاحب نے کیا ہے صحیح ہے یا غلط۔ کسی ذی رائے کو منصف بنالیں مگر یہ شرط ضروری ہوگی کہ بعد فیصلہ منصف کو سنانہ ہوگا جو کوسیگا وہ کم سے کم مبلغ ایک سو روپیہ انجمن حمائت اسلام میں داخل کریگا اسکے اعتبار کے لئے فریقین سو سو روپیہ حاجی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن مذکور کے پاس جمع کراوینگے جسنے فیصلہ پر چون وچرا کی حاجی صاحب اُسکا روپیہ داخل انجمن کرکے دوسرے کو روپیہ واپس کردینگے۔

مولوی صاحب کو اختیار ہے تقرر منصف کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت کریں یا بذریعہ اخبار ؎ من نگویم کہ ایں مکن آں کن ٭ مصلحت بیں و کار آساں کن

خاکسار۔ ابوالوفاء ثناء اللہ

"اس کے جواب میں ثناء اللہ نے دو جعلسازیاں اور چالاکیاں کیں اوّل ۱۹ کے ہندسہ کو جو غلطی کاتب سے بجائے ۲۹ لکھا گیا تھا اونیس ۱۹ حرفوں میں بنایا تاکہ میعاد داخلہ جواب خاکسار اکتیس ۳۱ جولائی تک ختم ہوجائے اور منصف کا فیصلہ بعد گزر جانے میعاد جواب الجواب کے ثابت ہو۔ دوسرے میرے سوالات ستہ سے جو سراج الاخبار

۲۰۔ اگست میں ثناء اللہ سے کئے گئے تھے۔

صرف تین سوالات کو نقل کر کے اِنکا جواب جیسا بن پڑا دیا۔ اور تین سوالات کو جو قطعاً منصف کے فیصلہ کا ناجائز ہونا ظاہر کرتے تھے خورد برد کر دیا۔ اور اِس چالاکی سے ناظرین کو دہوکا دیا اِس جواب ثنائی کا جواب خاکسار نے یہ دیا جو سراج الاخبار ۲۰ ستمبر ۱۵ء سے نقل کیا جاتا ہے"۔

منشی شمس الدین صاحب وغیرہ کی منصفی منظور اور بصورت ناراضی

و شکایت سو روپیہ جرمانہ حاضر

مولوی ثناء اللہ نے سراج الاخبار ۱۲۔ ستمبر ۱۹۱۵ء میں میرے مضمون سراج الاخبار ۲۰۔ اگست ۱۹۱۵ء کا جواب چھپوایا ہے اُس میں سراج الاخبار ۳۰۔ اگست میں مرزا ظفر اللہ صاحب کے منقولہ رُقعہ متضمن تقرر میعاد جواب دس روز کی تاریخ ۲۹۔ جولائی کو جو اخیر رُقعہ میں درج ہے۔ ۱۹۔ جولائی جو غلطی سے درج اخبار ہو گئی تھی قرار دیکر میعاد جواب ۳۱۔ جولائی ٹھیرا کر مرزا صاحب کے فیصلہ کو میعاد جواب دس روز گذر جانے کے بعد اور جائز قرار دیا ہے جو محض دروغ ہے۔ اگر منشی شمس الدین صاحب اصل کارڈ مرزا صاحب کو جسپر مرزا صاحب کی دستخطی تاریخ ہے اور ڈاکخانہ وزیر آباد و بٹالہ و شملہ کی مُہریں بھی موجود ہیں جو ۲۸۔ ۲۹۔ جولائی کے پہلے نہیں ہیں ملاحظہ کر کے ایک مجلس عام میں کہدینگے کہ یہ فیصلہ مرزا صاحب کا میعاد جواب دس روز گذر جانیکے بعد واقع ہوا ہے اور اُن کو اِس فیصلہ کا حق حاصل تھا اور حاضرین مجلس بھی اُنکی تصدیق کرینگے تو میں اُس فیصلہ کو مان لونگا اور پھر شکایت زبان پر نہ لاؤنگا۔ اگر شکایت کروں تو پھر سو روپیہ تاوان دونگا۔ اِسی اخبار میں ثناء اللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ۲۶۔ جولائی کے کارڈ میں مرزا صاحب نے میعاد جواب دس روز مقرر کر کے اُسکو اطلاع دی تھی۔ یہ بیان ثنائی صحیح تسلیم کیا جاوے تو بھی ۲۔ اگست تک دس روز میعاد ختم نہیں ہوتی جسکو ثناء اللہ نے تاریخ فیصلہ تسلیم کیا ہے۔ اِسکا فیصلہ بھی منشی شمس الدین اور حاضرین

مجلس کریں۔ اس قسم کے اکاذیب اُس مضمون ثنائی میں اور بھی ہیں جو اس مجلس میں پیش کئے جاوینگے انشاء اللہ تعالیٰ جس روز منشی شمس الدین صاحب کہیں میں سو روپیہ لیکر لاہور پہنچوں۔ راقم ابوسعید محمد حسین بٹالوی

"اس کے جواب میں ثناء اللہ نے سراج الاخبار ۲۷۔ ستمبر میں یہ مضمون شایع کرایا ہے:۔

بٹالوی نزاع کا فیصلہ

سراج الاخبار ۲۰۔ ستمبر ۱۹۱۵ء میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے میرا جواب الجواب دیا ہے۔ مگر حسب عادت اُلجھن میں ڈالکر۔ مولوی صاحب کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ مبادی اور اجزاء دعویٰ میں بہت اُلجھا کرتے ہیں۔ سُنئے میرا دعویٰ ہے کہ جناب میرزا ظفر اللہ خانصاحب جج پنشنر نے جو میری اور اُنکی نزاع میں بحیثیت منصف کے فیصلہ دیا ہے اُس فیصلہ کی دینے کا اُنکو حق تھا۔ مولوی صاحب اس سے منکر ہیں۔ میں اپنا دعویٰ ثابت کرنیکو تیار ہوں۔ مولوی صاحب نے حاجی شمس الدین صاحب کو منصف مانا ہے مجھے منظور ہے۔ فریقین سو سو روپیہ پیشگی سکرٹری صاحب انجمن حمائت الاسلام کے پاس پہلے جمع کرادیں گے جو فریق فیصلہ پر چون وچرا کرے گا اُس کا روپیہ داخل خزانہ انجمن کیا جاوے گا اُسکی صورت یہ ہوگی کہ جسکے حق میں فیصلہ ہوگا اُسکی نسبت تو یہ گمان نہیں کہ وہ چون وچرا کرے اُسکو تو فوراً روپیہ واپس کیا جاویگا جسکے برخلاف فیصلہ ہوگا اُسکا روپیہ چھہ ماہ تک محفوظ رکھکر انتظار کیا جاویگا کہ چون وچرا تو نہیں کرتا اِس چون وچرا میں تحریری اور تقریری دونوں قسم کی چون وچرا داخل ہوگی جسکا ثبوت ہوکر عمل کیا جاویگا۔ منصف کا فیصلہ حاضرین کی تصدیق کا محتاج نہ ہوگا۔ نہ حاضرین سے رائے لی جاویگی بلکہ فریقین کے سوا اور کوئی حاضر بھی نہ ہوگا۔ مولوی صاحب اپنے بیان میں قوت پاتے ہیں تو اب پیچھے نہ ہٹیں اِس مضمون کے شائع ہوتے ہی مجھے بذریعہ خط منظوری کی اطلاع دیں تاکہ

حاجی شمس الدین صاحب سے استمراج کیا جائے جو تاریخ اور وقت حاجی صاحب مقرر کریں اُسپر ہم لاہور پہنچ جائیں۔ منصف کے لئے یہ شرط ضروری ہوگی کہ ایک ہی روز میں بیانات تقریری یا تحریری لیکر تین روز کے اندر اندر فیصلہ تحریری دیدیں:۔ راقم۔ ابوالوفا ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر

اس جواب میں بھی ثناء اللہ نے دو جعل سازیاں اور چالاکیاں کیں اوّل صرف حاجی شمس الدین کی منصفی ماننے کو میری طرف منسوب کرنا اور از خود یہ شرط ٹھہرانا کہ اس مجلس کے حاضرین سے رائے نہ لی جائیگی بلکہ فریقین کے سوائے کوئی بھی حاضر نہ ہوگا حالانکہ مینے صرف منشی شمس الدین کو منصف نہ مانا بلکہ اسکے ساتھ حاضرین مجلس کے اتفاق رائے کو بھی شریک منصفی ٹھیرایا تھا۔ دوسرے یہ کہ اپنے پہلے دعوی کو کہ بعد گزر جانے میعاد داخلہ جواب کے فیصلہ ہوا ہے۔ اور اسکی پہلی دلیل (تواریخ رقعات مرزا صاحب) کو بھلا کر یہ نیا دعویٰ کیا۔ کہ منصف کو فیصلہ دینے کا حق تھا اور اس دعویٰ کے ثبوت اور دلیل کو بھی عام ٹھیرایا۔ کہ جو ثبوت وہ چاہیگا پیش کریگا۔ اس کی ان جعلسازیوں اور چالاکیوں کا اظہار ایک طولانی مضمون "وہ بھاگا" نمبر دوم میں کرکے وہ مضمون دفتر سراج الاخبار میں بھیجا گیا۔ مگر اڈیٹر صاحب سراج الاخبار نے اسکو طولانی سمجھکر نہ چھاپا تو اس کا اختصار سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں حسب ذیل شایع کرایا گیا۔

وہ بھاگا نمبر ۲[1]

منشی شمس الدین صاحب کی منصفی جس شرط کے ساتھ مینے منظور کی تھی ثناء اللہ نے اُس سے گریز و فرار اختیار کیا ہے اس کی تفصیل میں مینے ۲۸۔ ستمبر کو ایک

[1] نمبر اوّل "وہ بھاگا" ضمیمہ سراج الاخبار ۱۳۔ ستمبر ۱۹۱۰ء میں شائع ہو چکا ہے جس کو مطبع سے وہ ضمیمہ نہ ملے وہ بار سال ۲۔ محصول ڈاک رجسٹری ہم سے مستعار منگا کر یقین حاصل کرلے یہ بھگوڑا قدیم سے ہمارے آگے بھاگتا رہتا ہے پھر کھسیانی بلّی کی طرح دم جھاڑ کر مقابلہ کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ منہ

مفصل مضمون تیار کیا تھا اور ۳۰۔ ستمبر کو دفتر سراج الاخبار میں بھیجدیا تھا مگر ایک خاص وجہ سے اُسکی اشاعت کو بالفعل ملتوی کرکے یہ مختصر نوٹ شایع کیا جاتا ہے۔ کہ منشی شمس الدین صاحب کی منصفی کا فیصلہ خفیہ طور پر نہ ہوگا بلکہ ایک بڑے مجمع میں جسمیں انگریزی خواں بلکہ ملازمان ڈاک بھی ہوں گے کرایا جاویگا اور حاضرین کی رائے بھی لیجاویگی اور اُسکا فیصلہ حاضرین کی رائے کا محتاج ہوگا اور جس کے برخلاف فیصلہ ہوگا اُس کا روپیہ چھ ماہ تک محفوظ نہ رکھا جائیگا بلکہ فوراً جس کے حق میں فیصلہ ہوگا اُس کو دیدیا جاویگا اور اُسکی چون وچرا تحریری تقریری بے فائدہ ہوگی۔ اس مختصر نوٹ نے اگر اثر نہ کیا تو مفصل مضمون "وہ بھاگا" نمبر سوم شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ راقم۔ ابوسعید محمد حسین

نوٹس بنام ایڈیٹر اہل حدیث

میں ۱۴۔ ستمبر سے شملہ گیا ہوا آج ۲۷۔ ستمبر کو بٹالہ واپس آیا اور تمہارا اخبار اہلحدیث ۲۴۔ ستمبر ملاحظہ کیا جس میں سہ صد روپیہ انعام دوکان حاجی علے جان پر جمع کرانے کی تم نے درخواست کی ہے۔ اِس درخواست کی تعمیل کرانے کا حق تم کو اُسوقت حاصل ہوگا جبکہ اِس سے پہلے اپنے ہی فیصلہ کے متعلق اپنے اور ہمارے مضامین ثلاثہ کو اپنے اخبار میں درج کرکے اُن پر عمل کرد کہاؤ گے ورنہ پہلے فیصلہ کے بعد کھیانے ہوکر اِس نئے فیصلہ کے مجوز سمجھے جاؤ گے۔

(۱) سراج الاخبار جہلم ۳۰۔ اگست میں مرزا صاحب کے فیصلہ یک طرفہ کے متعلق جو تم سے چھ سوال کئے گئے اُن کو اپنے اخبار میں درج کرو اور اُن کے جوابات بھی درج اخبار کرو۔

(۲) سراج الاخبار ۱۳۔ ستمبر میں جو تم نے فیصلہ کا فیصلہ مشتہر کرایا اور اُسکی منظوری میں جو خاکسار نے ۲۰۔ ستمبر کے سراج الاخبار میں "مضمون منشی شمس الدین صاحب وغیرہ کی منصفی منظور" مشتہر کرایا ہے وہ بھی درج اخبار کرو اور اُسپر عمل کرو۔

(۳) ۲۱ ستمبر کے خط نمبر ۲۱۴ کے ساتھ جو مضمون "الحق ماشہدت بہ الاعداء" تمہارے پاس بغرض اندراج اخبار بھیجا گیا اور اُس میں تمہاری ہی منصفی کو منظور کیا گیا تھا اُس کو بھی تم اپنے اخبار میں درج کرو اور اُسپر عمل کرو۔

تمہارے اِس مجوزہ اور ہمارے منظور کردہ فیصلہ سے اگر یہ ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب کا فیصلہ میعاد دس روز گذر جانے کے بعد ہوا ہے لہذا وہ جائز ہے تو اِس صورت میں مَیں تمہارا لوہا مان لونگا اور آیندہ تم سے بحث کرنے کا کبھی نام نہ لونگا جس میں انعام یا تاوان دینے یا لینے کی نوبت آوے یا ضرورت پڑے اور اگر منشی شمس الدین صاحب و دیگر حاضرین کی اتفاق رائے سے وہ فیصلہ لغو ناجائز اور مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کا مصداق ٹھیرا اور تمنے بھی اِس فیصلہ کا لغو اور مصداق مشت بعد از جنگ ہونا مان لیا اور فریقین کے اتفاق سے وہ فیصلہ کان لم یکن ٹھیر گیا تو اِس صورت میں اصل محل نزاع کہ تعریف اہلحدیث پیش کردہ خاکسار دوری ہے یا نہیں اور میرے اعتراضات اور عبارات ثلاثہ سے تمہارا اہلحدیث ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں تمہارے ہی مجوزہ منصفوں علماء دیوبند و سہارنپور سے (اسقدر ترمیم کے ساتھ کہ بجائے حافظ احمد صاحب تیسرے منصف کے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہوں کیونکہ حافظ صاحب ایسے جھگڑوں میں دخل نہیں دیتے خاکسار نے اُنکو اپنی اور مولوی ناظر حسن کی باہمی اس نزاع میں کہ اہل حدیث حنفی ہوسکتا ہے منصف بنانا چاہا تو اُنہوں نے انکار کیا) فیصلہ کرایا جاویگا اور انعام کا سہ صد روپیہ بھی اِنہی حضرات کے پاس پیشگی جمع کرایا جاویگا۔ حاجی علی جان کی دکان اب اِس امانت کے جمع کرانے کا محل نہیں رہی کیونکہ اس دوکان کے موجودہ منیجر حاجی عبدالغفار صاحب اب اہل حدیث نہیں رہے وہ تمہارے ہی ہم خیال ثنائی بن گئے ہیں جسکی تفصیل اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۲۳ کی صفحہ ۲۲۲ میں ملسکتی ہے۔ یہ انعامی فیصلہ تین اہل علم کا ایسی صورت میں مینے تجویز تسلیم کیا تھا کہ مرزا صاحب اور اِن کے فیصلہ کو (جبکہ انہوں نے استعفا دیدیا

تھا) کان لم یکن خیال کر لیا اور یہ چاہا تھا کہ مرزا صاحب منصفی سے مستعفی ہو گئے۔ تو کوئی دوسرا منصف اُنکی جگہہ کھڑا ہو جائے اور امور متنازع فیہا فیصلہ سے خالی نہ رہیں ایک منصف کے ہوتے دوسرا منصف کوئی تجویز نہیں کرتا اس سے صاف ثابت ہے کہ دوسرا فیصلہ پہلے فیصلہ کے کان لم یکن ہونے پر موقوف رکھا گیا تھا گو اس کا صریح ذکر رسالہ میں نہیں ہوا یہ تمہارے اُس اعتراض کا جواب ہے جو تم نے ہمارے نوٹس کے جواب میں قلمی لکھکر ۴۔ اکتوبر کو بھیجا ہے کہ فیصلہ وزیر آباد کو دوسرے فیصلہ انعامی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس جواب کو اگر تم نے کافی نہ سمجھا تو آئندہ "وہ بھاگا" نمبر سوم کے ساتھہ اسکی بھی مزید تفصیل عمل میں آویگی۔

ایک اعتراض اس قلمی جواب نوٹس میں یہ کیا گیا ہے کہ رسالہ میں انعامی مضمون کے ساتھہ یہ شرط کہاں ہے جو اب پیش کی جاتی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ شرط ہمیشہ ہر ایک مناظرے وغیرہ معاملہ میں مشروط ہوتی ہے جو انڈرسٹڈ کہلاتی ہے کہ جو کچھہ کوئی فریق کہے اُسکو تحریر میں لاوے تاکہ پیچھے کرائس سے انحراف نہ کر جائے:۔

راقم ابو سعید محمد حسین از بٹالہ

"اس کے جواب میں ثناء اللہ نے یہ مضمون سراج الاخبار ۱۸۔ اکتوبر میں شایع کرایا:۔

کون بھاگا

مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی نے جناب مرزا ظفر اللہ خانصاحب پنشنر جج کی فیصلہ کے متعلق حاجی منشی شمس الدین صاحب لاہوری کو منصف مانا مگر اب سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں فرماتے ہیں جلسہ عام ہوگا جس میں انگریزی خوان اور ملازمان ڈاک وغیرہ بھی شریک ہونگے۔ حاضرین کی رائے بھی لی جائیگی اور منصف کا فیصلہ حاضرین کی رائے کا محتاج ہوگا تو وہ منصف کیا ہوا؟ اوس میں اور دیگر حاضرین میں کیا فرق ہوگا۔ اچھا مجھے اس دردسری سے کیا مطلب جو کچھہ ۱۱۔ اکتوبر کے سراج الاخبار میں آپنے لکھا ہے مجھے سب منظور۔ تنقیح صرف یہ ہوگی کہ مرزا ظفر اللہ خاں صاحب

منصف نے جو فیصلہ دیا ہے اُسکے دینے کا اُن کو حق تھا۔ ثبوت بذمہ مدعی۔ پس آئیے جلسہ عام کیجیے یا خاص آپ کی جملہ شرائط منظور۔ اس فیصلہ کے بعد دوسرا فیصلہ متعلق تعریف اہلحدیث علمائے دیوبند سے جنہیں آپ نے مولانا اشرف علی صاحب کو داخل کیا ہے کرایا جاویگا وہ بھی منظور۔ بس اس منظوری کے بعد ناظرین سمجھ لیں گے۔ کون بھاگا۔ راقم ابوالوفاء ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر

"اس جواب میں بھی ثناء اللہ نے وہی گریز اختیار کیا جو مضمون مندرجہ سراج الاخبار ۲۷۔ ستمبر میں اختیار کیا تھا۔ جس کا اظہار ہمارے مضمون مندرجہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں ہو چکا ہے لہذا اسکے جواب میں یہ مضمون شائع کرایا گیا۔ جو سراج الاخبار یکم نومبر میں مشتہر ہوا ہے"۔

وہ بھاگا جو اپنی تحریری اقرار و تجویز سے بھاگا

بہر رنگ کہ می آئی شناسم

بہر رنگ کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم

ہمارے روحانی فرزند مولوی ثناء اللہ امرتسری نے سراج الاخبار ۱۲ ستمبر میں مرزا ظفر اللہ خاں صاحب کے خط ۲۹ جولائی کے صحیح تاریخ کو (جو سراج الاخبار ۳۰ اگست کے صفحہ ۵ کالم ۲ سطر ۱ میں مشتہر ہو چکی ہے) اُنیس ۱۹ (حرفوں میں) بنایا اور بنائً علیہ میعاد داخلہ جواب منجانب خاکسار کو ۲۹ جولائی قرار دیا اور اس دلیل سے فیصلہ مرزا صاحب کو بعد گزر جانے میعاد جواب کے ثابت کر کے اس فیصلہ کو صحیح ٹھیرا کر اس امر کے تصفیہ کے لئے منشی شمس الدین صاحب کو منصف تجویز کیا۔ خاکسار نے اس کے جواب میں سراج الاخبار ۲۰۔ ستمبر میں اُنیس ۱۹ تاریخ کا غلط ہونا بیان کر کے اس کے ثبوت میں مرزا صاحب کے اصل کارڈ ۲۹ جولائی کو جو خاکسار کے پاس ہے اور اُن کے اُس کارڈ ۲۶ جولائی کو جو ثناء اللہ کے پاس ہے اور اس کا حوالہ اُس نے سراج الاخبار ۱۲ ستمبر میں دیا ہے۔ دلیل ٹھیرایا اور

یہ کہا کہ اگر ایک مجلس عام اہل اسلام میں اِن کارڈوں کی تاریخوں کو دیکھکر منشی شمس الدین صاحب وغیرہ حاضرین مجلس اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کردیں گے کہ مرزا صاحب کا فیصلہ بعد گزر جانے میعاد جواب دس روز کے ہوا ہے تو میں مان لونگا اور پھر شکائت نہ کرونگا۔ اگر کروں تو سو روپیہ تاوان دونگا۔ مولوی ثناء اللہ نے پہلے محل بحث کو کہ فیصلہ مرزا صاحب کا میعاد جواب گزر جانے کے بعد ہوا ہے۔ اور اس کی پہلی دلیل (اصل رقعات مرزا صاحب کی تاریخات کو دیکھکر محل بحث صرف اس امر کو قرار دیا کہ مرزا صاحب کو فیصلہ دینے کا حق تھا (جو پہلا دعوی کا ایک جزو ہے) اور دلیل کو بھی عام قرار دیا کہ جو دلیل وہ چاہے پیش کردے اور علاوہ بران تین قیدیں قرار داد سابق کی برخلاف یہ بڑھادیں (۱) فیصلہ حاضرین کی تصدیق کا محتاج نہ ہوگا۔ (۲) حاضرین کی رائے نہ لی جاویگی۔ (۳) بلکہ فریقین کے سوا کوئی حاضر مجلس بھی نہ ہوگا۔ خاکسار نے سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں اس جواب ثناء اللہ کو سابق قرار داد سے گریز قرار دیکر مضمون "وہ بھاگا" نمبر دوم مشتہر کیا۔ اور اس کے ساتھ مولوی ثناء اللہ کے نام نوٹس مورخہ ۲۷۔ ستمبر بجواب اُسکے مضمون اخبار ۲۲۔ ستمبر کے بھی منتہر کرادیا جسمیں یہ درج تھا کہ پہلے وہ اپنے اعتراضات اور ہمارے مضامین ثلاثہ کو اپنے اخبار میں درج کرکے محل نزاع وہی پہلی بات کہ فیصلہ مرزا صاحب کا میعاد دس روز گذر جانے کے بعد ہوا ہے اور اسکی دلیل بھی وہی پہلی (رقعات مرزا صاحب کی تاریخات) مندرجہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر کو تسلیم کرلے تو پھر در صورت ثابت ہوجانے اُسکے دعوی کے میں اسکا لوہا مان لونگا اور اگر منشی شمس الدین وغیرہ کے اتفاق سے جنمیں ڈاکخانہ کی مُہریں پڑھنے والے انگریزی خواں بھی ہونگے۔ مرزا صاحب کا وہ فیصلہ لغو و مشتے بعد از جنگ کا مصداق ٹھیر گیا اور مولوی ثناء اللہ نے بھی اس فیصلہ کا لغو و مُشتے بعد از جنگ ہونا تسلیم کرلیا۔ اور پھر اصل محل بحث (کہ جو تعریف اہلحدیث خاکسار نے پیش کی ہے وہ دوری ہے یا نہیں اور خاکسار کی

جن عبارات سے ثناء اللہ نے اپنا اہلحدیث ہونا ثابت کیا ہے۔ ان سے اُس کا اہلحدیث ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں) کا فیصلہ علمائے دیوبند وغیرہ سے کرایا جاویگا۔

مولوی ثناء اللہ نے اس کے جواب میں سراج الاخبار ۱۰۔ اکتوبر میں مضمون "کون بھاگا" مشتہر کرایا ہے جس میں پہلے تو یہہ لکھا ہے کہ جو کچھہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں آپ نے لکھا ہے مجھے سب منظور ہے۔ پھر چالاکی اور دہوکا دہی سے ایک ٹٹی کی آڑ میں اس پر پانی پھیر دیا اور اس کو منسوخ کرکے وہی نیا دعویٰ اور اس کی نئی دلیل کو پیش نظر رکھکر کہا ہے کہ تنقیح صرف یہ ہوگی کہ مرزا ظفر اللہ صاحب نے جو فیصلہ دیا ہے اس کے دینے کا ان کو حق تھا۔ ثبوت بذمہ مدعی جس کا جواب ہمارے اس مضمون کا عنوان اور اس کا ماٹو ہے کہ یہ پرانی دلیل سے گریز اختیار کرکے دوسرا دعویٰ اور دوسری دلیل کی تجویز ہے۔ اور اگر آپ کو میرا کل نوشتہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر منظور ہے تو نئی تنقیح کو ندامت کے ساتھ واپس لے کر وہی پرانی دعویٰ اور اس کی وہی پرانی دلیل کا محل نزاع ہونا تسلیم کرکے سب پیچ پیچ چھوڑ کر جو کچھہ مینے سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں لکھا ہے اُس پر عمل کریں اور اپنے اخبار میں اس مضمون اور سابق مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر کو درج کرکے اس وعدہ منظوری کو پورا کریں۔ تب خاکسار کو لاہور میں موجود پائیں گے اور انعام کا ایک سو روپیہ یا بصورت دیوبند پہنچنے کے تین سو روپیہ میرے پاس موجود دیکھ لیں گے۔ ہمارے اس مضمون کو پڑھکر ناظرین خود سمجھہ لیں گے کہ کون بھاگا۔ اور اگر مولوی ثناء اللہ نے اس مضمون اور مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر کو درج اخبار کرنے اور اپنے پہلے دعویٰ اور اس کی پہلی دلیل کی طرف رُخ نہ کیا تو اس سے اُن کو اور بھی یقین ہوجاوے گا کہ وہی بھاگا جو اپنی تحریری اقرار و تجویز سے بھاگا۔

(پیشینگوئی) مولوی ثناء اللہ اس مضمون اور پہلے مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر کو اپنے اخبار میں ہرگز درج نہ کرے گا اور نہ اپنے پرانے دعویٰ اور اس کی پہلی دلیل کی طرف رُخ کرے گا۔ اُس کو یقین ہے کہ میری

اخبار میں یہ مضامین درج ہوئے تو ناظرین اخبار جو اہل علم کہلاتے ہیں مجھے اس دعویٰ اور اسکی نئی دلیل کے پیش کرنے پر شرمندہ کرینگے اور جھوٹا قرار دیں گے اور شکست یافتہ سمجھیں گے اسیواسطے وہ میری تحریرات اور ان کے جوابات کو اپنے اخبار میں نہیں چھاپتا۔ باوجودیکہ ہفتہ وار اخبار اس کے ہاتھ میں ہے:۔

راقم ابوسعید محمد حسین از بٹالہ۔ ۲۲۔ اکتوبر ۱۵ء

یہ جواب خاکسار کی طرف سے سراج الاخبار یکم نومبر میں شائع ہوا تو اُسنے مولوی ثناء اللہ کے بہوت و مخبوط الحواس کر دیا اور بارہ تیرہ روز تک اُسکا کوئی جواب اس سے بن نہ پڑا۔ باوجودیکہ اس عرصہ میں سراج الاخبار ۸۔ نومبر شائع ہوگیا اُس میں اُسنے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اس کا اخبار تا اہلحدیث ۵۔ نومبر و ۸۔ نومبر بھی نکلے اُن میں اس جواب کا جواب اُس نے نہ دیا۔ ۵۔ نومبر کے اخبار میں یہ جھوٹا عذر و بہانہ کیا کہ آج یکم نومبر تک جواب نہیں آیا۔ اور مبہوتی و بدحواسی کی وجہ سے وہ یہ سمجھ نہ سکا کہ یکم نومبر تو سراج الاخبار کے جہلم میں پہنچنے کا دن ہے وہ اُس دن امرتسر میں اس کے پاس کیونکر پہونچ جاتا؟۔ نومبر کو وہ اخبار اس کے پاس پہونچا۔ تو بجائے اس کے کہ اپنی ۵ نومبر کے اخبار میں وہ اسکا جواب دیتا اس جواب کا غصہ و غیظ اُس نے اپنے استاذ بھائی مولوی فقیر اللہ شیر پنجاب و مدراس پر نکالا اور اُن کے رسالہ ظفر اُبی سعید علی الملحد البلید الملقب بالفتح للمحسین علی المحرف للوحیین" کے (جس میں شیر پنجاب و مدراس نے ثناء اللہ اور خاکسار کی پہلی دو تحریروں کے متعلق تعریف اہلحدیث پر ریویو (اظہار رائے اور عالمانہ محاکمانہ کیا تھا اور اس میں بہ نقل عبارت رسالہ قال اقول (جو منطق کی پہلی کتاب ایساغوجی کی شرح ہے یہ ثابت کر دیا تھا۔ کہ ثناء اللہ نے جو تعریف اہلحدیث میں مرکب اضافی اصول اہلحدیث سے مضاف الیہ "اہلحدیث" کی تقیید کے لحاظ میں داخل اور قید کے ملحوظ سے خارج ہونے کو نہ سمجھ کر اصول کو عام و مطلق قرار دیا۔ تو اُس میں اپنا علم منطق (اور قال اقول جیسی ادنیٰ کتاب

منطق سے اپنا جاہل ہونا ظاہر کر دیا ہے) جواب میں وہ علمی بات تو کہہ نہ سکا اور منطقی جواب اُس سے بن نہ پڑا اور نہ آگے کو اس سے اور اس کی تمام ثنائی پارٹی سے (جن میں حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری منطقی بھی داخل ہیں) بن نہ پڑیگا تو بحکم شعر ایک مسلم استاذ کے ؎ چو حجت نماند جفا جوئی رائے ✣ بہ پرخاش برہم نہد روئی رائے ✣ و مثل مسلم اہل علم۔ تنگ آمد بجنگ آمد۔ گالی گلوچ سے اُس شیر پنجاب و مدراس کا مقابلہ کیا۔ اُس کے اِس محاکمہ اور ریویو کو دخل در کلام غیر اشخاص قرار دیکر اِس کو حماقت ٹہیرایا اور اُس شیر میدان منطق کو احمق کہہ دیا اور اِس کے ساتہہ تمام جہان کے اہل الرائے کو جو سلف سے خلف تک ریویو و محاکمہ بر کلام غیر کرتے چلے آئے ہیں۔ احمق قرار دیا۔ اِس وقت کتاب جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین علامہ سید خیر الدین الوسی بغدادی ہمارے سامنے ہے جسمیں علامہ مذکور نے شیخ احمد ابن حجر ہیثمی اور شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ حرانی کی تصانیف پر محاکمہ کیا ہے۔ اور اِس کے نظائر سلف و خلف کے کلام میں ایک نہیں دو نہیں صدہا ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ ریویو متعلق کلام غیر ثناء اللہ کے اخبار اور اِس کے اپنے کلام میں بھی بکثرت پایا جاتا ہے* ۔ لہذا اِس ریویو و محاکمامہ کو حماقت سمجہنا اپنے آپ کو احمق بنانا ہے۔ دور نہ جاؤ اِس کے اخبار ۱۲۔ نومبر ھی کو دیکہہ لو اُس میں اُس نے اپنے دست گرفتہ اور تربیت یافتہ حضر و سفر میں اِس کے ہمراہی و وکیل ہمارے دوسرے روحانی فرزند ابراہیم سیالکوٹی نے ہم دونوں کی بحث و کلام میں دخل دیا ہے۔ اور تعریف اہلحدیث کے متعلق سات سوال مجہہ سے کئے ہیں۔ جنکو ثناء اللہ نے نقل کر کے اِن کے جوابات اخبار میں شائع کرنے کا وعدہ دیا ہے۔ مگر اِس شرط کی آڑ رکہہ کر کہ وہ جوابات گالی گلوچ سے خالی اور قانون کی حدود کے اندر ہوں۔ پہر کیا یہہ اِس کی دخل دہی حماقت نہیں ہے۔ اور اُس دخل دہی کے سبب ابراہیم سیالکوٹی اِس معزز خطاب (احمق) کا مستحق نہیں ہے۔ اِن سوالات کو جسوقت مینے پڑھا

* ملاحظہ ہو اخبار نا اہلحدیث ۲۹ جنوری و ۲۲ فروری و ۱۲ نومبر میں تقریظات و ریویو۔

اُسوقت سے بجز کھانا کھانے کے اور کوئی کام نہ کیا جب تک کہ اِن سوالات کا جواب قلم بند نہ کرلیا اور ثناء اللہ کے نام اِس مضمون کا خط* بذریعہ رجسٹری

* اصل خط کی پوری نقل یہ ہے

کھُلی چٹھی

میرے دوسرے روحانی فرزند مولوی ابراہیم سیالکوٹی

سلام علی من اتبع الہدیٰ

تمہارے سوالات ہفتگانہ مولوی ثناء اللہ کی اخبار ۱۲ نومبر ۱۵ء میں مینے کمال مسرت سے پڑھی اُن کو پڑھکر مینے کوئی کام (بجز کہانا کھانیکے) نہ کیا جب تک اُن کے جوابات کو قلم بند نہ کرلیا اب اُن کے ارسال مطبع کرنے میں صرف اِس قدر توقف ہے کہ مولوی ثناء اللہ اِس کہلی چٹھی کو اپنے اخبار میں چہاپکر اُس کے ساتہہ یہہ وعدہ بھی اخبار میں مشتہر کردے کہ وہ اِن جوابات کو اپنے اخبار میں چہاپدیگا۔ بغیر اُس شرط کے جسکو اُس نے اُس اخبار میں درج کیا ہے کہ وہ جوابات گالی گلوج سے خالی اور قانونی حدود کے اندر داخل ہوں اُسکی یہہ شرط فضول ہے جو شخص اپنے تحریر میں کسیکو گالی دیگا اُسکو پبلک کی طرف سے یہ خطاب ہوگا ؎

چو حجت نماند جفا جوی راے بپرخاش برہم نہد روی راے

وتنگ آمد بجنگ آمد۔ اور جو شخص خلاف قانون کریگا قانون خود اُس کی خبر لے گا پھر اس شرط سے بجز اِس کے کہ گریز کا ایک بہانہ ہاتہہ آجاوے کیا فائدہ ہے جیسا کہ مولوی ثناء اللہ سے پہلے بھی عمل میں آچکا ہے کہ میرے جواب الجواب کو اُس نے ایسی شرط سے مشرط کیا تھا (چنانچہ مرزا ظفر اللہ صاحب کے خط ۷ راگست میں اسکا یہ وعدہ شرطی منقول ہے) پھر جب وہ جواب الجواب چہپکر میاں محمد حسین گلٹ ساز لاہور یا حافظ محمد حسن کلرک ریلوے لاہور کے ذریعہ اسکو پہنچا تو اُس کو اُسنے درج اخبار نہ کیا للہ آپ ہی انصاف کریں کہ وہ وعدہ

روانہ کیا۔ کہ اس شرط کی آڑ اُڑا کر قطعی وعدہ اخبار میں درج کر کے جوابات کا مطالبہ کرو تو وہ جوابات ارسال ہوں۔ یہ شرط فضول ہے قانون کریگا۔ قانون خود اس کی خبر لیگا اس شرط کو تم نہ اٹھاؤ گے۔ تو جیسے اس شرط کی آڑ رکھ کر میرے جواب الجواب نمبر ۲ کو اخبار میں درج کرنے سے گریز کر گئے تھے۔ باوجودیکہ اس جواب الجواب میں نہ کسی کو گالی دی گئی تھی نہ خلاف قانون ہوا تھا۔ ویسے ہی ان جوابات کو بھی درج اخبار کرنے سے گریز کر جاؤ گے۔ اس خط کا جواب ثناء اللہ نے ایک گالیوں سے بھرے ہوئے کارڈ میں ایسا دیا۔ جس میں اس شرط کی آڑ کو اُٹھانے سے صاف انکار کر دیا۔ خاکسار ان سوالات کا جواب اب بھی بھیجنے کو تیار ہے اگر ثناء اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴) اُس نے کیوں پورا نہ کیا اُس جواب الجواب میں کس شخص کو کونسی گالی دی گئی ہے اور کس قانون کا خلاف ہوا ہے ایسا ہی وہ ان جوابات کو نہ چھاپے گا اور یہی بہانہ پیش کریگا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ سلسلہ سوال جواب کو اپنے اخبار میں جاری رکھیگا تو تھوڑے عرصہ میں روز روشن کی طرح ناظرین اہل علم پر ظاہر ہو جاویگا کہ حق کس کی جانب ہے آپ اس شرط کو اُڑا دا کر اُس سے قطعی وعدہ اشاعت لیں تو میں وہ جوابات ارسال کروں اور اگر پچھلے فیصلے ناجائز مرزا صاحب کا ناجائز ہونا تسلیم کر کے وہ اصل بحث مقصود (دوری ہونے یا نہ ہونے تعریف اہل حدیث اور میری عبارات ثلاثہ سے ثناء اللہ کے اہلحدیث ہونے کا ثبوت یا عدم ثبوت) میں اخبار میں بحث جاری رکھے تو امید ہے کہ اہل علم ناظرین اخبار خصوصاً مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری فیصلہ کر دیں گے کہ حق کسکی جانب ہے مگر افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ ان جوابات کو اور اُس بحث کو ہرگز اپنے اخبار میں نہ چھاپے گا کیوں؟ اسلئے ؎

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار اُن سے

وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ابوسعید محمد حسین ۱۲ نومبر ۱۵ء

جو شخص گالی لکھ کر بھیجے گا وہ مجرم ہوگا اور جو خلاف قانون ہوگا اور جو شخص مذکورہ شکست یافتہ سمجھا جاویگا

یہ اعتراف کرے کہ دخل در کلام غیر بطور ریویو و محاکمہ حماقت نہیں لیاقت ہے اگر وہ یہ اعتراف نہ کرے تو پہلے اپنا اور ابراہیم سیالکوٹی کا احمق ہونا اخبار میں تسلیم کرے۔ پہر بلا شرط اپنے اخبار میں اِن جوابات کو درج کرنے کا وعدہ کرے تو جوابات ارسال ہوں گے۔ اِس اخبار ۵۔ نومبر میں اُس نے مولوی فقیر اللہ کے خطاب میں مجھے بھی مخاطب کیا۔ مگر نہ اِس مضمون یکم نومبر کے جواب سے بلکہ باسی کڑہی کو اُبال دیکر اپنے پرانے مضمون سراج الاخبار ۱۳ ستمبر اور اسکے جواب میں ہمارے مضمون ۲۰ ستمبر کی بعض باتیں اِنمیں پانچ چار جہوٹ مِلا کر اعادہ کر دیا اوّل کذب مرزا صاحب نے دونوں کی گفتگو سُنکر میرے حق میں فیصلہ کیا (جو محض کذب ہے وہ فیصلہ میرا جواب الجواب نمبر ۲ سننے کے بغیر کیا) (۲) منشی شمس الدین کو مولوی صاحب نے منصف مقرر کیا اور مینے منظور کیا (محض کذب ہے اِنکی منصفی کی تجویز اسکی تھی اور میری طرف سے منظوری۔ سو بھی اِس شرط سے کہ حاضرین مجلس کی عام رائے اس کی مصدق ہو (۳) میں نے جملہ شرائط کو منظور کیا (محض کذب حاضرین کی رائے لینے بلکہ اِن کے شامل ہونے سے صاف اُنکا کر دیا و علیٰ ہذا القیاس کذب چہارم* پنجم) اس باسی کڑی کے اُبال کے ساتہہ اصل محل بحث و نزاع کہ "فیصلہ مرزا صاحب کا بعد استعفا دیدینے اور قبل گذر جانے میعاد دس روز کے ہوا تھا" اوسکا نام نہ لیا اور محل تنقیح صرف اُسی جدید امر کو ٹھیرایا جسکا دعویٰ جدید ہونا سراج الاخبار یکم نومبر میں ثابت کیا گیا تھا اور اس خطاب سے اُسنے یہ جتایا کہ وہ جواب ۵۔ نومبر تک اِس کی نظر سے نہیں گذرا۔ اخبار ۱۲۔ نومبر میں بھی اِس جواب یکم نومبر کا جواب اِس نے نہ دیا اور میرے مباحثہ سے اپنی جان چہوڑانے کو اپنی جگہہ ابراہیم کو میرے مباحثہ کے لئے کہڑا کر دیا (جس کے سوالات اور ان کے جوابات کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) اِس مبہوتی و مخبوط الحواسی میں اخر اسکو اس بحث سے گریز اور ہمارے مضمون مندرجہ سراج الاخبار یکم نومبر کی منظوری یا جواب سے صاف انکار کرنا پڑا چنانچہ سراج الاخبار ۱۵۔ نومبر میں اِس نے یہ مضمون مشتہر کرایا۔

* چہارم اسکا میری نسبت یہ افترا کہ وہ شرائط گو اسمیں مذکور نہیں مگر دلمیں تہیں۔ مینے ہرگز یہ لفظ نہیں کہا اور نہ لفظ انگریزی اندر سٹڈ کے یہ معنی ہیں

ذرہ دیکھئے کون بھاگا؟

مولوی محمد حسین بٹالوی نے یکم نومبر کے سراج الاخبار میں پھر ایک مضمون شائع کیا ہے۔ سراج الاخبار مورخہ ۱۸ اکتوبر میں مینے صاف طور پر انکی بات مان لی تھی۔ مجھے خیال تھا کہ اب مولوی صاحب کو کوئی عذر نہ ہوگا۔ مگر مولوی صاحب کی ذکی طبیعت نے پھر بھی ایک نئی تخ لگادی جسکا جواب مختصر لفظوں میں میری طرف سے صرف یہ ہے کہ نہ آپ تنقیح قائم کریں نہ میں بلکہ تنقیح کا قائم کرنا صرف منصف کے سپرد کریں آپکو اختیار ہے کہ مدعی بنکر اپنا بیان پہلے دیں کہ جناب مرزا ظفر اللہ خاں صاحب کا فیصلہ اس وجہ سے ناجائز ہوا ہے میں اسکا جواب دونگا یا مجھے مدعی بناویں تو سب وجوہات بتاؤنگا۔ مقررہ منصف دونوں کا بیان سُنکر فیصلہ کرے گا۔ پس اب تو کوئی عذر نہیں ناظرین اب دیکھیں گے کون بھاگا؟

ہاں آپ اخبار اہلحدیث کے ذریعہ سے اس سلسلہ کے مضامین کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں تو بطور ضمیمہ ممکن ہے جیسے عبدالعزیز رحیم آبادی کا مضمون بطور ضمیمہ شائع ہوا تھا جسکی لاگت مبلغ ۱۰ آپ کے ذمہ ہوگی:۔

راقم ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری

اس جواب سے ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ آئندہ مولوی ثناء اللہ کو اپنی دعوی سابق کہ فیصلہ مرزا صاحب بعد گزر جانے میعاد دس روز کے اور قبل داخل کرنے استعفا کے اور اسکی سابق دلیل تواریخ رقعات مرزا صاحب پر بحث کرنا اور اس میں منشی شمس الدین وغیرہ سے منصفی کرانا منظور نہیں ہے لہذا ہم نے بھی اسکا پیچھا چھوڑا اور اس کے جواب میں یہ مضمون سراج الاخبار ۲۲ نومبر میں شائع کرایا۔

وہ بھاگا

جو اپنی تحریری تجویز و اقرار سے بھاگا

سراج الاخبار یکم نومبر ۱۵ء میں خاکسار ثابت کر چکا ہے کہ مجھ میں اور مولوی

ثناء اللہ میں فیصلہ مرزا ظفر اللہ کے متعلق امر متنازعہ فیہ ولائق تنقیح یہی امر مقرر ہو چکا ہے کہ وہ فیصلہ میعاد داخلہ جواب خاکسار دس روز گذرنے کے پہلے اور اُس جواب کو اُنکے دیکھنے اور سُننے کے بغیر اور مرزا ظفر اللہ کے استعفا دیدینے کے بعد ہوا ہے لہذا وہ فیصلہ ناجائز ہے یا اُسکا خلاف صحیح ہے۔ اِس پر دلیل بھی مرزا صاحب کے دستخطی کارڈ متعین ہو چکے ہیں اور اسی امر کے متعلق منشی شمس الدین وغیرہ حاضرین مجلس عام کو نہ صرف منشی شمس الدین کو منصف مانا گیا تھا۔ چنانچہ سراج الاخبار ۱۳ ستمبر میں مولوی ثناء اللہ کا نوشتہ مضمون اور سراج الاخبار ۲۰ ستمبر میں خاکسار کا مضمون دونوں گواہ عدل ہیں مگر مولوی ثناء اللہ نے سراج الاخبار ۲۷ ستمبر و ۱۰ اکتوبر میں اِس امر متنازعہ فیہ کے محل تنقیح ہونے سے در پردہ فرار اختیار کرکے اب سراج الاخبار ۱۵ نومبر ۱۵ء میں صاف انکار کر دیا اور کہا ہے کہ امر تنقیح نہ آپ قائم کریں اور نہ میں بلکہ تنقیح کا قائم کرنا منصف کے سپرد کریں۔ یہ پہلی مقرر کردہ تنقیح فریقین سے صاف انکار اور کھلم کھلا فرار ہے۔ اس سے ناظرین یقین کر سکتے ہیں کہ وہی بھاگا جو اپنی تجویزی تحریر و اقرار سے بھاگا۔ لہذا اس امر متنازعہ کی بحث منصفی کے متعلق آیندہ میں قلم نہ اُٹھاؤنگا۔ میری طرف سے اِس تنازع کے متعلق یہ آخری تحریر ہے فقط۔ ہاں "مرے پر سو دُرّہ" کے حکم پر عمل کرکے اُسکا فرار ظاہر کرتا رہونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مولوی ثناء اللہ نے اِسی اخبار ۱۵ نومبر میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ اخبار اہلحدیث کے ذریعہ سے اِس سلسلہ کے مضامین کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں جو بطور ضمیمہ ممکن ہے جس کی لاگت مبلغ ۱۰۰ روپیہ آپ کے ذمہ ہوگی۔ اِس کے جواب میں خاکسار مرحبا و لبیک کہتا ہے اور دس سے زائد روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کرنے کو حاضر ہے اگر مولوی ثناء اللہ اپنے اخبار میں یہ وعدہ شائع کر دیں کہ تمہاری مضامین متعلقہ تعریف اہلحدیث و فیصلہ مرزا صاحب کو بلا کمی ایک حرف کے اپنی اخبار میں شائع کر دونگا۔ اسقدر روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کرو مگر ساتھ ہی اِس کے

میں یہ بھی پیشگوئی کرتا ہوں جیسا کہ سراج الاخبار یکم نومبر میں پیشگوئی کر چکا تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ موت قبول کرینگے اگر میرے اُن مضامین کو دس کی جگہہ بیس روپیہ لیکر بھی درج اخبار نہ کرینگے اور کبھی نہ کرینگے اور ہرگز نہ کرینگے:۔

راقم ابو سعید محمد حسین از بٹالہ ۱۷۔ نومبر ۱۵ء

اِس جواب میں امر تنقیح کو منصف کے نہ سپرد کرنیکی وجہ یہ ہے۔ کہ امر تنقیح کو منصف کے سپرد کرنا اِس صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ فریقین متنازعین میں محل نزاع مقرر و متعین ہو۔ اور اس کے تعیین میں اشتباہ و نزاع ہو اور جبکہ فریقین میں محل نزاع متعین ہو تو پھر کسی دوسرے سے امر تنقیح مقرر کرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ علاوہ بران منشی شمس الدین بھی مرزا صاحب کی مانند علوم عربی دینی و عقلی سے محض عاری ہیں۔ وہ میرے دوست اور میرے شاگرد ہیں مگر دینی و علمی معلومات ان کی اس سے زیادہ نہیں جو ہمارے حلقہ درس قرآن اور دیگر علما کی مجالس وعظ میں انکے گوش گذاری ہوئی ہیں۔ اُن کا یہ منصب نہیں کہ فریقین کی علمی باتوں کو سُنکر سمجھہ سکیں اور اِن کے متعلق فیصلہ دیں کہ اِن باتوں میں حق پر کون فریق ہے اور نہ مرزا صاحب کے فیصلہ کی نسبت اِن کو اِس فیصلہ دینے کا حق ہے کہ جو فیصلہ انہوں نے دیا ہے۔ علمی باتوں کی نظر سے کچھہ وقعت رکھتا ہے ان کو بھی مرزا صاحب کی مانند اردو کے رقعات اور ان کی انگریزی و اُردو تواریخ پڑھکر صرف اس امر میں منصف بنایا گیا تھا کہ فیصلہ میعاد دس روز گذر جانے کے قبل اور انکے استعفا داخل کرنے کے بعد ہوا ہے۔ یا امر بالعکس ہے۔ اِس سے زیادہ انکا کوئی منصب نہیں ہے اور نہ اِن کو اختیار دیا گیا ہے۔

منشی شمس الدین سے کوئی پوچھیگا تو وہ بلا اختلاف سر مو ہمارے اِس بیان سے اتفاق ظاہر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اس آخری جواب کا جو انشاء اللہ سراج الاخبار ۲۹ نومبر میں ایسا دیا ہے جس سے اُسکا فرار ثابت ہوتا ہے اِس کی تفصیل ناظرین صفحہ ۱۹۰ میں ملاحظہ کریں۔ الحمد للہ میری وہ پیشگوئی جو اسی صفحہ میں اور صفحہ ۲۳۱ میں کر چکا ہوں بہت جلد

ثناء اللہ نے پنجاب میں اپنا قائم مقام ابراہیم سیالکوٹی کو بنایا تھا۔
اس مباحثہ سے اپنے آپ کو چھڑا کر ابراہیم کو ہمارا مباحث تجویز کر کے اُسکے سات سوال بغرض مطالبہ جواب اپنے اخبار نما اہلحدیث ۱۲۔ نومبر ۱۹۱۵ء میں شایع کیے تھے جنکا ذکر (صفحہ ۲۴۳ و ۲۴۴ میں ہو چکا ہے اور مدراس میں دو اور بدتر زبانوں کو خاکسار اور مولوی فقیر اللہ شیر پنجاب و مدراس کے پیچھے لگا دیا۔ اس سے بھی ثناء اللہ کا مقصود یہی ہے کہ اسکا پیچھا مباحثہ سے چھوٹ جائے اور مباحثہ کا رُخ دوسری طرف ہو جائے۔ انمیں ایک کوئی شخص عبد الرب نامی ہے جس نے اخبار نما اہلحدیث ۵۔ نومبر ۱۵ء میں مولوی فقیر اللہ صاحب کو بہت سی گالیاں دی ہیں اور یہ بہتان بھی قایم کیا ہے کہ منکوحہ بیوی کو لاوارثی میں چھوڑ رکھا ہے (معلوم نہیں اس بہتان میں کس کی طرف اشارہ ہے) دوسرا کوئی خود ثنا ثنا خواہی اور خود ستائی میں ثناء اللہ کا بڑا بھائی اپنے آپ کو والا جاہ کے خطاب سے مخاطب کر کے مولوی فقیر اللہ صاحب کے رسائل کو جو ثناء اللہ اور واعظ رحیم آبادی اور حافظ غازی پوری کے رد میں نکلے ہیں اور اُنکا جواب رحیم آبادی و غازی پوری و دیگر ممبران ثنائی پارٹی کی طرف سے کچھ بن نہیں پڑا دشنام دہی قرار دیکر ثناء اللہ کی تحریروں کو آبتہ ادفع بالتی ہی احسن کا مصداق ٹھیرایا اور اس خاکسار کی نسبت اسی اخبار ۵۔ نومبر میں یہ کہا ہے۔ "مولنا بٹالوی تا دم زیست کبھی شیر پنجاب کے مقابلہ میں نہ آئینگے"۔ میں اپنے عزیز مولوی فقیر اللہ صاحب کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اُنکی جواب دہی طرف متوجہ نہ ہوں اُن ہی اپنے قدیمی مخاطبوں ثناء اللہ و رحیم آبادی غازی پوری کے رد و جواب میں لگے رہیں اوروں کی جواب دہی سے اُن تینوں کی دلی مراد کہ اُنکی جان مباحثہ سے چھوٹ جائے پوری نہ ہونے دیں۔ اور والا جاہ کے جواب میں

صرف اسقدر کہتا ہوں کہ ثناء اللہ کا اخبار نا اہل حدیث ۱۷۔ جولائی ۱۴ء اور ۲۹۔ جنوری و ۵۔ نومبر ۱۵ء کو پڑھکر خدا کے لئے اُس کو حاضر و ناظر جانکر ایمان سے کہیں کہ کیا اپنے روحانی باپ کو ایک محض افترا سے گدھا کہنا اور ایک مسلمان بہائی کو جون پور کا قاضی کہکر گدھا بنانا اور ایک اور مسلمان استاذ بھائی کو ایک ایسے فعل (ریویو و محاکمہ) کے سبب جس کا ثناء اللہ خود بہی مرتکب ہوا حمق کہنا یہ دشنام دہی نہیں تو اور کیا ہے اور کیا آیت مذکورہ بالا کی یہی تعمیل ہے۔ اور اُس مباحثہ سے جو تعریف اہلحدیث اور اُسکے متعلق فیصلہ مرزا ظفر اللہ کی بابتہ اُسنے شروع کیا تھا وہ اب خود لاجواب ہوکر کیوں اوروں کو ہمارا مخاطب اور مباحث بنانا چاہتا ہے اِس سے تا زیست اُسکا فرار ثابت ہوتا ہے یا اُس کے روحانی باپ یا اُسکے استاذ بہائیونکا بینوا توجروا اس پردے کی آڑ میں اسکے فرار کی ایک تازہ مثال اور سنو۔ دہلی کے مطبع فاروقی کے مالک میر عبد السلام کی بھی ثناء اللہ نے آڑ اور پناہ لینی چاہی ہے جسکا ایک مضمون روزانہ پیسہ اخبار ۱۱ نومبر ۱۵ء میں شایع کروایا جو ذیل میں منقول ہے!

مولانا بٹالوی اور مولانا امرتسری

روزانہ پیسہ اخبار نے اپنی ۱۶۔ اکتوبر کی اشاعت میں ان دونوں بزرگوں میں مصالحت کرانے کے لئے جماعت اہل حدیث کو توجہ دلائی ہے واقعی ان دو بزرگوں میں اتنے عرصہ سے نزاع قائم ہونے کا تمام واقفکارونکو سخت صدمہ ہے۔ اور جناب اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کی راے سے ہر سمجہدار شخص اتفاق کرے گا۔ قبل ازیں قوم کتنی ہی دفعہ اس نزاع کا فیصلہ اور ان بزرگوں میں مصالحت کرانے کی کوشش کر چکی ہے۔ مگر امر واقعی یہ ہے کہ جب کبہی جس کسی نے مصالحت اور اصلاح پر توجہ کی مولانا صاحب بٹالوی نے اسیکو مرد میدان سمجہکر ثنائی

کے لقب سے مشہور کیا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل واقعات میں اسکے ثبوت میں پیش کرتا ہوں۔ عرصہ ہوا آرہ میں علمار اہلحدیث کا مجمع ہوا۔ ان میں سے تین بزرگ یعنی مولانا شمس الحق صاحب مولانا شاہ عین الحق صاحب مولٰنا حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری منصف مقرر ہوئے ان کی بابت مولٰنا صاحب بٹالوی نے لکھا۔ اگر میرے اعتراض ان حضرات کی نگاہ میں غلط یا کمزور ہونگے تو میں اپنی رائے واپس لے لونگا اخر فیصلہ بحق مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہوا مگر مولانا صاحب بٹالوی نے بجائے اسکو قبول کرنے کے منصفوں کو بھی ڈانٹا۔ اس کے بعد لاہور موچی دروازہ میں انجمن اہل حدیث قائم ہوئی۔ اس میں دونوں بزرگوں کی مصالحت ہوئی جو انجمن کے رجسٹر میں ثبت ہے۔

لیکن مولانا صاحب بٹالوی نے پھر مخالفت کی اس کے بعد بوساطت مولٰنا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی مصالحت ہوئی۔ تو مولانا صاحب بٹالوی نے پھر توڑی۔ اسکے بعد تجویز مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا ظفر اللہ خانصاحب جج وزیرآباد منصف مقرر ہوئے۔ انکا فیصلہ مولانا صاحب بٹالوی کی خلاف ہوا۔ تو مولانا صاحب بٹالوی نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ منصف صاحب کو بھی ڈانٹا۔ یہ ہیں مختصر واقعات ان دونوں بزرگوں کی نزاع کے جنکی تفصیل اور بھی ملال انگیز ہے ان واقعات کو ملحوظ رکھکر افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے علمائے کرام کبھی ضروری و مفید کام میں وقت کیوں نہیں صرف کرتے خدا کرے ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کی رائے کا اثر ہو اور ان دونوں بزرگوں میں سے جو ضد پر ہوں وہ قوم کی حالت زار پر رحم کرکے للہ اپنی ضد کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ نفسانیت خاصکر علمار کی شان سے بہت ہی بعید ہے ان کا جھگڑا اور ملاپ اللہ ہی کے لئے ہونا چاہیے۔

عاجز عبدالسلام مطبع فاروقی از دہلی

اِس کے جواب میں خاکسار کی طرف سے بھی اسی روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۸ نومبر میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جسکی نقل یہ ہے:۔

ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا جو شخص ہمخیال یا کم از کم معتقد و مقلد ہو اسنے راستبازی و حق گوئی کو استعفا دیدیا اور اُس پر پردہ ڈالنے کے لئے انجمن صادقین کی ممبری کو سُترہ بنا لیا۔

انہیں میں سے ایک میرے پرانے دوست میر معظم مرحوم کے فرزند میر عبد السلام صاحب مالک مطبع فاروقی دہلی ہیں جنکا ایک مضمون مولنا بٹالوی اور مولنا امرتسری پیسہ اخبار میں شائع ہوا ہے اور اسمیں چار واقعات مخالفہ درج کئے ہیں۔ اول یہ کہ ایک مجمع علماء اہلحدیث میں تین بزرگ (مولانا شمس الحق صاحب۔ مولنا شاہ عین الحق صاحب مولنا حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری) منصف مقرر ہوئے۔ انکی بابت مولانا صاحب بٹالوی نے لکھا کہ میرے اعتراضات ان حضرات کی نگاہ میں غلط یا کمزور ہوں گے۔ تو میں اپنی رائے واپس لے لونگا آخر فیصلہ بحق مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہوا مگر مولانا صاحب بٹالوی نے بجائے اسکے قبول کرنیکے منصفونکو بھی ڈانٹا۔ دوم واقعہ موچیدروازہ لاہور کہ انجمن اہل حدیث قائم ہوئی۔ اِس میں اِن دونوں بزرگوں کی مصالحت ہوئی جو انجمن کے رجسٹر میں ثبت ہے۔ لیکن مولانا صاحب بٹالوی نے پھر مخالفت کی سوم۔ یہ واقعہ کہ اسکے بعد بوساطت مولانا عبد العزیز صاحب رحیم آبادی مصالحت ہوئی تو مولانا صاحب بٹالوی نے پھر توڑی۔ چہارم واقعہ منصفی مرزا ظفر اللہ صاحب اسکا فیصلہ مولانا صاحب بٹالوی کے خلاف ہوا۔ تو مولانا

صاحب بٹالوی نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھہ منصف صاحب کو ڈانٹا۔ آخر میں میر صاحب لکھتے ہیں کہ ان دونوں بزرگوں میں ع جو ضد پر ہوں وہ قوم کی حالت زار پر رحم کر کے للہ اپنی ضد کو چھوڑ دیں۔

ان چاروں واقعات کے بیان میں میر صاحب نے مولوی ثناء اللہ کی محض تقلید بلا تحقیق سے جو کچھہ کہا وہ خلاف واقعہ کہا ہے۔

بیان واقعہ اول اس لئے خلاف واقعہ ہے کہ میں نے کبھی اور کسی اپنی تحریر میں ان حضرات ثلثہ کو اپنا منصف نہیں مانا اور نہ لکھا اور نہ ان کا کوئی فیصلہ میرے برخلاف صادر ہوا۔ میر صاحب سچے ہیں۔ تو میرا لکھا ہوا اور منصفوں کا اتفاقی فیصلہ پیش کریں وہ اس سے عاجزی کا اعتراف کرینگے تو میں اس کے خلاف کا تحریری ثبوت پیش کرونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دوسرا واقعہ بھی خلاف گوئی سے خالی نہیں میر صاحب سچے ہیں تو انجمن اہلحدیث کی نقل رجسٹر پیش کریں۔ جس میں ثناء اللہ سے میری مصالحت کا ذکر ہو اور پھر میری طرف سے اسکی مخالفت کا ثبوت دیں۔

تیسرا واقعہ محض از خود تولید یا افترا ہے میں نے واعظ رحیم آبادی کو کبھی اپنی اور ثناء اللہ کی مخاصمت میں منصف نہیں بنایا۔ میں تو اس کو ثانی اثنین ثناء اللہ جانتا اور بارہا لکھہ چکا ہوں پھر منصف بنانا چہ معنی دارد۔ اور پھر انکی منصفی یا تجویز سے مصالحت ہونا پھر اسکا ٹوٹنا یعنی چہ میر صاحب سچے ہیں تو بتا دیں کہ کب انہوں نے مصالحت کرائی اور اسکی تصدیق واعظ رحیم آبادی کی دستخطی تحریر سے کرائیں۔

چوتھے واقعہ کا خلاف واقعہ ہونا اڈیڈیٹر صاحب پیسہ اخبار آپ پر بھی ظاہر ہے اور روزانہ پیسہ اخبار میں ظاہر ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب کا یک طرفہ فیصلہ میرا جواب سننے کے پہلے اور ان کے استعفا دیدینے کے بعد ہوا ہے لہذا وہ فیصلہ بجوی نمی ارزد کا مصداق ہے۔

* اشاعت السنہ جلد ۲۱ کے صفحہ ۶۱ متقلد ثناء اللہ پیش کرینگے تو زک اٹھائینگے۔ اس میں خاکسار اور ثناء اللہ کے مابین نزع میں کسی کو منصف تسلیم نہیں کیا گیا۔ بلکہ اپیل فیصلہ منقول کے متعلق ان کے اتفاقی رائے کو حکم بنایا گیا تھا

آخری نصیحت ترک ضد کا یہ جواب ہے کہ میں حق ظاہر ہو جانے کے بعد ضد کرنے کو کفر و شرک جانتا ہوں اور اس ضد کرنیوالے کو مشرک و کافر خیال کرتا ہوں وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اسکی عورت اُسپر حرام ہو جاتی ہے۔ ضد نفسانی غالب طمع و حب مال سے ہوتی ہے اور آپ خیال فرما سکتے ہیں۔

کہ یہ طمع و حب مال

اُس شخص میں ہے جو اپنی تیس چالیس ہزار کی جائداد فی سبیل اللہ وقف کر چکا ہو۔ یا اُس شخص میں ہی جسنے مہینہ میں ہفتہ بھر کبھی اپنے گھر کا کھانا نہ کھایا ہو اور کبھی دہلی اور کبھی ملتان کبھی جبل پور یا کہیں اور دعوتیں اڑانے کو مارا مارا پھرتا ہو۔ اور اس بیت کا مصداق ہو ؎

حرص دنیا کی عجب خوار لئے پھرتی ہے
کون پھرتا ہے یہ مردار لئے پھرتی ہے

ابو سعید محمد حسین

انہیں اشخاص اربعہ ایک سیالکوٹی۔ دو مدراسی۔ اور ایک دہلوی کی مانند کوئی اور شخص بھی ثناء اللہ کی امداد میں قلم اُٹھائیگا تو وہ یاد رکھے کہ اس طرف سے اسیطرح مختصر الفاظ میں اسکا جواب دیا جائیگا۔ ایسا نہ ہوگا کہ ثناء اللہ کو چھوڑ کر ہم اُسکے بحث مباحثہ میں مصروف ہو جائیں۔ اور خاصکر اول الذکر ابراہیم سیالکوٹی جو ہمارا روحانی فرزند ہے اور مولوی حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی کے واسطہ سے ہمارے شاگرد ہونے کے علاوہ وہ بلا واسطہ بھی ہم سے سفر جموں کے ایام میں استفادہ کر چکا ہے خصوصیت کے ساتھ یاد رکھے کہ اگر پھر وہ ثناء اللہ کے کہنے سے ہمارے مقابلہ میں کھڑا ہوگا تو منہ کی کھائیگا اور پھر سر نہ اٹھائیگا مرزا ظفر اللہ کے فیصلہ کو وہ صحیح سمجھکر ان کو مظلوم ٹھہراتا ہے اور اتنا نہیں جانتا کہ مرزا ظفر اللہ کے فیصلہ کو صحیح کہنا اور ہماری تعریف اہلحدیث کو دوری تسلیم کرنا اپنے آپ کو جاہل بنانا ہے۔ ہماری تعریف کے نظائر کو جو بعد ختم تقریظات

یہ مولوی ثناء اللہ کے گریز و انہزام کا بیان ہے اور تحریرات فریقین سے اس کا تفصیلی ثبوت ہے اب مرزا صاحب منصف بے انصاف کا حق کہنے سے سکوت و فرار کا بیان سنو اس باب میں ہم زیادہ تفصیل کرنا نہیں چاہتے اور مفتریان ثنائی پارٹی کے اس افترا اور اتہام کہ (مرزا صاحب پر گالیوں کی بوچھاڑ کی) جیسا کہ ابراہیم سیالکوٹی سے اخبار نا اہلحدیث ۱۲ نومبر میں منقول ہے۔ یا یہ کہ انکے حق میں دل آزار الفاظ لکھے ہیں (جیسا کہ ثناء اللہ کے مضمون ۱۳ ستمبر میں درج ہے) دھان بندی کرنے کی غرض سے صرف اسقدر بیان پر اکتفا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو ہم پہلے ۲۰ اگست ۱۵ء کو بذریعہ کارڈ نمبری ۳۶۴ سات سوالات سے مخاطب کر چکے ہیں جنمیں اکثر سراج الاخبار ۳۰ اگست ۱۵ء میں ثناء اللہ سے کئے گئے ہیں اس کے جواب میں مرزا صاحب حق سے ساکت رہے اور کچھ نہ بولے پھر رسالہ مباحثہ صفحہ (۲۲۰) میں ان کو لکھ چکے ہیں کہ گو آپ منصفی سے استعفا داخل کر چکے ہیں اور رسمی طور پر اور باضابطہ آپ کوئی فیصلہ نہیں دے سکتے مگر پرائیویٹ طور پر ہم اب بھی آپ کا فیصلہ سننے اور ماننے کو طیار ہیں آپ اردو عبارات میں ثناء اللہ کے اہلحدیث بلکہ مسلمان نہ ہونے کی دلیل صفحہ (۲۲۱) .... رسالہ مباحثہ میں ملاحظہ فرما کر داد انصاف دیں کہ اب بھی آپ ثناء اللہ کو مسلمان یا اہل حدیث کہیں گے پھر دو دفعہ بذریعہ کارڈ جوابی و تحریری نوٹز مشتبہ حاشیہ رسالہ ریویو مولوی فقیر اللہ صاحب وغیرہ پر بھی عرض کر چکے ہیں کہ اب بھی آپ حق کہیں اور داد انصاف دیں مگر مرزا صاحب نے محض سکوت اختیار کر رکھا ہے اور حق زبان پر نہیں لاتے اس کتمان حق کے مرزا صاحب قیامت کے دن جواب دہ ہوں گے مرزا صاحب میں اگر کچھ بھی خدا ترسی و حق طلبی ہوتی تو وہ صاف لکھتے اور اظہار حق کرتے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے کہ ہم نے انتیس ۲۹ یا چھبیس ۲۶ جولائی کے کارڈ میں ثالثی سے استعفا دیکر دوسری (۲) اگست کو یک طرفہ فیصلہ کر دیا جو بحکم قانون عدالت بھی ناجائز ہے (اور مضمون جواب الجواب ۲۷ کو کسی عالم سے سنکر یہ فیصلہ دیتے کہ جو اعتراض تعریف اہلحدیث پر ثناء اللہ نے کئے تھے انکو ابو سعید نے اچھی تفصیل سے اٹھا دیا ہے

اس مباحثہ کا اختتام۔

اور

ثناء اللہ کے الزام و افحام پر ختام

ثناء اللہ نے اپنی آخری تحریر مندرجہ سراج الاخبار ۲۹۔ نومبر ۱۹۱۵ء میں بھی وہی گریز و فرار اختیار کیا ہے جو عرصہ ۱۲ سال سے اس کا سلوک و معمول چلا آتا ہے اور اس سے اُس نے ہماری پیشگوئی مندرجہ سراج الاخبار یکم و ۲۲ نومبر ۱۹۱۵ء و رسالہ ہذا کے صفحہ ۲۴۲ و صفحہ ۲۴۹ کو بہت جلد سچا اور پورا کر دیا ہے۔ اور یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اس فرار کی نظر سے وہ شیر نہیں شغال (گیدڑ) ہے اور اس دوکہ دہی و روباہ بازی کی نظر سے جو اس تحریر میں اور اس سے پہلی تحریروں میں اس سے عمل میں آئی ہے وہ ثعلب (لومڑ) ہے۔ اس تحریر میں وہ خود لکھتا ہے جو اس کی تحریر کا عنوان ہے "بھاگنا شیر کا کام نہیں"۔ اور یہ کہکر وہ خود بھاگ گیا۔ اس صغریٰ کے ساتھ اگر اس کا یہ کبریٰ ملایا جاوے کہ جو بھاگے وہ شیر نہیں گیدڑ و لومڑ ہے جس میں اُس نے بحکم رجلٌ قضیٰ علیٰ نفسہ اپنا ہی خاکہ کھینچکر دکھایا ہے تو اس سے قطعی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ شیر نہیں گیدڑ اور لومڑ ہے۔

اس دلیل کا کبریٰ تو اسی کا بیان کردہ اور مسلّمہ ہے لہٰذا وہ محتاج ثبوت نہیں۔ رہا صغریٰ سو اس کی اس تحریر سے ایسا ثابت ہے کہ اس مثل کا مصداق ہو گیا ہے۔ جا دو (حق) وہ ہے جو سر پر چڑھکر بولے۔

ناظرین اس کا بیان جگر تھام کر سنیں ؎

نالۂ بلبلِ شیدا تو سُنا ہنس ہنس کر اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

اسنے سراج الاخبار ۱۵۔ نومبر ۱۹۱۵ء میں بایں الفاظ وعدہ مشتہر کیا تھا۔ کہ آپ اخبار اہلحدیث کے ذریعہ اس سلسلہ کے مضامین کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ تو بطور ضمیمہ ممکن ہے۔ جیسے عبدالعزیز رحیم آبادی کا مضمون بطور ضمیمہ شائع ہوا تھا جس کی لاگت دس روپیہ آپ کے ذمہ ہوگی۔ اب اس تحریری اقرار سے فرار اختیار کر کے اس تحریر مندرجہ سراج الاخبار ۲۹ نومبر میں وہ یہ لکھتا ہے

اہلحدیث میں یہہ مراسلات اور اس مسئلہ کے متعلق دیگر مضامین اخبار میں درج کرانے کے آپ متمنی ہیں یہانتک کہ لاگت دینا بھی منظور کر لیا ہے۔ پس بہتر ہے کہ آپ سارے مضامین اخباری تقطیع پر کاپی کرا کر معہ لاگت چھپائی اور کاغذ کے بھیجدیں۔

ناظرین فیصلہ انصاف کریں اور داد حق دیکر کہیں کہ یہہ پہلے وعدہ سے گریز ہے یا نہیں پہلے اقرار میں لکھائی وچھپائی وکاغذ کے بالمقطع دس روپیہ مانگے تھے۔ اب کاغذ ولکھائی میرے ذمہ ڈالی ہے۔ اور لاگت چھپائی بے تعداد مانگی ہے اس گریز کی وجہ ایک یہ ہے کہ اسکو خوب معلوم ہے کہ میرا کوئی کاتب نوکر اور مقرر نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرا رسالہ بہالہا سال سے معرض التوا میں رہتا ہے۔ ۱۹۰۹ء میں جلد ۲۲ چھپی تھی تب سے جلد ۲۳ کاتبوں کے ہاتھوں خراب ہو رہی ہے۔ کاغذ خرید کر لاہور یا بٹالہ سے امرتسر پہونچانا بھی مجھ سے جلد نہ ہو سکیگا۔ لہذا اسکو یقین ہے کہ کتابت وخرید و ارسال کاغذ خاکسار کے ذمہ ہوگی۔ تو اس وعدہ سے مدتوں اس کی جان چھوٹی رہیگی۔ اور یہ مثل صادق آئیگی۔ نہ نو من تیل ہوگا اور نہ رادھا ناچیگی۔

اب اس سے بڑھکر اس کا دوسرا فرار ایک ٹٹی کی آڑ میں سنو۔ سراج الاخبار ۱۳ ستمبر ۱۹۱۵ء میں بایں الفاظ اس نے دعوی کیا تھا کہ دس روز کی میعاد منصف صاحب نے مولوی صاحب کو ۱۹ جولائی کو دی تھی چنانچہ سراج الاخبار ۳۰ اگست کے صفحہ ۵ کالم ۲ کی پہلی سطر میں مولوی صاحب خود لکھتے ہیں کہ انیس ۱۹ جولائی کا کارڈ آیا اور چھبیس ۲۶ جولائی کو منصف صاحب نے مجھے لکھا کہ میں نے مولوی صاحب بٹالوی کو دس روز کی میعاد دی ہے یہ میعاد ۱۹ جولائی کو ختم ہونی چاہیئے تھی یا آنے جانے کے دن شمار کیے جاویں تو بھی اکتیس ۳۱ جولائی کو ختم ہو گئی ہوگی اور منصف صاحب نے فیصلہ ۲ اگست کو ایک میرے پاس بھیجا۔ بتلایئے میعاد کے اندر ہوا یا بعد۔ خاکسار نے اس دعوے کی غلطی سراج الاخبار ۳۰ ستمبر میں ظاہر کر دی اور اسپر دلیل تاریخ رقعات مرزا صاحب بیان کر کے اس کے مقرر کردہ منصف منشی شمس الدین وغیرہ حاضرین مجلس کی اتفاقی رائے تسلیم کر لی تو اس کے ایمان اور اسکے ضمیر نے اسکو یہہ ہدایت کی کہ وہ اس غلطی کو تسلیم کر کے فیصلہ مرزا کو جو میعاد جواب گذرنے سے پہلے اور استفسار داخل کرنے کے بعد ہوا تھا لغو اور بیہودہ جان کر تصفیہ اصل بحث تعریف اہلحدیث کے لئے دوسرے اہل علم اشخاص کو جنکو اسی نے نامزد کیا تھا منصف بناتے بلکہ اس دن سے اس وقت تک کہ

تین ماہ گذر گئے ہیں۔ وہ بہاگتا اور بہٹکتا اور روباہ بازیاں کرتا چلا آیا ہے۔ اپنے پہلے دعوے اور اسکی پہلی دلیل رقعات مرزا صاحب کو چھوڑ کر وہ نیا دعوے جو سابق دعوے ایک جزو یا نتیجہ ہے کہ فیصلہ مرزا صاحب جائز ہے پیش کر رہا ہے۔ سراج الاخبار ۲۷ ستمبر پہر ۱۸ اکتوبر۔ پہر ۱۵ نومبر اور اخیر ۲۹ نومبر میں اس کا یہی فرار چلا آتا ہے۔ یہ خاکسار بھی (جو اس کا روحانی باپ اور کہن سال و پرانا تجربہ کار ہے۔) اس کے داؤ و پیچ سمجھتا۔ اور ناظرین سراج الاخبار کو سمجھاتا چلا آتا ہے۔ اور سراج الاخبار ۱۱ اکتوبر۔ پہر یکم۔ نومبر۔ پہر ۱۲۔ نومبر میں اس کا یہ گریز و فرار ظاہر کرتا رہا ہے۔ یہانتک کہ اپنی تحریر ۲۹۔ نومبر میں اس نے یہ اقرار بھی کر لیا ہے۔ کہ آپ یہ لکھتے رہے ہیں۔ کہ تنقیح یہ ہوگی۔ کہ تاریخ مہلت کے اندر فیصلہ دیا ہے۔ پھر چالاکی اور روباہ بازی سے اس تنقیح کو مجھے بہلا کر اور مجھے چھوڑ دا کر وہی پورانی تنقیح پیش کی اور مجھے یہ تلقین کی ہے کہ آپ کی طرف سے تقریر دعوے یوں ہوگی۔ کہ فیصلہ ناجائز ہے۔ کیونکہ تاریخ مہلت کے اندر دیا گیا ہے۔ اور اس پہلے دعوے اور اُسکی پہلی دلیل سے گریز کے ساتھ اپنے احمق معتقدوں مقلدوں کو دام میں پھنسانے رکھنے کی غرض سے یہ جھوٹا فقرہ بھی اس آخری تحریر میں درج کیا ہے کہ جس طرح آپ چاہیں۔ فیصلہ کرالیں مجھے منظور ہے۔ جسکی وجہ سے مصرع۔ چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق بن گیا ہے۔ اس کا جواب میں نیا کوئی نہیں دیتا۔ اور اب اسکو اپنا مخاطب ہی نہیں بناتا۔ ناظرین اخبار اور اس کے معتقدین و مقلدین حماقت شعار کو اپنے پچھلے جواب کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس آخری تحریر میں بھی اس نے اپنے قدیم دعوے کہ فیصلہ مرزا کا میعاد جواب دس روز گذر جانے کے بعد اور استعفا دینے کے قبل ہوا ہے۔ لہذا وہ ناجائز ہے اور اسپر دلیل مرزا صاحب کے رقعات کی تاریخات کو کان لم یکن ٹھہرا کر اس سے گریز اختیار کیا ہے لہذا وہ ... اپنے ہی عنوان مضمون تحریر اخیر کی شہادت سے شیر نہیں گیدڑ اور لومڑ ہے اور اس کا یہ کہنا کہ جس طرح آپ چاہیں فیصلہ کرالیں مجھے منظور ہے۔ محض دروغ ہے۔ آپ لوگوں میں سے جو شخص اس منظوری میں اسکو سچا سمجھتا ہے وہ نادان و نافہم ہے۔

اس مباحثے کا اختتام ہوا۔ اب ہم اس مباحثے کے متعلق علمائے اہلحدیث و دیگر اعیان ملک آراء و تقریظات نقل کرتے ہیں:۔

تقریظ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری مسلم استاد ثناء اللہ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب اس مباحثہ میں حق پر ہیں۔ مولوی ثناء اللہ کا اعتراض انکی تعریف کا اہل حدیث پر دو سبب سے ہے۔ ایک تو وہ حقیقت تقابل عدم وملکہ کو بھولا ہوا تہا۔ دوسرا یہ کہ وہ اپنے کو اہلحدیث میں ظاہر کرنے کے لئے اس قسم کی روباہ بازیاں ہمیشہ جب سے اسمیں زیغ آگیا ہے کیا کرتا ہے۔ اور یہ زیغ اس میں شروع مقابلہ قوم آریہ سے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ اس کے جوابات سے جو اس نے آریہ کو انکے سوالوں کے دیئے ہیں ظاہر ہے۔ ہم نے مختلف طور سے تجربہ کر لیا ہے کہ یہ زیغ اس کے جذر قلب میں مستحکم ہو گیا ہے۔ اور یہ مناظرے اور مباحثے اور منصف ماننے وغیرہ یہ سب اپنی پردہ پوشی کیلئے کرتا ہے۔ اور عام مسلمانوں کو دہوکا دینے کے لئے ہے۔ اور ہم یہ اپنا محقق خیال عبارت زاد المیعاد کے فیصلہ کی تمہید میں کئی سال ہوئے* ظاہر کر دیا ہوا ہے۔ اس لئے کہ عام اہل حدیث اس کے دام میں نہ آجاویں اور کہیں نیچری نہ ہو جاویں۔ اور مولوی شیخ ابوسعید صاحب بھی اس راز سے واقف ہیں لیکن بفحوائے مثل مشہور جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانا چاہیئے۔ اسّے مقابلہ کر بیٹھتے ہیں۔ اور ایسے منشیوں# کو منصف بنا لیتے ہیں۔ آخر جو نتیجہ ہوا وہ مخفی نہیں ہے۔ منصف صاحب سیالکوٹی نے بہ سبب بے خبری غور و تامل سے کام نہیں لیا۔ اس لئے بحکم فلا ینازعنک فی الامر اسکو کبھی موقع نزاع کا نہیں دیتے۔ اور نہ ہی وہ ہمارے مقابلہ میں آتا ہے کہ ہم اسکی چالبازی کو پہچانتے ہیں چنانچہ آجکل اس نے ہم سے گفتگوئے مصالحت شروع کی ہوئی ہے۔ پوچھتا ہے کہ پہلے اشتہار صلح کے بعد میں نے کونسا ایسا کام کیا ہے جسے آپ مجھ سے ناراض ہوئے ہیں۔ ہم نے جواب یہی دیا ہے کہ اغلاط سابقہ ثابتہ کا بعینہا قائم رکھنا بلکہ بوقت درس قرآن انہیں معنے محرف کا سکہلانا اور اسّے تائب نہ ہونا۔ اگر مصالحت منظور ہے تو اشتہار توبہ و رجوع دیکر اہلحدیث میں ملجاؤ ورنہ ثناء اللہ کے ثالث ثلثہ ہونے میں کیا شک ہے۔ اور اہل حدیث سے خارج ہونے میں جیسا کہ مولوی ابوسعید صاحب نے لکہا ہے کیا شبہ ہے۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

ابوعبید امیر احمد اللہ عفی عنہ

صفحہ ۱۶ نمبر ۲ جلد ہذا ملاحظہ ہو۔ جیسے مرزا ظفر اللہ سیالکوٹی اور منشی شمس الدین لاہوری۔

تقریظ مولوی عبد الحق صاحب طبیب امرتسری

ناصح مشفق ومبارز بسم اللہ الرحمن الرحیم قدیم ثناء اللہ

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ۔ اما بعد صاحبان ذی بصیرت پر مخفی نہ ہو کہ رسالہ "باپ اور بیٹے کا مباحثہ" مصنفہ جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو بوساطت مولوی عبد العزیز صاحب ہمارے پاس پہنچا ہے اسکو ہم نے غور اور تامل سے دیکھا مضمون اس کا صحیح ہے اور ہمیں اس سے اتفاق ہے ۔ مولوی صاحب مذکور نے جو تعریف اہل حدیث کی کی ۔ بالکل صحیح ہے مستلزم دور نہیں اس تعریف کو دوری کہنا نادانی اور علم منقول ومعقول سے بے خبری کے سبب سے ہے ۔ دور یا تسلسل کا سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں ۔ یہ دور کی باتیں ہیں ۔ ؎

اگر بخل خرما نباشد بلند ۔۔۔ ز تاراج ہر طفل یابد گزند

اور مولوی محمد حسین صاحب نے جو کچھ مولوی ثناء اللہ کے اعتراض کا جواب الجواب نمبر ۲ دیا ہے انصاف پر مبنی ہے اور درست ہے کیونکہ جیسے غلام زید میں مضاف الیہ مضاف سے خارج ہے ۔ ویسے ہی لفظ اصول اہلحدیث میں جو لفظ اہلحدیث تعریف میں موجود ہے مضاف سے خارج ہے اور اسجگہہ سمجھانا اصول کا مقصود ہے ۔ نہ اہلحدیث کا ۔ لہذا توقف الشی علی نفسہ جو ماہیت دور ہے لازم نہیں آیا ۔ فاندفع ما قال المعترض اور زیادہ افسوس ہمکو منصف صاحب کے جزوی فیصلہ پر ہے ۔ کہ انہوں نے کس طرح لکھدیا کہ "مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراض کو مولوی صاحب بٹالوی اوٹھا نہیں سکے" ۔ خصوصاً جبکہ مولوی صاحب نے بحث کو چلانے کے لیے بڑی دانائی اور سنجیدگی سے لفظ اہل حدیث کی بجائے اور الفاظ تعریف میں لکھدی تو پھر بھلا منصف صاحب کا جزوی فیصلہ کیونکر صحیح ہو سکتا ۔ باوجودیکہ انہوں نے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی استعفا دیدیا تھا ۔

نومبر ۱۳ء میں مجھے معلوم ہوا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت کچھ لکھا ہے ۔ تو میں نے مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں خط لکھا اور دریافت کیا تو مولوی صاحب نے بٹالہ سے جو مجھے خط لکھا تھا ۔ اس میں یہ بھی تھا کہ مولوی ثناء اللہ نے ۔ رسالہ اجتہاد وتقلید میں جو لکھا ہے

اس سے مولوی ثناء اللہ بشرطیکہ اسپر عمل کرے اور اس کے مطابق اپنی غلطیوں کو درست کر دے تو اہلحدیث سمجھا جائے۔ ورنہ ہرگز اہلحدیث نہیں"۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولوی محمد حسین صاحب کے نزدیک مولوی ثناء اللہ کا اہلحدیث ہونا معلق بالشرط ہے مولوی ثناء اللہ صاحب پر کس قدر افسوس ہے کہ مشروط کو تو اخبار میں لکھدیا اور شرط کو حذف کر دیا کیا دیانت اور تقویٰ ہے۔ اسیکا نام فاعتبروا یا اولی الالباب۔ لہذا مولوی محمد حسین صاحب نے جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے صحیح ہے اور قابل تسلیم اہل علم ہے۔

راقم۔ حکیم ابوتراب محمد عبدالحق ناظم انجمن قامع الملحدین وقاطع دابر المضلین ومالک شفاخانہ حقانی امرتسر کٹرہ کنہیاں۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۵ء

تقریظ مولوی نیک محمد صاحب مدرس مدرسہ غزنوی

اقول بحول اللہ وقوتہ میں نے یہ رسالہ دیکھا۔ مولینا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی تحریر سے مجھے اتفاق ہے۔ نفس مسئلہ میں دیگر جو خلافات واقعات مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس میں مرقوم ہیں۔ اگر واقعی ٹھیک ہیں (اور ضرور ٹھیک ہی ہونگے کیونکہ بعض کا تجربہ حاصل ہے) تو خوف زوال ایمان ہے اہلحدیث ہونا تو مرتبہ اخص ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو امام الہدایت مولٰنا مولوی عبدالجبار صاحب مرحوم مولینا مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری وغیرہ اکابرین نے دعوت ہدایت کی اور انکی نصح وخیر خواہی میں طرح کوشش کی مگر مولوی ثناء اللہ نے بمصداق ہمچو من دیگرے نیست بجائے تسلیم کے تردید کر دی۔ کیوں نہو انکو تو ملکہ تردید حق وباطل کامل طور پر حاصل ہے۔ معاذ اللہ وانا الفقیر الی اللہ الصمد ابوالحق نیک محمد عفی عنہ از مدرسہ تقویۃ الاسلام امرتسر کٹرہ غزنویہ

شیر پنجاب مدرس مولوی فقیر اللہ صاحب کی تقریظ

(ریویو ومحاکمہ)

میرے عزیز مولوی فقیر اللہ صاحب نے اس مباحثہ پر دس صفحہ کے رسالہ میں ریویو کیا ہے۔ جس کا ذکر صفحہ (۲۴۲) میں ہو چکا ہے۔ اس کا خلاصہ چند سطور نقل کئے جاتے ہیں:۔ درمیان جناب مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور ثناء اللہ کشمیری کے جو مباحثہ اہلحدیث کی تعریف کے

بارے میں ہوا ہے جس کا ذکر پر چہائے اخبار دروغ یار پر عکس نام اہلحدیث میں مندرج ہے اسکی بابت پنجاب و ہندوستان بلکہ ساری دنیا کے مدارس اسلامیہ عربیہ میں کتب درسیہ علوم مروجہ کے پڑھنے پڑھانے والوں یعنے تمام علماء و طلباء کا فیصلہ اتفاقیہ سچا اور فتویٰ اجماعیہ یکا یہی ہے۔ اور واللہ یہی ہے کہ اس بحث میں حق صریح بجانب جناب مولانا بٹالوی کے ہے اور ملحدوں کا شیر ثناء اللہ محض باطل پر ہے مولانا بٹالوی صاحب بعونہ تعالیٰ غالب و مظفر و منصور ہیں اور کشمیری صاحب مغلوب مرعوب منہزم فارّ۔ مولانا صاحب بٹالوی علمی منطقی عالمانہ محققانہ تقریر دلپذیر کرتے ہیں اور کشمیری صاحب عام فریبی جاہلانہ مبطلانہ شر انگیز دروغ آمیز باتیں بے سروپا بناتے ہیں اور حال یہ کہ جناب میں اپنی فتح کا محض جھوٹا نقارہ بجاتے ہیں جو دجالوں اور ملحدوں کی عادت ہے اور اس بحث میں انکی جہالت اور دروغگوئی و شکست و ہزیمت ناگفتہ بہ ایسی ثابت ہوئی ہے کہ اگر انکو حیا سے کچھ ذرہ بھر بھی تعلق باقی ہے تو ایک چلو پانی میں ڈوب کر مرجاویں یا تازیست بحث کا نام نہ لیں۔

جناب مولانا ممدوح بٹالوی نے اہلحدیث کی یہ تعریف کی ہے۔ اہلحدیث وہ ہے جو اصول مذہب اہلحدیث کا قائل ہو اور اعتقاداً و عملاً بطور التزام انکا خلاف نہ کرے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا اعتراض - یہ تعریف دوری ہے تعریف میں معرف مذکور ہے۔

جناب مولانا ممدوح بٹالوی کا جواب - یہ تعریف دوری نہیں ہے کیونکہ معرف (اہلحدیث) سے اسکا معنے و مفہوم سمجھانا مقصود ہے اور تعریف میں "جو اہل حدیث ہے" اس سے مفہوم مراد نہیں بلکہ اُس کے افراد و اعیان مراد ہیں اور تغایر بین الافراد والمفہوم تو معتبر ہے اور موجب ترتب احکام ہے۔ چنانچہ موضوع و محمول کے مساوی یا متحد اللفظ ہونے کی صورت میں تغایر افراد (مراد از موضوع) و مفہوم (مراد از محمول) کا بس کرتا ہے واسطے انعقاد قضیہ کے جو مقتضی ہے اثنینیۃ اور مغایرۃ موضوعیۃ و محمولیۃ کو اس کے سوا تعریف میں جو اہلحدیث ہے وہ مضاف ایسا ہے اور قید ہے اور غیر ملحوظ ہے اور خارج ہے مضاف سے اور تقیید داخل ہے اور لحاظ میں ہے +++

تمام مدارس عربیہ کی طلباء جانتے ہیں کہ قال اقول شرح ایساغوجی کی علم منطق کی ابتدائی کتاب ہے جس کو نوآموز بچے پڑھا کرتے ہیں۔ اور ثناء اللہ اس سے جاہل ہے ورنہ ایسی سخت جہالت نہ خرچ

کرتا ہے جس کے سبب سے اب وہ زندہ درگور ہو گیا ہے اور تا زیست اہل علم کو موہنہ دکھلانیکے قابل نرہا بشرطیکہ اسمیں غیرت یا شرم کی بو تک باقی ہو ورنہ بحکم حدیث اذا لم تستحی فاصنع ما شئت جس کا خلاصہ مرام ہے ع بیحیا باش ہرچہ خواہی کن ٭ دیکھو اس ابتدائی کتاب اوائل میں بحث دلالۃ التزام میں ملازمۃ ذہنیہ کی شرطیت اور ملازمۃ خارجیہ کی عدم شرطیت میں لکھا ہے لان العدم کالعمی یدل علی الملئکۃ کالبصر التزاما لان العمی عدم البصر عما من شانہ ان یکون بصیرا مع ان بینہما منافاۃ فی الخارج لا یقال ھذہ الدلالۃ تضمنیۃ لانا نقول العمی عبارۃ عن عدم مضاف الی البصر فیکون البصر خارجا عنہ فیمتنع ان یکون دلالۃ تضمنیۃ - الخ

حافظ عبد اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری حال مقیم روپڑ ضلع انبالہ نے بھی بہت بسط و تفصیل سے اس مباحثہ پر ریویو کیا ہے اور بہت سے نظائر ہماری تعریف اہل حدیث کے نقل کئے ہیں اسمقام میں اس کا خلاصہ دو سطری نقل کیا جاتا ہے:-

آپ لکھتے ہیں: آپکا رسالہ باپ اور بیٹے کا مباحثہ من اولھا الی آخرہا دیکھا ماشاء اللہ دلائل سے مشحون پایا اور جو نظائر ہماری تعریف اہلحدیث کی انہوں نے نقل کی ہیں وہ بشمول دیگر نظائر ذیل میں نقل کیے جاینگے

یہ علماء کے آراء ہیں اعیان ملک سے اڈیٹر سراج الاخبار اور اڈیٹر پیسہ اخبار کے صفحہ (۲۲۸) میں نقل ہو چکے ہیں اب ہم حسب وعدہ صفحہ (۲۵۵) اپنی تعریف اہلحدیث کے نظائر نقل کرتے ہیں شاید ہمارے دونوں سرکش شاگرد ثناء اللہ و ابراہیم انکو دیکھ کر منفعل ہوں اور اپنے اعتراض کو واپس لیں (۱) المبنی ما ناسب الاصل (کافیہ معہ حاشیہ منہیہ و شرح ملا و شرح رضی) (۲) الموصول ما لا یتم جزءا الا بصلۃ و غایۃ (کافیہ) (۳) الجر - عرفوہ بانہ الکسرۃ التی یحدثہا عامل الجر اوردوا علیہ ان فیہ دورا واجیب بانہ تعریف لفظی لمن عرف الطرفین وجہل النسبۃ (حاشیہ شجاعی ابن عقیل) (۴) اسم الاشارۃ ہو ما وضع لمسمی واشارۃ الیہ (حاشیہ شجاعی ابن عقیل) (۵) وماضی الافعال بالتاء مز وسم + بالنون فعل الامر ان امر فسلم (الفیہ ابن مالک) فیہ دور لاخذہ الامر فی تعریف فعل الامر واجیب بانہ تعریف الامر الاصطلاحی بالامر اللغوی بان المراد بالامر الثانی ما صدقہ ای افرادہ وبالاول مفہومہ (شجاعی) (۶) التثنیۃ جعل اللفظ مثنی (شرح اصول اکبریہ) (۷) التحقیر (التصغیر) تغیر کلمۃ من ہیاۃ الی ہیاۃ تدل علی انہ حقیر مسماہا امر فلہ (شرح مذکور) (۸) قد یقال المطلب لما یطلب بہ التصورات والتصدیقات (رشیدیہ) (۹) معرفۃ

اُس مباحثہ کے متعلق دوسرے منصف صاحب اور پبلک کا فیصلہ

اور مولوی ثناء اللہ کے خارج از اسلام ہونے کے متعلق خود مولوی ثناء اللہ اور دیگر علماء کا

فتوے

اوّل منصف مرزا ظفر اللہ صاحب رئیس وزیر آباد نے اپنے فیصلہ میں پہلے تو ایک غلطی یہ کی تھی کہ اس مباحثہ میں صرف مولوی ثناء اللہ کا جواب سُنکر اور میری طرف سے جواب الجواب کے لئے دس روز کی مہلت دیکر آٹھویں ہی روز یکطرفہ فیصلہ کرکے اُن کے پاس بھیجدیا۔ اور خاکسار کو مضمون فیصلہ سے اطلاع تک نہ دی۔ دوسری غلطی یہ کی کہ جس روز اور تاریخ یکطرفہ فیصلہ کیا اُسی روز منصفی سے استعفا بھی دیدیا۔ اور فیصلہ میں یہ ظاہر نکیا کہ منصفی سے استعفا پہلے دیا۔ یا فیصلہ پہلے لکھا اور بعد میں استعفا دیا۔ جو اُنکا منصبی فرض تہا۔ اور اس کے ثبوت و تعیین کے سوا وہ فیصلہ کان لم تکن ہے۔ ان دونوں غلطیوں پر اُنکو بذریعہ پیسہ اخبار۔ و سراج الاخبار۔ اور مطبوعہ رسالہ مباحثہ متنبہ کیا گیا۔ تو بہی انہوں نے اپنی غلطیوں کو تسلیم کرکے صحیح فیصلہ تحریر نہ کیا۔ جس کی اُن سے استدعا بذریعہ مطبوعہ رسالہ "مباحثہ" کی گئی تھی۔ اسپر خاکسار نے عزم بالجزم کرلیا کہ اس مباحثہ مطبوعہ کو پبلک میں شائع کیا جاویگا۔ اور اس مباحثہ اور مرزا صاحب کے فیصلہ کا پبلک سے انصاف کرایا جاوے گا۔

یہ سُنکر ثناء اللہ اور اُن کے احباب کی پارٹی کو فکر انجام ہوا۔ تو انہوں نے بعض ہمارے ہم خیال احباب کو بھی شامل کرکے ایک التماس نامہ مشتہر کیا جو ذیل میں منقول ہے:۔

التماس نامہ

بخدمت جناب مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری و مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ و

دیگر علماء حضرات! امرتسر کی جماعت اہل حدیث کا اختلاف جو مخالفت و شقاق کے درجہ تک پہنچکر عدالت میں پہنچ چکا ہے جسکا ہر ایک ہمدرد کو صدمہ ہے ہم یقین نہیں کرتے کہ آپ حضرات کو یہ فضیحتہ پسند ہوگا۔ اسلئے نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ للہ قوم کے حال پر رحم فرمائیے۔ جسکی ایک صورت ہم عرض کرتے ہیں ۔۵

گر قبول افتد زہے عز و شرف

آپ لوگوں نے دیکھا کہ امرتسر میں ۲۹ و ۳۰ اپریل کو مرزائیوں کے ساتھ امن و امان کے ساتھ مباحثہ ہوا جسمیں کوئی رنج یا کدورت نہیں ہوئی۔ اسی طرح آپ حضرات بھی کسی معزز۔ مثل میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ۔ حاجی نور احمد صاحب میاں شمس الدین صاحب سوداگران چرم وغیرہ کے مکان پر فریقین بیٹھیں۔ اور آرام اور شائستگی کے ساتھ گفتگو کریں کوئی مسلّم منصف درمیان میں بیٹھ جاوے۔ تاکہ ہمیشہ کیلئے امن امان ہو جاوے۔ چونکہ آپ لوگ عدالت میں شہادت دے آئے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کافر ہیں اسلئے پہلا مسئلہ یہ ہوگا کہ وہ مسلمان ہیں یا نہیں؟ بعد اسکے انکا اہلحدیث ہونا نہونا پیش ہوگا۔ ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کو تجویز ہذا کی منظوری پر مجبور کریں گے۔ امید ہے کہ آپ حضرات بھی منظوری سے اطلاع دیں گے۔ ہمیں یقین ہونا چاہیئے کہ آپ حضرات کو اس تفرقہ کا ہم سے زیادہ صدمہ ہوگا۔ کیونکہ آپ حضرات اس قوم کے بزرگ ہیں۔ جنکے نام خطاب ہے جواب پر انکے دستخط ضرور ہوں۔

ملتمسان۔ احقر حبیب اللہ سوداگر پشمینہ (پھر ساٹھ اشخاص کے نام التماس نامہ پر درج ہوئے ہیں اور نمبر ۶۱ پر عزیز الرحمٰن ولد مولوی محمد علی صاحب کا نام ہے۔ نمبر ۶۲ پر مولوی محمد علی صاحب واعظ کا نام ہے۔ اور نمبر ۶۳ پر مولوی محمد جمال صاحب امام مسجد کوچہ سعی کا نام ہے)

اس کا جواب خاکسار نے ۵ مئی ۱۹۱۶ء کو تحریر کرکے امرتسر میں بھیج دیا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس نامہ ۴ مئی ۱۹۱۶ء کا جواب

آج ۵ مئی ۱۹۱۶ء کو ایک التماس نامہ مطبوعہ منجانب اہالئے امرتسر جنمیں اول الراقمین میاں حبیب اللہ صاحب سوداگر پشمینہ ہیں اور آخر الراقمین مولوی محمد علی صاحب واعظ و مولوی محمد جمال صاحب امام مسجد کوچہ سعی ہیں خاکسار کے پاس پہنچا۔ مَیں اس تفرقہ کو ایسا بُرا سمجھتا ہوں کہ اس تفرقہ کو بند کرنے کی نیت سے اور اس تفرقہ کے حد اخیر تک پہنچنے کے خوف سے مَیں اپنے رسالہ ماہواری اشاعۃ السنہ کو جسمیں ثناء اللہ کے اسلام میں مینے اظہار شک کا کیا تھا پبلک میں شائع نہیں کیا۔ کئی سال سے چھاپ چھاپ کر گھر میں رکھ چھوڑا ہے۔ صرف مولوی ثناء اللہ اور انکے دوستوں کو دکھایا اور **اس امر کا منتظر ہوں کہ کوئی مصلح قوم کھڑا ہو جاوے۔ اور میرے اِس شک کو رفع کر دے۔** مرزا ظفر اللہ خاں صاحب پنشنر جج سیالکوٹ کو مولوی ثناء اللہ کے اہلحدیث ہونے یا نہونے کے متعلق مُنصف تسلیم کیا تھا۔ اسی تنازعہ کے تصفیہ کی دلیل سے اسکا منافق غیر مسلم صادق ہونا بھی ثابت ہو جاتا۔ مگر افسوس صد افسوس مرزا صاحب نے اپنے منصب انصاف کا خلاف کیا اور میرا اخیری جواب جسمیں مولوی ثناء اللہ کا غیر اہلحدیث اور غیر مسلم صادق القول ہونا ثابت کیا گیا تھا۔ ملاحظہ نہ کیا۔ اور منصفی سے مستعفی ہونے کے بعد یکطرفہ فیصلہ کر دیا۔ اس فیصلہ کا فیصلہ مولوی ثناء اللہ نے تجویز کیا جسمیں منشی شمس الدین سیکرٹری انجمن حمایت اسلام کو منصف بنایا۔ تو اس فیصلہ کو بھی مَیں نے منظور کر لیا۔ مگر اس فیصلہ سے بھی مولوی ثناء اللہ نے گریز کیا اور اپنی جگہ میر عبد السلام دہلوی کو کھڑا کر کے منشی شمس الدین و ایڈیٹر پیسہ اخبار وغیرہ کو منصف بنایا۔ مَیں نے ان کے جواب میں بھی ان کی منصفی کو منظور کر لیا۔ مگر آخر وہ صاحب بھی ساکت ہو گئے (پیسہ اخبار ۲۵ دسمبر و ۲۵ فروری ۱۹۱۵ء ملاحظہ ہوں) اس عجز و فرار کے ساتھ ۲۸ اپریل ۱۹۱۶ء کے اجلاس عدالت مجسٹریٹ امرتسر میں مولوی ثناء اللہ نے مرزا صاحب کے فیصلہ مذکور کو اپنے حق میں جائز قرار دیکر پیش کیا۔ لہذا مَیں مولوی ثناء اللہ کے مسلمان پھر اہلحدیث ہونے یا نہ ہونے میں اسی فیصلہ مرزا صاحب کے جائز یا ناجائز ہونیکو کافی دلیل

سمجھتا ہوں۔ اور جبتک اس فیصلہ کا جائز یا ناجائز ہونا ثابت نہ ہو جائے کوئی نئی بحث مولوی ثناء اللہ سے کرنا جائز نہیں جانتا۔ مولوی ثناء اللہ مرد میدان ہیں اور بزعم خود شیر پنجاب ہیں تو میاں فیروزالدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کے مکان پر آویں اور اس فیصلہ کے متعلق فیصلہ کرالیں۔ اس فیصلہ میں میاں فیروزالدین صاحب کو منصف مان لیں یا اپنے پرانے منصفوں منشی شمس الدین وغیرہ کو ساتھ لے آویں۔ اس فیصلہ سے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہو جائیگا کہ مولوی ثناء اللہ مسلمان پھر اہلحدیث ہیں یا نہیں۔ تاریخ مقرر ہونے پر میں امرتسر پہنچ جاؤنگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

راقم ابوسعید محمد حسین از بٹالہ

(نوٹ۔ یہ جواب ۵ مئی ۱۹۱۶ء کو امرتسر پہنچ گیا تھا لیکن بعض احباب امرتسری کی غفلت سے جلد نہ چھپ سکا)

اس جواب کی اشاعت پر مولوی ثناء اللہ نے ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء کے اخبار میں وہ التماس نامہ درج کرکے اسپر یہ ریمارک کیا کہ مجھے تجویز بالا بلا ترمیم منظور ہے۔ فریق ثانی کے جواب کا انتظار ہے۔ آج ۷ مئی تک نہیں آیا۔ سات مئی کے بعد جواب التماس چھپ کر شائع ہوا۔ تو اسپر مولوی ثناء اللہ کے خلیفہ و پرائیویٹ سیکرٹری میاں حبیب اللہ صاحب سوداگر شال نے اس جواب کا شکریہ ادا کرکے مولوی ثناء اللہ کی طرف سے میاں فیروزالدین صاحب کی منصفی کی منظوری ظاہر کرکے اقرارنامہ منظوری منصفی میں ایسے شروط جو میرے جواب میں نہ تھے لگا کر گریز کرنا شروع کردیا (اسمیں وہ اختلاف کریں گے تو ہم اصل رقعات فریقین شائع کردیں گے۔ جن سے مولوی ثناء اللہ کا تسلیم منصفی سے گریز ثابت ہوتا ہے) خاکسار نے ان کی پیش کردہ شروط کو مان لیا۔ اور باوجود عدم تحقق اپنی شرط کے منصف صاحب کی مجلس میں تصفیہ کیلئے حاضر ہونا منظور کرلیا۔ پھر جب تقدیر نے مولوی ثناء اللہ کو کشاں کشاں میاں فیروزالدین صاحب کے مکان پر پہنچا دیا تو اسکے بعد خاکسار بھی وہاں حاضر ہوا۔ اور میاں فیروزالدین صاحب نے منصف بنکر فریقین کا تحریری بیان ۱۶ جولائی ۱۹۱۶ء کو لیلیا۔

خاکسار نے مرزا صاحب کی دونوں غلطیاں مذکورہ بیان کرکے اسکے ثبوت میں دو رقعہ مرزا صاحب مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۱۵ء ۲ اگست ۱۹۱۵ء کو پیش کیا۔ جنمیں آفتاب نیمروز کی مانند روشن

بیان ہے کہ ۲۶ جولائی ۱۹۱۵ء کو مرزا صاحب نے خاکسار کو جواب الجواب کیلئے مہلت دی اور پھر آٹھویں ہی دن ۲۔ اگست ۱۹۱۵ء جواب الجواب خاکسار پہنچنے سے پہلے یکطرفہ فیصلہ بھی کر دیا۔ اور وہی دن انکی منصفی سے استعفا دینے کا تھا۔ خدا تعالیٰ کی شان احقاق واعلاء حق (بر طبق) حدیث الحق یعلو ولا یعلی کو دیکھو کہ جو دو خط مرزا صاحب کے مولوی ثناء اللہ نے اجلاس منصفی میں پیش کئے انمیں بھی یہی مضمون پایا گیا۔ کہ مہلت جواب الجواب دینے کی مرزا صاحب نے ۲۶ جولائی کو دی اور فیصلہ یکطرفہ جواب الجواب خاکسار کے پہنچنے سے پہلے آٹھویں ہی دن ۲۔ اگست ۱۹۱۵ء کو جو وہی دن انکے استعفا دینے کا تھا لکھ مارا۔ پھر شان الٰہی احقاق واعلاء حق کو دیکھو کہ ان چاروں خطوط (دو پیش کردہ خاکسار اور دو پیش کردہ ثناء اللہ) کے برخلاف ثناء اللہ سے کچھ بن نہ پڑا۔ اور اسکے متعلق بجز ان دو جملوں کے کچھ کہا نہ گیا۔ اول یہ کہ ایک ہی تاریخ استعفا دینے اور فیصلہ لکھنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ استعفا پہلے دیا اور فیصلہ پیچھے لکھا۔ دوم یہ کہ مرزا صاحب نے جواب الجواب کا انتظار کرنا ضروری نہ سمجھا۔ بلکہ فضول جانا۔ اسلئے یکطرفہ فیصلہ لکھ دیا۔ خاکسار نے پہلے جملہ کا جواب اسیوقت دیدیا کہ تقدیم تحریر فیصلہ و تاخیر استعفا کا بار ثبوت اُن کے ذمہ ہے جو اس فیصلہ کے جائز ہونے کے مدعی ہیں۔ نہ خاکسار کے ذمہ۔ جو اس فیصلہ کے جائز ہونے کا مانع اور تسلیم تاخیر استعفا کا منکر ہے۔ اور دوسرے جملہ کا جواب تحریری منصف صاحب کی خدمت میں بھیجدیا۔ کہ چونکہ بحسب اعتراف خط دوم مرزا صاحب پیش کردہ مولوی ثناء اللہ مرزا صاحب کو یہ علم ہو چکا تھا کہ مولوی ثناء اللہ نے میری شرط جواب الجواب کو (کہ وہ اس جواب الجواب کو اپنے اخبار میں چھاپ دیگا) مان لیا ہے۔ اور وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بشرط خلاف قانون نہونے کے میں اس جواب الجواب کو اخبار میں چھاپ دونگا۔ تو اس صورت میں مرزا صاحب کا فرض منصبی تھا کہ وہ اس منظوری اور وعدہ ثناء اللہ سے مجھے اطلاع دیکر مجھ سے جواب الجواب کا مطالبہ کرتے۔ اور قبل گذرنے میعاد دس روز کے جواب الجواب دیکھنے سے پہلے یکطرفہ فیصلہ نکرتے۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور اپنے فرض منصبی کا خلاف کیا۔ اور دیدہ دانستہ خلاف دیانت وانصاف کیا" میرے ان جوابات کو

بقیہ اصل خط کی نقل صفحہ ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ میں درج ہے وہاں ملاحظہ کرو۔

میاں فیروزالدین صاحب نے سُنکر ابتک کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ جسکی میعاد انہوں نے دو تین روز کی مقرر کی تھی۔ اور اب ۱۵ دسمبر جو ساتواں مہینہ ہے۔ گذر گیا ہے۔ لہذا میں اس کیفیت و صورت مقدمہ کو چھاپ کر پہلے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ پھر پبلک اہل علم و عقل انصاف کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور بادب التماس کرتا ہوں کہ اگر یہ فیصلہ مرزا ظفر اللہ صاحب ناجائز ہے

باقی پر صفحہ (۲۷۳) دیکھو

اصل خط کی نقل (یہ ہے)

جناب منصف صاحب میاں فیروزالدین صاحب

آنریری مجسٹریٹ۔ امرتسر

السلام علیکم۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ جو مضمون مولوی ثناء اللہ کے اخبار ۲۶ فروری ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۳ کالم ۳ میں مشتہر ہوا ہے وہ میرا مضمون ہے۔ جسکے صلہ میں مولوی ثناء اللہ نے مجھے اپنے وکیل واعظ رحیم آبادی سے ایک درجن سے زائد کاپیاں دلوائیں اور اپنی اخبار ۳۰۔ اپریل ۱۵ء میں مشتہر کی ہیں۔ جو عنقریب آپکے ملاحظہ سے گذریں گی۔ بیشک میں نے مرزا ظفر اللہ کو منصف منظور کیا تھا۔ مگر جو تحریر متضمن تسلیم منصفی مرزا صاحب ہم دونو کے اسپر دستخط ہو کر ثناء اللہ کے پاس بھیج دی تھی۔ اور ثناء اللہ نے منصف کے پاس بھیجدی ہوگی۔ وہ تحریر ثناء اللہ یا منصف صاحب سے منگوا کر ملاحظہ کرنی چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ کس صورت اور شرط سے مرزا صاحب کی منصفی منظور کی گئی تھی۔ غالباً اس میں یہ بات درج ہوگی کہ فریقین کا تحریری بیان لیکر اسپر مرزا صاحب فیصلہ کریں۔ اور اس فیصلہ کی ایک ایک نقل فریقین کے پاس بھیجدیں۔ چنانچہ اسی اخبار ۲۶ فروری ۱۵ء صفحہ ۳ کالم ۳ کی سطر ۷ سے ۱۱ تک اسپر شاہد ہے۔ مگر اس شرط پر

منصف صاحب نے عمل نہیں کیا۔ صرف ایک فریق (ثناء اللہ) کا بیان لیکر اس پر فیصلہ کر دیا۔ اور وہ فیصلہ بھی صرف مولوی ثناء اللہ کے نام کے خط میں درج کر دیا۔ نہ میرا بیان لیا۔ اور نہ میرے پاس فیصلہ بھیجا۔ وہ فیصلہ میں نے اخبار ۱۳۔ اگست میں چھپا ہوا دیکھا۔ تو اس پر منصف صاحب کو شکایت کا خط بھیجا۔

اب منصف صاحب مرزا صاحب سے اوّلاً عہد نامہ منظوری منصفی منگاویں۔ اور دیکھیں کہ اس میں شرط کیا تھی؟ پھر اُن سے اِس بات کا جواب طلب کریں۔ کہ حسب قرارداد بیان کردہ مولوی ثناء اللہ اخبار ۲۶ فروری ۱۹۱۵ء وہ فیصلہ فریق ثانی کے پاس کیوں نہ بھیجا۔ اس سے آپکو ثابت ہو جائے گا۔ کہ وہ فیصلہ برخلاف معاہدہ۔ و قرارداد ہے۔ لہذا وہ فیصلہ محض بددیانتی پر مبنی ہے۔ نہ نیک نیتی پر۔

منصف صاحب نے میری اس شرط کو کہ مولوی ثناء اللہ میرے جواب الجواب کو اخبار میں چھاپنے کا وعدہ کرے تو میں جواب ارسال کرونگا۔ جائز سمجھا۔ اور ثناء اللہ سے وہ وعدہ حاصل کر کے ۲۔ اگست ۱۹۱۵ء۔ روز فیصلہ سے پہلے مجھے اُسکا وعدہ سنا کر مجھ سے جواب الجواب طلب نہ کیا۔ اور میعاد گذرنے سے دو روز پہلے یکطرفہ بیان پر فیصلہ کر کے اس کی طرف بھیج دیا۔ اور مجھے اس فیصلہ سے آگاہ بھی نہ کیا۔ یہ بددیانتی اور قرارداد مندرجہ اخبار ۲۶ فروری ۱۹۱۵ء کے خلاف ورزی نہیں تو اور کیا ہے؟

ثناء اللہ نے اپنے آخری جواب میں جو میرے

جواب کے جواب میں اُس نے لکھ کر آپ کو دیا ہے۔ یہ محض جھوٹ بولا ہے۔ جو کہا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے اس شرط کو ناجائز سمجھ کر اس کا لحاظ نہیں کیا۔ اگر وہ شرط کو ناجائز جانتے تو ثناء اللہ سے وہ اس شرط کو منظور کیوں کرا لیتے؟ ثناء اللہ سے اس شرط کو منظور کرا لینا اور مجھے اس شرط منظوری سے ۲۔ اگست روز فیصلہ تک اطلاع نہ دینا۔ اور یہ اطلاع دے کر مجھ سے جواب الجواب طلب نہ کرنا۔ اور یک طرفہ جوابِ ثناء اللہ پر فیصلہ کر کے صرف اُسکے پاس بھیج دینا اُنکی بددیانتی اور بے انصافی پر روشن دلیل ہے آپکو خدا تعالےٰ نے مجسٹریٹ کیا۔ اور منصب حکومت عطا کیا ہے۔ آپ اس امر کو خود بخود بخوبی سمجھ گئے ہونگے میں نے محض خیر خواہی سے آپ کو اس سے آگاہ کر دیا ہے۔

ابو سعید محمد حسین

۲۰ جون ۱۹۱۶ء

ہے اور بددیانتی پر مبنی ثابت ہے تو پھر منصف صاحب اور اہل علم و عقل و انصاف کی پبلک سے دوسری درخواست و سوال ہے کہ آیا اس سے مولوی ثناء اللہ کی بددیانتی اور اسلام سے خارج ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ - خاکسار وجوہات بددیانتی و خروج از اسلام پیش کرتا ہے - منصف صاحب اور پبلک ان وجوہات کی طرف توجہ کریں - مولوی ثناء اللہ کو اس فیصلہ کے وجوہات ناراستی ۲۰ ستمبر ۱۹۱۵ء سے ۱۶ جون تک جو منصف صاحب! آپکے پہلے اجلاس کا دن ہے - سمجھائے گئے ہیں مگر وہ ان وجوہات کو سنکر اور سمجھکر اس فیصلہ کے جھوٹ کو سچ بنانے میں زور لگا رہا ہے اور اس جھوٹ پر اصرار کے ساتھ قائم ہے اور جو تحریرات مرزا صاحب کی اسنے اس جھوٹ کو سچ بنانے کے لئے پیش کی ہیں - ان ہی تحریرات سے اسکا اور اسکے سابق منصف مرزا ظفر اللہ کا کذب ثابت ہوتا ہے - جس کے وجوہات میں دو دفعہ زبانی و بذریعہ رقعات (جناب منصف صاحب!) آپکی خدمت میں پیش کر چکا ہوں - اس کذب کے علاوہ مولوی ثناء اللہ کے بیسیوں اکاذیب اور ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کذب اسکا مادت العمری شیوہ ہے - از انجملہ (قریب ایک سو نمبر کے) اکاذیب ایسے پیش کئے جاتے ہیں جنکا کذب ہونا خود اسی کی تحریرات یا اسکے دوستوں کی شہادت یا اسکے زبانی اقبال سے یا نکول سے ثابت ہے -

نمبر ۱ کذب نمبر اول - ایسا کذب ہے جس کا مولوی ثناء اللہ نے پانچ دفعہ* ارتکاب کیا ہے لہذا اس کذب کا نمبر اول لغایت پنجم شمار کیا گیا ہے - ایک دفعہ حال ہی میں اپنی اخبار ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء میں یہ ارتکاب کیا اور کہا ہے کہ علماء آرہ کو جلسہ آرہ کے علماء نے قومی طور پر منصف مانا - جنکے فیصلہ کو مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے منظور کرنے کا اعلان فرمایا - علماء آرہ نے فیصلہ میرے حق میں دیا کہ ثناء اللہ اہلحدیث سے خارج نہیں ہے - لیکن ان حضرات نے اس پر مزید ترقی کی کہ اسلام سے خارج ہونیکا مجھپر فتوی لگایا -

نمبر ۲ دوسری دفعہ اس سے پہلے اخبار ۱۳ - اگست ۱۹۱۵ء میں اس کا ارتکاب کیا - اور یہ کہا ہے کہ "ایک دفعہ آرہ میں منصف مقرر ہوئے - فیصلہ بحمد اللہ میرے حق میں رہا کہ خاکسار اہل حدیث ہے - اسکے بعد مولانا بٹالوی نے پھر مخالفت اٹھائی"

* پانچ کے علاوہ دو دفعہ اور بھی جنکا ذکر نمبر (۳ و ۴) پر ہوگا - یہ کل سات دفعہ ہوئیں

نمبر ۳ **تیسری دفعہ** اخبار ۲۹ جنوری ۱۹۱۵ء میں جسکا بیان نمبر ۷ رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۹۵ میں درج ہو چکا ہے۔ اور وہ منصف صاحب! آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ مقام حیرت ہے الخ (یہ عبارت غلطی کاتب سے صفحہ ۱۹۵ میں درج ہو گئی ہے وہاں ملاحظہ ہو)

نمبر ۴ **چوتھی دفعہ** پیسہ اخبار ۱۱ نومبر ۱۹۱۵ء میں میر عبد السلام دہلوی کے ذریعہ اس کذب کا ارتکاب کیا ہے۔ اور انکی طرف سے یہ شائع کرایا کہ "عرصہ ہوا۔ آرہ میں علماء اہلحدیث کا مجمع ہوا۔ ان میں سے تین بزرگ یعنی مولانا شمس الحق صاحب۔ مولانا شاہ عین الحق صاحب اور مولانا حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری منصف مقرر ہوئے تھے۔ انکی بابت مولانا صاحب بٹالوی نے لکھا کہ اگر میرے اعتراضات ان حضرات کی نگاہ میں غلط یا کمزور ثابت ہوئے تو میں اپنی رائے واپس لونگا۔ آخر فیصلہ بحق مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہوا۔ مگر مولانا صاحب بٹالوی نے بجائے اسکو قبول کرنے کے منصفوں کو ڈانٹا"

نمبر ۵ **پانچویں دفعہ** اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء میں اسی کذب کا ارتکاب کیا۔ اور یہ کہا ایک دفعہ آرہ میں علماء منصف ہوئے۔ انکے فیصلہ کو تسلیم کرنے کا مولوی صاحب نے نہ صرف اقرار کیا بلکہ جلد ۲۱ کے صفحہ ۶۱ میں شائع کیا وہ فیصلہ میرے حق میں ہوا۔ جسپر مولوی صاحب نے منصفوں کو خوب سنائیں۔

چوتھے اور پانچویں دفعہ کے ارتکاب کذب میں چونکہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ صفحہ ۶۱ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ لہذا ان اکاذیب کا کذب ہونا اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ کے صفحہ ۶۱ کے ملاحظہ سے منصف صاحب و دیگر ناظرین پر ظاہر ہو سکتا ہے۔ صفحہ ۶۱ جلد ۲۱ میں نہ (۱) مینے ان تینوں منصفوں کو ثناء اللہ اور اپنے مخاصمہ میں منصف بنایا۔ اور نہ (۲) ان منصفوں نے ہم دونو کی خصومت میں کوئی اتفاقی فیصلہ کیا اور نہ (۳) اس فیصلہ کو سنکر میں نے انکو کوسا یا ڈانٹا۔ ان دونو دفعہ میں تین کذب اور کا ثناء اللہ نے ارتکاب کیا ہے۔ جس سے ان اکاذیب خمسہ سابقہ پر تین نمبر ۶۔ ۷۔ ۸ اور بڑھ گئے۔ جنپر نمبر ۲ اور ۳ لگایا گیا ہے۔ ان تین اکاذیب کی تفصیل صفحہ ۳۰۳ میں نمبر (۴۱) پر ہو گی۔ ان اکاذیب خمسہ سے پہلے تین کذب کی تکذیب مولوی ثناء اللہ کی شائع کردہ اس تحریر سے ہوتی ہے جو فیصلہ آرہ کے صفحہ ۱۱ و ۱۲ میں مولوی ثناء اللہ نے خود طبع کی ہے۔ اور وہ

نمبر ۶ نمبر ۷ نمبر ۸

یہ ہے جلسہ مذاکرہ علمیہ۔ واقعہ آرہ ۱۳۲۲ھ۔ (جہاں علمائے اہلحدیث کا ایک بڑا مجمع تھا) یہ رائے قرار پائی کہ اس فیصلہ کا محاکمہ کیا جاوے۔ بمشورہ اکابر علماء تین حضرات اس کام کے لئے چنے گئے جناب مولنا حافظ محمد عبداللہ صاحب غازی پوری۔ جناب مولنا ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب محدث ڈیانوانی۔ اور جناب حضرت مولنا شاہ عین الحق صاحب پھلواروی۔ چنانچہ معاہدہ کے طور پر ایک مضمون لکھا گیا۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اسپر دستخط کئے۔ چونکہ جانبین کی منظوری کو اسمیں دخل ہے۔ اسلئے اس معاہدہ کی منظوری کی تحریک دوسرے فریق سے بھی کی گئی۔ اور اس طرف کے اعیان مولوی محمد عبد الجبار صاحب غزنوی۔ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو لکھا گیا۔ ان تینوں حضرات میں سے صرف مولوی احمد اللہ صاحب نے اپنی منظوری صاف صاف لکھی۔ اور اس فساد کے دور ہونے کی تمنا ظاہر کی۔ اور تحریک فرمائی۔ دوسرے حضرات نے منظوری نہیں کی۔ ہر چند ایک جانب کے لوگونکی نامنظوری موجب اسکی تھی کہ محاکمہ نہ کیا جاوے۔ چنانچہ حضرات محاکمہ کو تامل ہوا۔ مگر مولوی ثناء اللہ کے اصرار اور مولوی احمد اللہ صاحب کی مزید تاکید اور کوشش نے اخیر فیصلہ لکھنے پر آمادہ کیا۔

اور چوتھی اور پانچویں دفعہ کے ارتکاب کذب میں جو منصفین آرہ کا اسکے حق میں فیصلہ دینا بیان کیا گیا ہے یہ ایک مستقل کذب و دروغگوئی ہے۔ جسکا بیان نمبر (۴۱) پر ہوگا۔ کذب نمبر نہم و دہم خاکسار کی نسبت دعوئے خاموشی اور اپنے وعدہ و اقرار کی فراموشی ہے۔ نمبر ۹

مولوی ثناء اللہ نے اپنی اخبار ۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء میں خاکسار کی نسبت ایک دعوی دروغ یہ مشتہر کیا ہے کہ اہلحدیث مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء میں مولنا بٹالوی کی تحریر کے مطابق لکھا گیا تھا۔ کہ آپ حسب وعدہ تین سو روپیہ حاجی علی جان سوداگر دہلی کے پاس جمع کرادیں۔ اور منصف علمائے دیوبند کو منظور کریں۔ روپیہ جمع کرانے کی مہلت ایک ہفتہ کی دیگئی تھی۔ دوسرا یہ دعوے کہ جناب موصوف نے وہی کیا جس سے ان سے امید تھی۔ روپیہ کی محبت میں اپنے قول و اقرار کو بھول گئے۔ ان دو اکاذیب کی تائید میں جو مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء کا حوالہ دیا ہے۔ وہ نو نمبر اکاذیب پر مشتمل ہے۔ جو کذب نمبر یازدہم لغائت نمبر نوزدہم تک شمار ہوتے ہیں نمبر ۱۰

اول جو کذب نمبر یازدہم ہے۔ اوسکا خاکسار کو مخاطب کرکے یہ کہنا کہ آپکی خداداد نمبر ۱۱

قابلیت ہے کہ جس بات کے قائل ہونگے۔ اسمیں سو تکلیف پاویں ہزار ذلت اٹھاویں چھوڑینگے نہیں

نمبر ۱۲ **دوم** (جو کذب نمبر دوازدہم ہے) اسکا یہ کہنا ہے کہ مولٰنا (خاکسار) کو جو جو تکلیفیں اور ذلتیں اس کبرسنی میں برداشت کرنی پڑی ہیں انکا میں ذکر کیا کروں۔

نمبر ۱۳ **سوم** (جو کذب نمبر سیزدہم ہے) اسکا ان تکلیفات کی نظیر میں یہ کہنا ہے۔ تازہ تکلیف کا آج ہم ذکر کرتے ہیں (پھر مرزا ظفر اللہ کے فیصلہ کو ذکر کیا۔ جو زیر بحث منصف صاحب ہے)

نمبر ۱۴ **چہارم** (جو کذب نمبر چہاردہم ہے) دوسری نظیر ذلت و تکلیف اٹھانیکی فیصلہ آرہ بیان کیا ہے۔ جسکا کذب ہونا بیان کذب نمبر اوّل لغائت سوم میں ثابت ہو چکا ہے۔

نمبر ۱۵ **پنجم** (جو **کذب** نمبر پانزدہم ہے) اوسکا یہ کہنا کہ مرزا ظفر اللہ منصف سابق کو آپ نے خوب کوسا ہے اور صلواتیں سنائی ہیں اور گالی گلوچ دیا۔ ہتک آمیز دل آزار کلمات لکھے۔

نمبر ۱۶ **ششم** (جو کذب نمبر شانزدہم ہے) اسکا یہ کہنا ہے "آپنے مرزا صاحب موصوف کو اپنے ہم خیال علماء سے فیصلہ کے وقت مشورہ لینے کو لکھا تھا۔

نمبر ۱۷ **ہفتم** (جو کذب نمبر ہفدہم ہے) اوسکا یہ کہنا کہ میں نے آپکے مسلمہ منصفونکو پیش کیا تھا

نمبر ۱۸ **ہشتم** (جو کذب نمبر ہژدہم ہے) اوسکا یہ کہنا کہ منصفوں کے میرے ہم خیال نہونے سے آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ اہلحدیث نہوں۔

نمبر ۱۹ **نہم** (جو کذب نمبر نوزدہم ہے) اوسکا یہ کہنا ہے کہ آپنے جو مرزائیونکو میرا ہم مذہب کہتا ہے۔ یہ کذب ہے ان اکاذیب یازدہ گانہ سے کذب نہم و دہم مندرجہ اخبار ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۵ء کے کذب ہونے پر مولوی ثناء اللہ کے خطوط ۲۹ ستمبر و ۳ اکتوبر ۱۹۱۵ء دلیل ہیں۔ جن میں صاف اقبال ہے کہ میں اسکے مطالبہ انعام کا جواب بذریعہ رجسٹری شدہ کارڈ ماہ ستمبر میں دے چکا تھا۔ پھر ۸ اکتوبر میں میری نسبت خاموشی اور اپنے قول و اقرار کی خاموشی کا دعوے کذب نہیں تو اور کیا ہے؟۔ وہ کارڈ ملاحظہ منصفین کیلئے پیش کیا جاتا ہے۔ غیر حاضر ناظرین بذریعہ ڈاک منگوا سکتے ہیں

اور اکاذیب مندرجہ اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء میں سے **کذب اوّل** کے کذب ہونے پر خود ثناء اللہ کا اپنا بیان ۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء کافی و روشن دلیل ہے جسمیں خاکسار کو متلون طبیعت کہکر چند واقعات جھوٹے (جنکے کذب ہونیکی تفصیل کذب نمبر ( ) میں ہوگی) ذکر کئے

بصفحہ ۵ اخبار مذکور کہا ہے کہ "اِن واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر مندرجہ ذیل آپ ہی کے حق میں ہے ؎

ایک جا رہتے نہیں عاشقِ بدنام کہیں دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

اور یہ بات ادنیٰ اہل عقل و انصاف پر مخفی نہیں ہے کہ اپنے خیال و مقال پر جمے رہنا اور ہٹ کرنا متلوّن طبیعت ہونے کی ضد و مخالف ہے۔ جو دونو ایک شخص میں جمع نہیں ہو سکتیں ایک شخص میں اِن دونو ضدوں کے پائے جانیکا دعوےٰ سفید جھوٹ ہے۔

کذب دوم کے کذب ہونے پر تکالیف اور ذلتوں کی تفصیل و تنظیر میں کذب سوم و چہارم کو پیش کرنا کافی ہے۔ مرزا صاحب کے فیصلہ سے کون ذلیل ہوا؟ اور آرہ والوں کے فیصلہ سے کس کو ذلت پہنچی؟ اِس کا تصفیہ منصف صاحب حال اور پبلک کریں گے۔ اُنہوں نے کوئی فیصلہ نہ دیا تو ہماری اِس تحریر و تفصیل اکاذیب ثناء اللہ سے پبلک پر ظاہر ہو جائیگا کہ ان دونو فیصلوں نے ثناء اللہ اور اُسکے منصفوں کو نہایت ذلیل اور شرمندہ اور زندہ درگور کر دیا ہے۔ منصفین ثلاثہ آرہ کو جو ہمارا خط اسمی حافظ عبد اللہ غازیپوری اور اصل فیصلہ آرہ کے (جو جلد ۲۲ اشاعۃ السنۃ میں شائع ہو چکی ہے اور انکے پاس ۱۹۰۹ء میں پہنچ چکی تھی) جواب میں ایک فقرہ ایک کلمہ ایک حرف اس عرصہ آٹھ برس تک لکھا نہ گیا۔ اور اس سے زیادہ بن نہ پڑا کہ اِن صاحبوں نے ہماری اس جلد ۲۲ رسالہ کو جو اُن کے پاس ۱۹۰۹ء میں پہنچی پڑھکر دوسرے پولندہ میں واپس کر دیا۔ اس سے بڑھکر ایک مدعی علم کے لئے ذلت اور کیا ہو سکتی ہے؟۔ اب رہے مرزا ظفر اللہ صاحب۔ سو وہ ہر چند عالم نہیں مگر قانون دان جج تو تھے۔ اُنکو بھی اتنی سمجھ نہ آئی کہ صرف ایک فریق کا جواب سُنکر دوسرے فریق کو دس روز کی مہلت جواب کے لئے دیکر آٹھویں روز ہم نے فیصلہ کر دیا ہے۔ سو بھی منصفی سے استعفاء دینے کے بعد۔ اور یہ امر قانون دان اصحاب کے نزدیک ہماری خفت کا موجب ہوگا۔ یہ بات بذریعہ تحریر آپ کو جتائی گئی۔ رسالہ مباحثہ باپ و بیٹے میں بصفحہ ( ) چھاپکر آپ کی خدمت میں بھیجی گئی تب بھی آپکو سمجھ میں نہ آئی یا سمجھ بوجھکر انہوں نے نہ مانی۔ ایک روز چوہدری نبی بخش صاحب وکیل لاہور کے مکان پر اُنسے اتفاقیہ ملاقات ہوئی تو میں نے اُنسے اِس بات کو زبانی سمجھانے کیلئے دوسری دفعہ ملنے کی درخواست کی

تو انہوں نے ملاقات سے صاف انکار کر دیا۔ اس سے بڑھکر ایک قانون دان جج کیلئے (گو پچپن سالہ ہو کر پنشنیاب ہو چکا ہو) اور کیا ذلت ہو سکتی ہے؟۔

نمبر پنجم کا کذب ہونا ثناء اللہ سے میرے وہ خطوط و تحریرات جنمیں میں نے مرزا ظفر اللہ صاحب کے جناب میں ہتک آمیز و دل آزار کلمات و گالی گلوچ اور کوسنے والے الفاظ بقول اُس کے یا مرزا صاحب کے تحریر کئے ہیں طلب کرنے سے ثابت ہو سکتا ہے میں نے کوئی ایسا کلمہ اُن کے حق میں قلم سے نہیں نکالا۔ بجز **دو کلمات** کے (۱) یہ کہ آپ عالم نہیں ہیں جو ایک واقعی امر ہے جسکا اُنکو بھی اعتراف ہے۔ اور اسی اعتراف سے انہوں نے منصف ہونے سے انکار کیا تھا۔ جسپر میں نے انکو لکھا تھا کہ میں اردو عبارت ثناء اللہ کے مطالب میں جنکے سمجھنے کیلئے عالم ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپسے انصاف کراؤنگا۔ (۲) یہ کہ آپنے ثناء اللہ کے اپنے جواب دوم کو اخبار میں چھاپ دینے کو جائز رکھا ہے۔ اور میرے جواب دوم کو چھاپنے کا وعدہ اس سے نہیں لیا۔ اسمیں صاف اسکی رعایت پائی جاتی ہے۔ اِن دو کلمات کے (جنکو میں توہین نہیں سمجھتا اور امید ہے کہ کوئی عاقل با انصاف اسکو توہین نہ کہیگا) سوائے کوئی کلمہ توہین یا دل آزار یا گالی گلوچ کا مرزا صاحب کے حق میں میری کلام سابق میں ثناء اللہ نکال دے تو فی کلمہ ایک روپیہ انعام لے۔ اور اگر مرزا صاحب نکالدیں تو فی کلمہ دس یا بیس یا پچاس یا سو جو چاہیں انعام لیں

نمبر ششم کا کذب ہونا بھی ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ عباد ثلثہ (مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی۔ و مولوی عبد اللہ صاحب غازی پوری و مولوی حافظ عبد اللہ صاحب امرتسری مقیم روپڑ) سے (جن سے مشورہ لینے کا ابو سعید نے مرزا صاحب کو مشورہ دیا تھا) مولوی عبد اللہ غازی پوری ابو سعید کے ہم خیال ہیں یا مولوی عبد اللہ ٹونکی اسکے ہم خیال ہیں" جواب لینے سے ثابت ہو جائیگا۔ مولوی عبد اللہ غازیپوری چھٹے ہوئے ثنائی ہیں۔ اور وَن آف تھری ایکوئل ممبرز ثنائی پارٹی ہیں۔ اور مولوی عبد اللہ ٹونکی کو زمانہ حنفی کہتا ہے اور وہ خود بھی حنفی محض کہلاتے ہیں۔

نمبر ہفتم کا کذب ہونا بھی ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ حافظ احمد صاحب دیوبندی کو ابو سعید نے کب منصف مانا ہے۔ جواب طلب کرنے سے ثابت ہو سکتا ہے خاکسار نے کبھی

انکو منصف نہیں مانا۔ ثناء اللہ سچا ہے تو میری کسی تحریر سے اسکا ثبوت دے۔

نمبر ہشتم کا کذب ہونا بھی ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ "کیا ابو سعید تمکو اہلحدیث جانتا اور مانتا ہے؟ اور کیا تمہارے انکار حجت اجماع کے سبب وہ تمکو شیعہ و خارجی و انکار معجزہ احیاء طیور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور رزق مریم علیہا السلام وغیرہ خوارق کے سبب نیچری اور قصص و اخبار میں حقیقت شرعی کے لغت سے مقدم ہونے سی انکار کے سبب مرزائی (جسکی شکایت تم نے کذب نمبر نوزدہم بھی کی ہے) اور بعض احادیث کو مفسرہ قرآن تسلیم نکرنے کے سبب معتزلی و چکڑالوی نہیں لکھ چکا" جواب لینے سے ثابت ہو سکتا ہے۔ ان الزامات کا خاکسار کیطرف سے اس پر عائد ہونا اور قلم میں آنا وہ مان لے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ علمائے منصفین کے تمہارے ہم خیال ہونے سے اسکی یہ مراد ہو کہ وہ اہلحدیث نہوں کیا اس مراد کے بیان میں وہ مثل درغگوئم بر روئے تو اور مصرع چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق نہیں ہوا؟۔ اور اسکا یہ بیانِ مراد توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ نہیں ٹھیرتا؟۔ اب رہا اسکا کذب نمبر نہم (یا نوزدہم) یعنی ثناء اللہ کو میرے ہم مذہب مرزائیاں ٹھرانے کو اسکا کذب کہنا۔ سو اسکا کذب ہونا رسالہ آیات متشابہات میں اُسکے اس اصول مذہب مرزا کو اختیار کرنے سے کہ "حقیقت شرعیہ احکام میں لغت سے مقدم ہوتی ہے۔ اخبار میں نہیں ہوتی"۔ ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس رسالہ کے صفحہ ۱۲ میں اس نے کہا ہے "حقیقت شرعیہ ہمیشہ لغت سے مقدم ہے۔ مگر واضح رہے کہ یہ تخصیص یا حقیقت احکام میں ہوتی ہے جو شریعت (اخبار میں نہیں) میں بطور حکایت گذشتہ یا بطریق پیشگوئی آیندہ الفاظ یا عبارت آوے انمیں اسکی نظیر نہیں ملتی"۔ یہ بعینہٖ مرزا قادیانی کا اصول مذہب ہے جو ازالہ اوہام صـ ۲۹۶۔ صـ ۴۰۲ صـ ۴۰۵ میں بیان ہوا ہے۔ اور مرزا کے سوا کسی سنی مسلمان حنفی۔ شافعی۔ مفسر۔ محدث فقیہہ۔ اصولی کے کلام میں اس کا نام و نشان نہیں۔ جو شخص کسی سُنی مسلمان عالم کی کلام سے اسکی نشان دہی کرے وہ جو چاہے ہماری حیثیت کے مطابق ہم سے انعام لے۔ اور اگر کوئی اسکا پتہ بجز کلام مرزا کہیں نہ پاوے تو انصاف و ایمان سے مان لے کہ جو اس اصول کے مطابق اعتقاد رکھے وہ مرزا کا ہم مذہب ہے۔ گو زر طلبی

اور نام آوری کی غرض سے بطور جنگ زرگری اس سے صف آرائی بھی کرتا ہو جیسے آنحضرتؐ کے عہد میں آنحضرتؐ کے مخالفین کفار سے قزمان منافق سینہ سپر ہو کر لڑتا تھا۔ اور آخر وہ آنحضرتؐ کی شہادت سے جہنمی ثابت ہوا۔ (اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ کا صفحہ ۱۶۳ اور صحیح بخاری کا صفحہ (۴۰۲) ملاحظہ ہو۔

یا ہمارے آخری زمانہ میں یوروپ کا ایک عیسائی گاڈفری ہگنس آنحضرتؐ کی مبشر فی الانجیل بلفظ فارقلیط ہونے کے ثبوت میں ایک کتاب لکھ چکا ہے اوسکا ذکر بھی صفحہ ۱۶۳ جلد ۲۳ اشاعۃ السنۃ میں ہو چکا ہے۔

منصف صاحب و عام ناظرین ملاحظہ کریں اور ثناء اللہ کے مباحثات سے جو آریہ وغیرہ سے وہ کرتا ہے۔ اسکا مسلمان ہونا نہ نکالیں۔

نمبر ۲۰ کذب بست ہم لغایت کذب بست و دوم ثناء اللہ کا اخبار ۷ جولائی ۱۹۱۵ء میں تین کذب کا ارتکاب کرتا ہے۔ اول (جو کذب نمبر بست ہم ہے) اسکا وہی پرانا کذب ہے جسکا ارتکاب وہ پہلے دو دفعہ نمبر ۴ و ۵ میں کر چکا ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف (خاکسار) نے میرے نزاع میں علمائے آرہ کو منصف بنایا۔ اور فیصلہ پر اپنے خیالات سے رجوع کرنیکا اقرار کیا۔

نمبر ۲۱ (اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ صفحہ ۱۶۱) دوم جو نمبر بست و یکم ہے اسکا یہ کہنا ہے کہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ کے صفحہ ۱۲۴ میں یہ کہا ہے۔ مسائل شرعیہ میں کسی کو منصف ماننا گدھا پن ہے۔ پھر پانچ واقعات میں جنمیں ایک واقعہ آرہ ہے (جسکا کذب ہونا نمبر ۴ و ۵ وغیرہ میں بتایا گیا ہے) بیان کرکے خاکسار کا مسائل شرعیہ میں لوگونکو منصف ماننا بیان کرکے اس سے بطور نتیجہ یہ سوال کیا ہے کہ ہم میں سے گدھا کون ہے۔

نمبر ۲۲ سوم (جو کذب نمبر بست و دوم ہے) اس کا ایک مجہول الاسم نامعلوم الرسم عبدالکریم دہلوی سے مجموعہ اکاذیب متعلق جلسہ ۱۰ مئی دہلی نقل کیا ہے۔ ان اکاذیب ثلثہ سے کذب نمبر اول کا کذب ہونا ثبوت کذب نمبر ۴ و ۵ وغیرہ میں ظاہر ہو چکا ہے۔

اور کذب نمبر دوم کا کذب ہونا ملاحظہ صفحہ ۱۲۴ جلد ۲۱ اشاعۃ السنۃ سے منصف صاحب و عام ناظرین پر ظاہر ہو سکتا ہے۔

صفحہ ۱۲۴ جلد ۲۱ میں مطلقاً اور بے قید منصف بنانے کو گدھا پن نہیں کہا۔ بلکہ خاص بعض صورتوں میں گدھا پن اور بعض صورتوں میں مناسب کہا گیا ہے۔ اور ان ہی صورتوں میں خود بھی غیروں کو منصف بنایا ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے حوالہ صفحہ ۱۲۴ جلد ۲۱ میں بعینہ یہ عمل کیا۔ لاتقربوا الصلوٰۃ کو تو لے لیا۔ اور انتم سکاریٰ کو چھوڑ دیا ہے۔

اصل عبارت صفحہ ۱۲۴ جلد ۲۱ ملاحظہ منصف صاحب اور عامہ ناظرین کے لئے نقل کیجاتی ہے جو یہ ہے :۔ (" اور جو مولوی ابو سعید صاحب منصف کرنے سے انکار کرتے ہیں اور اسکو گدھا پن قرار دیتے ہیں تو اسکی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ منصفی غیر کی اسحالت میں منظور کرنا مناسب ہے۔ جب دو شخص متنازعین کا آپسمیں فیصلہ نہ ہوسکے اور ایک شخص اپنی بات کو خود نافذ نہ کرسکے یا اسکو کسی مصلحت سے نافذ نکرنا چاہے۔ اور انکے نافذ کرنے میں اپنے اوپر کسی کی طرف سے الزام بے انصافی کا خوف رکھتا ہو۔ یا اسکو اپنی رائے میں کچھ اشتباہ ہو اور جس حالت میں ایک شخص اپنی رائے کو قطعاً صحیح سمجھتا ہو اور اسکو نافذ کرنیکا کامل اختیار رکھتا ہو اور اسمیں اسکو کسی کے الزام کا خوف نہ ہو۔ تو پھر اسکو اپنی رائے کے پرکھنے اور نافذ کرنے کیلئے کسی دوسرے کو حاکم بنانا اپنی خداداد آزادی کو تلف کرکے دوسرے کے آگے گدھا بننا ہے کہ جہاں چاہے اسکو لے جائے ")

یہ مولوی اللہ دتا مرحوم ساکن سوہل کے خط کی عبارت ہے جو مولوی ثناء اللہ کے نام انہوں نے لکھا تھا۔ جو قبل از طبع مولوی ثناء اللہ کے پاس پہنچا۔ پھر بعد طبع جلد ۲۱ اسکی نظر سے گذرا۔ اس عبارت کا مطلب بیان کرنے میں اُس نے وہی عمل کیا جو لاتقربوا الصلوٰۃ پر وانتم سکاریٰ کو چھوڑنے والے نے عمل کیا تھا۔ اور یہ امر اسکے فرض منصبی کے برخلاف تھا۔ اسکی تفصیل صفحہ ۱۲۵ جلد مذکور میں ملاحظہ منصفین کے لائق ہے۔

اس کذب نمبر دوم کے متعلق پیسہ اخبار ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء میں کچھ کہا گیا ہے جو کذب سوم کے ضمنی کذب چہارم کے بعد نقل کیا جاویگا۔

اور کذب سوم کے مجموعہ اکاذیب کو جلد ۲۳ اشاعۃ السنۃ۔ و روزانہ پیسہ اخبار ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء وغیرہ میں بخوبی ظاہر کیا گیا ہے۔ یہاں اصل پرچہ روزانہ ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء کو ملاحظہ منصف

صاحب کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اور اسکا خلاصہ دیگر منصفین غیر حاضرین کے ملاحظہ کیلئے نقل کیا جاتا ہے۔ پس واضح ہو کہ کذب سوم کے ضمنی اکاذیب چار ہیں۔

کذب اوّل۔ یہ کہ ایک زمانہ تھا کہ مولوی صاحب نے مرزا صاحب قادیانی کی تکفیر کا بیڑا اُٹھایا تھا پھر ایک وقت آیا۔ کہ عدالت میں مرزا صاحب کے مریدوں کی تکفیر سے دست بردار ہو گئے۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد بدستور انہیں کافر کہنے لگے۔ اس کذب کا کذب ہونا روزانہ اخبار میں مشتہر کیا گیا تھا جسکو نام کی انجمن اہلحدیث لاہور کے رسالہ حساب ششماہی میں بسبب اخبار نقل کر کی دسمبر ۱۹۱۳ء میں مشتہر کیا ہے

مرزائی فرقہ کا ایک تازہ افترا

افترا پردازی اور دروغ سازی تو فرقہ مرزائی قادیانی کا اصل اصول ہے۔ اور اُن کی مذہب کی بنا ہی کذب و افترا پر ہے۔ سب سے پہلا کذب مرزا قادیانی کا یہ دعوےٰ ہے کہ مجھے خدا تعالےٰ کیطرف سے الہام ہوتا ہے۔ پھر اُسکا یہ دعویٰ کہ میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی۔ پھر اُسکا یہ دعوےٰ کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو گئے ہیں۔ اور آنے والا مسیح جس کی پیشینگوئی قرآن مجید میں اشارۃً اور حدیث میں صراحۃً ہوئی ہے۔ میں ہی ہوں۔ پھر اُسکا یہ دعوےٰ کہ مہدی موعود بھی میں ہوں پھر اُسکا یہ دعویٰ کہ میں ابن مریم سے بہتر ہوں۔ پھر اسکا یہ دعویٰ کہ الفاظ قرآن و حدیث کے (جو متعلق آمد مسیح و مہدی وارد ہیں) حقیقی معنے مراد نہیں ہیں بلکہ مجازی معنے مراد ہیں۔ اسکا یہ دعویٰ اسکے ہر ایک کفر کا مبنی اور اصل اصول ہے۔ اسی دعویٰ کفریہ کے بنا پر اُس نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ مسیح ابن مریم و یاجوج و ماجوج و دابۃ الارض و دجّال کے جو معنی میں نے سمجھے اور بیان کئے ہیں وہ معاذ اللہ و حاشا للہ (نقل کفر کفر نباشد) خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں سمجھے تھے۔ اور وحی الٰہی بھی بوجہ موجود نہ ہونے نمونے و مثال کے نہیں سمجھا سکی۔ ان کفریات پر جو اشاعۃ السنۃ جلد ۱۳ میں مرزا کے حق میں فتوےٰ کفر علماء پنجاب ہندوستان کیطرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اس فتوےٰ کی صحت پر خاکسار کو ابتک یقین و اعتقاد ہے اور ان دنوں خاکسار نے ایک اور پُرزور فتوےٰ کفر مرزا پر بعض علمائے دیوبند کے استفتاء پر طیار کیا ہے۔ جو عنقریب اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ میں شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مرزائی پارٹی کے

بعض ممبروں نے اس فتوے کا مضمون خاکسار کی زبان سے سُنکر بزعم خود پیش بندی کی ہے۔ اور اخبار "الفضل" اور "پیغام صلح" میں یہ جھوٹی خبر مشتہر کر دی ہے کہ ابو سعید محمد حسین نے مرزا کی تکفیر سے رجوع کر لیا ہے جسپر بہت احباب و اخوان کے خطوط متعلق استفسار حقیقت اس خبر کے پہنچ رہے ہیں۔ اور جنکے علیحدہ علیحدہ جواب لکھنے سے خاکسار عاجز ہو گیا ہے۔ لہذا بذریعۂ اخبار (پیسہ اخبار) عام مسلمانوں کو اطلاع دیتا ہے کہ خاکسار نے اس فتوٰی کفر سے رجوع نہیں کیا۔ جس نے رجوع کیا ہو اُسپر ہزار لعنت۔ مرزائی اگر جھوٹے نہیں ہیں۔ تو جھوٹے پر کچھ کم ہی کہدیں۔ اِن مفتریوں نے اس افترا کا منشاء میرے اس قول کو ٹھہرایا ہے جو مَیں نے عدالت منصفی گوجرانوالہ میں کہا تھا۔ کہ مَیں مرزائیوں کو مطلقاً و بلا تفصیل کافر نہیں کہتا۔ جسکا مطلب اُسی وقت عدالت میں مَیں نے یہ بیان کر دیا تھا کہ مرزا کے مریدوں میں سے جو عقائد کفریہ مرزا کے معتقد ہیں اُن کو کافر کہتا ہوں۔ اور جو ان عقائد سے بیخبر ہیں اور دھوکے میں آکر اُسکے مریدوں میں داخل ہو گئے ہیں۔ جیسے اکثر جاہل مرید پیروں کے مرید ہو جاتے ہیں وہ کافر نہیں۔ لفظِ "مطلق" "الفضل" میں بھی موجود ہے۔ مگر یہ ہٹ دھرم انصاف سے کام نہیں لیتے۔ یا جہل کے سبب اس لفظ مطلق کے معنی نہیں سمجھتے۔ اور بد دیانتی کی وجہ سے اس لفظ کی تفصیل کو جو مَیں نے عدالت میں کی تھی خورد برد کر گئے ہیں۔ فعلیہم من اللہ مایستحقونہ۔ فقط۔ **راقم ابو سعید محمد حسین**

کذب دوم۔ ندوہ کے جلسہ کیلئے مولانا دہلی تشریف لائے تو حاجی عبد الغفار صاحب کو حکم قرار دیا۔ مگر جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی حاجی صاحب کو حکم (ثالث) منظور کر لیا تو خود مولانا نے انکار کر دیا۔

اس کذب کا کذب ہونا پیسہ اخبار ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء میں اس عبارت میں ظاہر کیا گیا ہے "مَیں نے حاجی عبد الغفار کے مکان پر مرزا ضمیر الدین صاحب اور مولوی سید احمد حسن صاحب کے سامنے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۸ لغائت صفحہ ۲۰ کے مطابق منصفی نامہ تحریر کرنے کو حاضر ہوں۔ مگر مولوی ثناء اللہ نے نہ مانا۔ جسپر مرزا صاحب نے فرمایا کہ آپ رسالہ میں چھاپ دیں کہ مولوی ثناء اللہ اپنی بات پر قائم نہیں رہے۔ ایسا ہی

مولوی سید احمد حسن صاحب نے فرمایا تھا۔

کذب سوم۔ اسکے بعد مولانا نے مولوی شبلی صاحب کے کفر پر بحث کی۔ اس کا کذب ہونا اسی پرچہ پیسہ اخبار میں ان الفاظ سے ظاہر کیا گیا۔ میں نے مولوی شبلی صاحب کے کفر پر بحث نہیں کی۔ بلکہ انکو ان کفریات سے جنکا کفر ہونا وہ مان چکے ہیں بچانے کی کوشش کی۔ اور یہ صلاح دی کہ وہ ان کفریات سے جنکو وہ اپنی تصانیف میں درج کر چکے ہیں رجوع کا اشتہار دیں۔ یا ان تصانیف کو آگ کی نذر کریں۔

کذب چہارم۔ صدر جلسہ نے ایسے خطرناک جلسہ کا نظام قائم رکھا۔ اور ایسے جلسہ کو آخری منزل تک کامیابی کیساتھ پہنچایا۔

اسکا کذب ہونا اسی پرچہ پیسہ اخبار میں بایں الفاظ ظاہر کیا گیا ہے:۔ "ناکامی جلسہ کا ایک گواہ خود حکیم صاحب کا وہ قول ہے جو پیسہ اخبار ۲۶ جون میں منقول ہے کہ میں اس شور و فساد میں کیا کر سکتا تھا۔ دوسرا گواہ حکیم صاحب کا وہ قول ہے جو اخبار اہلحدیث ۲۲ مئی میں منقول ہے۔ کہ فساد کی بھی ایسی توقع نہ تھی جیسی کہ ہوئی۔ تیسرا گواہ حکیم صاحب کا وہ قول ہے جو پیسہ اخبار ۱۲ مئی میں منقول ہے۔ کہ ایسی حالت جو اسوقت میں ہو رہی ہے مسلمانوں کے لئے شرمناک ہے۔ چوتھا گواہ حاجی عبد الغفار صاحب کا وہ قول ہے جو پیسہ اخبار ۲۶ جون میں منقول ہے کہ شکر ہے کہ بچکر چلے آئے۔ کسی کا سر نہیں پھوٹا۔ پانچواں گواہ خود صدر جلسہ مولوی ثناء اللہ کا بار بار حاضرین جلسہ کو شرافت اختیار کرنیکا حکم دینا۔ اور بصورت دیگر کرسی صدارت کو چھوڑ دینے سے ڈرانا ہے۔ (پیسہ اخبار ۱۲ مئی ملاحظہ ہو) چھٹا گواہ شمس العلماء مولوی ابو الخیر کا وہ قول ہے جو پیسہ اخبار ۱۲ مئی میں منقول ہے۔ کہ خدا کی قسم! جلسہ کی یہ حالت دیکھکر دل پاش پاش ہو گیا ہے۔ ساتواں گواہ خواجہ غلام الثقلین کا قول اسی اخبار ۱۲ مئی میں ہے۔ کہ اگر لوگ اسی طرح شور کریں گے تو جلسہ کی بڑی ہنسی ہوگی۔ آٹھواں گواہ ایڈیٹر الناظر کا قول ہے جو اسی اخبار میں منقول ہے کہ کیا لوگوں کو اسی واسطے بلایا تھا۔ کہ اگر وہ کچھ بیان کریں تو لوگ شور سے ناک میں دم کر دیں۔ نواں گواہ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں کا وہ قول ہے۔ جو اسی اخبار میں منقول ہے۔ کہ میں اس جلسہ کو اصلاح کا اہل نہیں سمجھتا۔ دسواں گواہ رپورٹر پیسہ اخبار

کا قول اسی اخبار میں کہ جلسہ نہائت بے سروسامانی اور بدمزگی سے برخاست ہوا۔ منقول ہے۔ فتلك عشرة كاملة۔ ان شہادات عشرہ سے جنمیں تین شہادتیں بانی جلسہ کی اور ایک صدر جلسہ (مولوی ثناءاللہ) کی ہے۔) صاف اور یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ جس کامیابی جلسہ کا دعوےٰ کیا گیا تھا اس سے بجز اسکے کوئی مراد نہیں ہوسکتی کہ جلسہ میں جوتی پیزار نہیں ہوئی۔ اور سب کی آبرو بچ گئی۔ باقی ہیچ۔

یہ دس شہادتیں ناکامیابی جلسہ کی روزانہ پیسہ اخبار میں بیان ہو چکی تھیں۔ گیارہویں شہادت خود اسی دروغگو عبدالکریم دہلوی کی ہے جو اس اخبار نااہلحدیث میں اس جلسہ کو خطرناک کہہ چکا ہے۔ خطرناک ہونا بدامنی کا مثبت ہے۔ اور بدامنی کے ساتھ کامیابی کیسی؟ بجز اس کے کہ صدر جلسہ کی سخت بے عزتی نہیں ہوئی؟۔ چنانچہ اسی پرچہ پیسہ اخبار ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء میں کہا ہے کہ بانی جلسہ حکیم صاحب نے پیسہ اخبار میں یہ بھی کہا ہے کہ صدر جلسہ نے قابلیت سے جلسہ کو نبھایا۔ مولوی ابوسعید کا جواب الجواب۔ اس تعریف قابلیت کے وہی معنی ہیں جو اخبار اہل حدیث ۱۵ جون میں کرزن گزٹ مرزا حیرت سے نقل کئے گئے ہیں۔ کہ ہم مولوی ثناءاللہ صاحب کی تعریف کرتے ہیں کہ باوجود پے در پے جھنجوڑوں اور ہچکولوں کے وہ کرسی صدارت پر قائم رہے ورنہ ایسی حالت میں جبکہ ہر طرف سے میر مجلس کی بے ضابطگی پر اسے درشت سے درشت لہجہ میں ڈانٹا جاتا تھا۔ کوئی شخص بھی خواہ کیسا ہی دل وگردہ کا کیوں نہو ایک منٹ بھی بیٹھ نہ سکتا تھا (کرزن گزٹ ۱۵ مئی ۱۹۱۴ء) ناظرین سمجھ سکتے ہیں (گو مولوی ثناءاللہ صاحب فرط ذکا سے نہ سمجھے) کہ یہ تعریف ہے یا ہجو؟ جو کسی نے سچ کہا ہے ؎

بامن ازجہل مقابل شدہ نے منفعلے کہ گرش ہجو کنم می بودش مدح عظیم

(راقم ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ)

اس پرچہ پیسہ اخبار میں کذب (نمبر دوم یا بست ویکم) کے کذب ہونیکی تائید میں کہا گیا ہے کہ اشاعۃ السنۃ جلد اکیس میں مسائل شرعیہ میں کسی کو منصف بنانے کو گدھا پن نہیں کہا۔ بلکہ منصف بنانے کا محل مناسب بیان کیا گیا۔ اور اسی جلد کے صفحہ ۱۲۴ میں صاف کہا گیا ہے کہ منصفی غیر کی اسی حالت میں منظور کرنا مناسب ہے جبکہ دو اشخاص متنازعین میں فیصلہ نہ ہوسکے۔

۳۴ مولوی ثناءاللہ کا جواب

اور ایک اپنی بات کو نافذ نہ کر سکے۔ یا کسی مصلحت سے نافذ نہ کرنا چاہے۔ یا اسکو اپنی رائے میں اشتباہ ہو۔ اب ناظرین انصاف کریں کہ اس عبارت میں منصفی غیر کی تسلیم و محل مناسب کا بیان ہے یا اسکو مطلقاً گدھا پن کہا گیا ہے؟ اگر نہیں کہا گیا تو پھر بتاویں کہ گدھا کون ٹھہرا۔ وہ جو اپنے روحانی باپ کو گدھا بنا دے یا اسکا باپ گدھا ہے جسکو کبھی کوچہ علم و عقل و فہم میں کبھی گذر ہوا ہوگا۔ وہ یقین سے کہیگا کہ روحانی باپ کو گدھا کہنا ایسا ہے جیسا کہ جسمانی باپ کو گدھا بنانا۔ گو بیٹا مولوی فاضل ہو اور اسکا باپ محض جاہل شالباف ہو۔ چہ جائیکہ بیٹا اپنے روحانی باپ کے علم و فضل کا معترف ہو۔ چنانچہ اخبار نا اہلحدیث میں جابجا یہ اعتراف موجود ہے"

ایسی دشنام دہی و سخت کلامی سے کوئی شریف و نجیب کسی مسلمان بھائی کو مخاطب نہیں کرتا۔ چہ جائیکہ اسکا مخاطب روحانی باپ ہو۔ یہ دشنام دہی و سخت کلامی ملاحظہ منصف صاحب و عامہ اہل انصاف ناظرین کے لائق ہے۔

نمبر ۲۲ سے نمبر ۲۵ — کذب نمبر سوم یا بست دوم چونکہ چار اکاذب پر مشتمل ہے لہذا ہمارا حق ہے کہ اس کذب کے ضمنی اکاذیب ثلثہ کے تین نمبر اور شمار میں لاویں۔ اور اکاذیب گذشتہ کا نمبر شمار بست و پنجم تک شمار کریں۔

نمبر ۲۶ و ۲۷ — **کذب نمبر بست و ششم و کذب نمبر بست و ہفتم**۔ مولوی ثناء اللہ کا خاکسار کے مذہب و روش کی نسبت دو افترا کرنا ہے۔ اول اسکا اخبار، نومبر ۱۹۱۳ء میں کسی مجہول الاسم حاجی ۱۳۱۸ھ سے ۱۳۹۱ھ تک مکہ میں مقیم اور بیت ؎

خر عیسےٰ اگر بمکہ برود — چوں بیاید ہنوز خر باشد

کے مصداق سے ایک ہیچ کذب نمبر ۲۶ نقل کرنا ہے۔ کہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲ ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ میں وقف حسنی پر نظر پڑی۔ مولوی محمد حسین کی روش دیکھکر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر صبر کیا۔۔۔۔۔ مولوی محمد حسین بڑے پکے اہلحدیث و معاون سنت نبویہ کے تھے اور خاص اس مذہب و اعانت سنت نبویہ پر غدر کے بعد سے آجتک قائم رہے۔ یکایک اُن کی تقدیر نے ایسا پلٹا کھایا کہ سب کیا کرایا پائمال ہوگیا۔۔۔۔۔ نہایت افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے صراط مستقیم چھوڑ کر کیوں دوسرا رستہ اختیار کیا۔ متولی وقف وہ جسکو

چاہیں بنا دیں مگر وصیت نامہ میں اتنا لکھ دیں کہ میرا مذہب اہلحدیث ہے۔ اور ہم تا دمِ مرگ اس مذہب سے علیحدہ نہ ہونگے"۔ اس نقل دروغ سے مولوی ثناء اللہ بحکم حدیث من* حدّث بحدیث یریٰ انہ کذب فہو احد الکاذبین بن گیا ہے۔ اور بحکم حدیث کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع جھوٹا ٹہر گیا۔ دوم اخبار ۱۷ جولائی ۱۴ء میں اپنی طرف سے اسکا یہ کہنا ہے "کہ مولوی محمد حسین اتنے عرصہ تک جماعت اہلحدیث کی خدمت کرتے رہے۔ آخر جب پنشن کے قریب پہنچے تو آپنے اپنا رویہ بدل دیا۔ یعنی کہاں تو آپ اہلحدیث کے مذہب کے لئے دلدادہ اور حامی تھے کہاں اب اپنی سابقہ خدمات کے تردید یا بخیال مقلدین سابقہ غلطیوں کی تلافی کرنیکو اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگانے لگے ہیں"۔ پھر اخبار ۱۴ مئی ۱۵ء میں اُسکا یہ کہنا ہے "مولانا بٹالوی نے جب سے اپنے نام کے ساتھ حنفی کا لفظ بڑہایا ہے آپ جماعت اہلحدیث سے کھسکتے جاتے ہیں۔ اور حتی المقدور حنفی جماعت میں داخل ہونیکی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ وہاں کا داخلہ بھی آپکے لئے بند ہو مگر انسانی کوشش جہانتک ہی آپ کرتے ہیں۔ حال ہی کا واقعہ ہے کہ ۱۰ مئی کو آپ دہلی کے جلسہ پر گئے تو علماء حنفیہ سے بھی ملتے پھرے۔ پھر دیوبند بھی اُترے۔ اور علماء دیوبند سے خوب ملے۔ باتیں ہوئیں ....."

کذب بست و ششم کا کذب ہونا۔ مولوی ثناء اللہ یا اُسکے وکیل حاجی "خرِ عیسےٰ" سے اس سوال کا، کہ متولی وقف کرنیکی تو آپنے عام اجازت دیدی۔ اور اب میرے وقف کے متولیوں کی تبدیلی بھی ہوگئی ہے۔ بجائے علمائے حنفیہ دیوبند سہارنپور اہلحدیث علماء مقرر متولی ہوگئے ہیں"۔ اس فعل کے سوا میں نے کس مسئلہ میں یا کس عمل میں اپنی روشِ سابق بدل دی ہے جس کی وجہ سے میں اب اہلحدیث اور معاون مذہب اہلحدیث (جسکو آپ مان چکے ہیں) نہیں رہا؟۔ جس سے ڈر کر آپ مجھے فرماتے ہیں کہ "میں تا دم مرگ مذہب اہلحدیث پر قائم رہنے کا اقرار درج وصیت نامہ کر دوں"۔ جواب لینے سے ثابت ہو سکتا۔ امید بلکہ یقین کامل ہے کہ وہ میری تبدیلی روش کی نظیر میں میرا کوئی عمل اور کوئی مسئلہ پیش نہ کر سکیں گے۔ اور ناقل و منقول عنہ دونو جھوٹے ٹھہرینگے۔ اور لعنت اللہ علی الکاذبین کے مصداق ہونگے۔

اور کذب بست و ہفتم کا کذب ہونا مولوی ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ "ابو سعید محمد حسین

* یعنی جو شخص ایک بات جھوٹی جانکر نقل کرے وہ دونو (ناقل و منقول عنہ) میں سے ایک جھوٹا ٹھیرتا ہے۔ اور اس امر کا ثبوت کہ ثناء اللہ ۳

ص اس بات کو کہ "میں نے مذہب اہلحدیث بدل یا چھوڑ دیا ہے" جھوٹی بات جانتا ہے۔ اس کا وہ اقبال ہے جو صفحہ ۲۸۹ میں اس سے منقول ہے کہ میں اب بھی آپکو اہلحدیث ہی جانتا ہوں۔ ناظرین! ایمان سے کہو کہ یہ اقبالی ڈگری اور کیسی شہادت ہے۔ ۵ جادو وہ جو منہ چڑھکے بولے

مذہب اہلحدیث کے کونسے مسئلہ کے برخلاف عمل کیا جس سے خدمات سابقہ کو منسوخ کیا اور کس مسئلہ میں حنفی مذہب کا توافق یا اتباع اختیار کیا ہے جس سے سابق اظہار غلطیوں مذہب حنفیہ کی تلافی کی" جواب لینے سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ ثناء اللہ ایسا ایک مسئلہ بھی پیش نکر سکے گا تو اس سے اسکا کذب ظاہر ہوگا۔ اور اگر وہ ایسے مسائل پیش کرے تو جس قدر وہ ایسے مسائل پیش کرے خاکسار سے فی مسئلہ دس روپیہ انعام لے۔ منصف صاحب! آپ اس انعام کو مجھ سے وصول کریں اور اگر آپ کہیں (اسکے کہنے کا مجھ کوئی لحاظ و اعتبار نہیں) تو میں پیشگی روپیہ آپکے پاس جمع کرا دینے کو حاضر ہوں۔ اور اُس سے ایسا مسئلہ ایک بھی پیش نہ ہو سکے تو آپ ہی اس دروغ گوئی کی سزا میں جسقدر مناسب سمجھیں اسپر جرمانہ کریں۔ اپنے اکاذیب کی سزا میں پانچ روپیہ فی کذب وہ اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۴ کے میں تسلیم کر چکا ہے۔ یہ جرمانہ اسکا آپ مجھ نہ دیں کسی مسکین کو (جیسے شیخ عبدالعزیز مرحوم کے ذریات ہیں) دے دیں۔۔۔۔۔۔۔۔

جلسہ دہلی ۱۰ مئی ۱۹۱۴ء کے موقعہ پر علماء دہلی سے ملتے پھرنا اور واپسی پر دیوبند اُترنے اور خوب ملنے اور باتیں ہونے کو مذہب اہلحدیث سے کھسکنے اور جماعت حنفی میں داخل ہونے کی دلیل ٹھیرا کر اسکا ذکر کرنا ایک مغالطہ آمیز کذب ہے۔ اس دلیل کے بیان میں مولوی ثناء اللہ سچا ہے تو بتاوے کہ میں دہلی میں بجز حکیم اجمل خاں۔ اور مولوی عبدالحق کے (جنکو اس جلسہ سے خاص تعلق تھا۔ اور خود ثناء اللہ بھی انکے پاس اور دیگر حضرات حنفیہ مولوی شبلی وغیرہ کے پاس اس غرض سے کہ وہ اسکو جلسہ کا صدر بنا دیں جاتا اور ملتا پھرتا تھا) کس کس کو ملا۔ اور دیوبند میں اُترا تو وہاں کتنے گھنٹے ٹھیرا۔ اور کیا کیا باتیں ہوئیں۔ ان باتوں سے میں نے حنفی جماعت میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ یا علماء دیوبند سے جنکو ملا تھا اپنے مذہب اہلحدیث کے ایک مسئلہ وقف علی الاولاد سے متفق کرنا چاہا۔ ثناء اللہ اپنے اس مغالطہ اور اسکی دلیل کا کوئی ثبوت پیش نکرے تو منصف صاحب اسکو دروغگو و مغالطہ دہندہ قرار دیں۔ خاکسار اپنے بیان کی تصدیق و ثبوت میں علماء دیوبند و سہارنپور و رائے پور ضلع سہارنپور وغیرہم کی تحریرات پیش کرتا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ میں حنفی جماعت میں شامل ہونیکی خواہش کے لئے اون سے نہ ملا تھا بلکہ انکو اپنے مسئلہ وقف سے متفق کرنے کے لئے ملا تھا (وقعات یہ ہیں)[1]

کذب بست و ہشتم لغایت سی ام۔ اخبار ۱۰۔ اپریل ۱۹۱۳ء (یا ۱۴ء) میں مولوی

[1] وقعات یہ ہیں جو منصف صاحب کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور پیشگی اخبار صفحات ۷ سے ۱۱ تک ۱۹۱۴ء ہے۔ کیوں نہ ہو؟ دروغ گو را حافظہ نباشد۔

* یہ اختلاف اس اخبار میں پایا جاتا ہے۔ سورخ ۱۹۱۳ء

ثناء اللہ نے تین جھوٹ بولے ہیں۔ اول جو نمبر بست و ہشتم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے "افسوس ہے کہ جب سے آپنے قوم کو چھوڑا۔ قوم نے آپکو چھوڑ دیا۔ آپنے کیسے چھوڑا آپنے نام اہلحدیث کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگایا۔ جسکو اہلحدیث کی قوم نے ناپسند کرکے آپکو الگ کردیا۔ اسمیں میرا کیا قصور ہے۔ میں اب بھی آپکو اہلحدیث جانتا ہوں" (ناظرین یہ وہ قول ثنائی ہے جسکا حوالہ صفحہ ۲۸۷ میں دیا گیا تھا۔)

دوم جو کذب نمبر بست و نہم ہے۔ اسی اخبار میں اوسکا خاکسار کو یہ کہنا ہے کہ "آپ نے اپنی نسبت کہا کہ میں اہلحدیث حنفی ہوں ہزارہا میرے اتباع و پیرو ہیں۔ پھر اس کذب کا ضمیمہ اسکا یہ سوال مغالطہ آمیز ہے کہ ہم مولانا کے ہزارہا میں سے صرف ایک ہی واحد شخص پیرو دکھانے کی تکلیف دیتے ہیں جو اہلحدیث کی جماعت میں حنفی کا ضمیمہ لگا کر آپ کا پیرو کہلاتا ہو۔ بٹالہ سے شروع کیجئے"

سوم جو کذب نمبر سی ام ہے اسی اخبار میں اسکا یہ کہنا ہے کہ "گو جلسہ پشاور میں جناب کو نہ بلایا گیا۔ اور اصول خمسہ پیش کرنیکی اجازت نہ دی مگر اسٹیشن لاہور پر مولانا رحیم آبادی بٹالوی صاحب کو مل گئے تو مولانا رحیم آبادی نے کہا "ہم ہر وقت آپسے مباحثہ کرنیکو طیار ہیں" مولانا بٹالوی نے عذر کیا کہ "آپ تو جلسہ پر جارہے ہیں" لیکن رحیم آبادی صاحب اور حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری وغیرہ نے کہا کہ "ہم جلسہ چھوڑ دیں گے۔ جتنی دیر لگے لگائیں گے مگر آپ سے مباحثہ ضرور کریں گے" لیکن مولانا بٹالوی نے نہ مانا۔ اور اسٹیشن سے نکل گئے"

ان تین نمبروں میں سے نمبر اول و دوم یعنی کذب نمبر بست و ہشتم و نہم کا کذب ہونا مولوی ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ میں نے اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ کس خط یا تصنیف یا فتوے یا تحریر یا تقریر میں اور کب لگایا ہے؟ اور عوام اہلحدیث اپنے اتباع و پیروان سے کب چاہا ہے کہ وہ بھی اہلحدیث حنفی کہلایا اور اپنے نام کے ساتھ لفظ حنفی کا ضمیمہ لگایا کریں؟

مولوی ثناء اللہ اگر سچا ہے تو میرا کوئی خط یا تحریر ایسی پیش کرے جسمیں میں نے اپنے نام کے ساتھ ضمیمہ حنفی لگایا ہو۔ یا اپنے عوام اتباع و پیروان کو ضمیمہ لگانے کا حکم دیا یا امر کیا ہو۔ پیش کرے اور فی تحریر ۵۰۰ روپیہ مجھسے انعام لے۔ میں بلا خوف تکذیب و تردید یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں عموماً اپنی تحریروں، تصانیف، خطوں اور فتووں میں لفظ حنفی کا ضمیمہ نہیں لگایا کرتا۔ اور نہ میں نے اپنے پیروؤں کو اس ضمیمہ لگانیکا امر کیا ہے۔ یہ ظالم مولوی فاضل کہلا کر جہلاء اہلحدیث میں جنکا یہ مقولہ

سُنا گیا ہے "خفی سا بھی سرک" (یعنی حنفی شافعی کہلانا شرک ہے) مجھے بدنام کرنے اور اُن کو مجھ سے متنفر کرنے کو مدت سے مجھ پر یہ تہمت لگا رہا ہے۔۔۔۔

اِس ناکردہ گناہ کا (جسکے خدمات قوم اور اس صدی میں اور اس ملک مذہب اہلحدیث کی بناء مستحکم کرنے اور اس قوم کے بُرے القاب وہابی وغیر مقلد وغیرہ کو موقوف کرا کے گورنمنٹ سے اسکا نام اہلحدیث مقرر کرانیکا یہ ناشکر بھی معترف ہے۔ دیکھو اسکے اخبارات ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ جنمیں اس اہتمام کے ساتھ ان خدمات کا اعتراف بھی پایا جاتا ہے) قصور اسکے زعم فاسد میں یہ ہے کہ میں نے جلد ۲۰ اشاعۃ السنۃ میں جو ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی تھی۔ رسالہ "سبیل الرشاد" مولوی رشید احمد صاحب و رسالہ "الارشاد" مولوی ابو یحیٰی محمد صاحب پر ریویو اور محاکمہ کرتے ہوئے مولوی رشید احمد صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ کہ "خاکسار کو جو سبیل الرشاد میں کئی جگہ سرگروہ فرقہ غیر مقلدین کہا گیا ہے یہ مجھے ناگوار گذرا ہے۔ ہم لوگ جو اس گروہ سے علم کیطرف منسوب ہیں منصوصات میں قرآن و حدیث کے پیرو ہیں۔ اور جہاں نص نہ ملے وہاں صحابہ تابعین و آئمہ مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں۔ خصوصاً آئمہ مذہب حنفی کی جنکے اصول فروع کی کتب ہملوگوں کے مطالعہ میں رہتی ہیں۔ اگر ہمکو عام مسلمانانِ اہل سنت سے ممتاز کرکے کوئی خصوصیت کے ساتھ خطاب دینا ہے تو اہل حدیث کا خطاب دیا جاوے۔ اِس سے بھی زیادہ خصوصیت کرنی ہو تو **اہلحدیث حنفی** کہا جائے"

پھر مولوی محمد۔ ابو یحیٰی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا ہے کہ "اگر آپکو اجتہاد مطلق کا دعوے نہیں ہے اور جہاں نص نہ ملے وہاں تقلید مجتہدین سے انکار نہیں تو آپ علی سبیل الاشتہار اس امر کا اظہار کریں اور اپنے ہمعصر علماءِ اہلحدیث سے مشورہ کرکے بنظر اس تقلید کے حنفی اہلحدیث یا شافعی اہلحدیث (جس مذہب کیطرف آپکے عمل و اعتقاد کا میلان و رجحان ہو) کہلانا منظور کریں" پھر اسکے مطابق جلد ۲۱ کے (جو ۱۹۰۹ء میں شائع ہوئی ہے) صفحہ ۷۴ میں کہا تھا "حضرت شاہ ولی اللہ اور انکی اولاد امجاد بھی جنکا اہلحدیث اور پھر حنفی ہونا ان کی تصانیف سے عیاں ہے اور حضرت شیخنا و شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب شمس العلماء دہلوی بھی ایسے ہی تھے کہ وہ اہلحدیث کے سردار بھی تھے اور حنفی بھی کہلاتے تھے۔ اور حنفی مذہب کی کتب متون و شروح اور فتاوٰی پر فتوے دیتے تھے۔ اُن ہی کی یہ روش ایک مدت مشاہدہ کرکے خاکسار نے رسالہ نمبر ۶ جلد ۲۰ کے صفحہ ۲۰۱ اپنے بعض اخوان

اور احباب اہلحدیث کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ اگر انکو اجتہاد مطلق کا دعوے نہیں اور جہاں نص قرآنی اور حدیث نہ ملے وہاں تقلید مجتہدین سے انکار نہیں تو وہ مذہب حنفی یا مذہب شافعی (جس مذہب کے فقہ واصول پر بوقت نص نہ ملنے کے وہ چلتے ہوں) کی طرف اپنے آپ کو منسوب کریں اور اہلحدیث حنفی یا اہلحدیث شافعی کہلائیں۔ اور خاکسار خود بھی اس مشورہ پر عمل کر چکا ہے۔ مجھ سے کوئی میرا مذہب پوچھتا ہے تو میں بھی کہتا ہوں کہ میں اہلحدیث حنفی ہوں۔ اولاً حدیث پر عمل کرتا ہوں اور اسی کے مطابق فتوے دیتا ہوں۔ پھر جس مسئلہ میں حدیث صحیح صریح نہ ملے اور اجتہاد کی ضرورت پڑے تو وہاں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے اصول و فروع مذہب پر عمل و استدلال کرتا ہوں فیا لیت قومی یعلمون - وبما قلت لهم یعملون +

ان مضامین کی اشاعت پر اس ظالم مفتری نے اپنے اخبار ۸۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء میں یہ نوٹ شائع کیا کہ "علماء کے اس معمولی تساہل نے یہ برا دن دکھایا ہے۔ کہ جو کوئی اس حنفی شافعی کو اپنے ساتھ نہ لگاوے اسکو اہل سنت میں جگہ نہیں ملتی۔ مگر یہ آپ کی ذاتی رائے ہوگی۔ جماعت اہلحدیث پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا" کل کو ایڈیٹر سراج الاخبار وغیرہ یا کوئی اور ہمکو نہ دھمکاوے کہ تمہارے فلاں بڑے عالم نے یہ نسبت اختیار کی ہے۔ اس کے ایسا کہنے پر ہم ایک ہی سنائیں گے ؎

"کسی کا ہو رہے کوئی نبی کے ہو رہیں گے ہم"

جس سے اس ظالم کا یہ مطلب ہے کہ جس نے حنفی کہلایا گو وہ منصوصات میں قرآن اور حدیث کا تابع ہو کر اہلحدیث کیوں نہ کہلاتا ہو۔ صرف اجتہادیات میں حنفی کہلاتا ہو وہ نبی کا متبع نہ رہا۔ تو اسکے جواب میں جلد ۲۲ اشاعۃ السنۃ میں جو ۹ء کو شائع ہوئی خاکسار نے دو مضمون شائع کئے۔ ایک مضمون غیر کا بعنوان "کیا حنفی اہل حدیث نہیں ہوتے" جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ حنفی وغیرہ اہل مذہب اربعہ منصوصات میں اقوال فقہاء کے مقابلہ میں حدیث پر عمل کرنے سے اہلحدیث بھی کہلا سکتے ہیں۔ جیسے متقدمین سے امام ابو جعفر طحاوی وغیرہ ہیں۔ اور اہلحدیث غیر منصوص مسائل میں فقہاء مذہب حنفی کے اقوال کے مطابق فتوی دینے سے حنفی بھی کہلا سکتے ہیں جیسے شمس العلماء مولوی سید نذیر حسین دہلوی تھے۔ اس اصول پر عمل کرنیوالے سبھی حنفی نبی کے پیرو ہیں ؎ نبی کے ہیں سبھی حنفی نہ مرزائی نہ چکڑالی + نہ معتزلی

جو مسلم کی پڑے کرتے ہیں شاگرد وہی۔ اور جو حنفی کہلا کر حدیث صحیح پر عمل ترک کرے وہ حنفی کجا پورا مسلمان بھی نہیں ہے۔

دوسرا مضمون اپنا کہ ہمارا حنفی ہونا کس معنی کر ہے" جسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ میں تمہاری اخبار ۲۶ نومبر ۱۹۰۹ء میں بیان شدہ اقسام اربعہ حنفیہ سے اس قسم کا حنفی نہیں ہوں جو حدیث صحیح کے موجود ہوتے امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتے ہیں۔ بلکہ قسم پنجم کا حنفی ہوں۔ جو حدیث صحیح مخالف مذہب امام پاکر فوراً عمل میں لاتے ہیں اسلئے وہ نبی کو چھوڑ کر کسی اور کے نہیں ہو گئے

پھر اسی کے مطابق بجواب اس مضمون بہتان مشحون واعظ رحیم آبادی کے کہ آپ اب خالص اہلحدیث نہیں رہے لہذا جلسہ خالص اہلحدیث کانفرنس میں آپ تقریر کرنے کے مجاز نہیں۔ اس مضمون کا ایک خط (جو جلد ۲۳ کے صـ۱۳۳ میں مندرج ہو کر چھپ گیا ہے) موقعہ جلسہ دوم کانفرنس پر بمقام امرتسر کانفرنس میں بھیج دیا۔ کہ میں خدا کے فضل سے خالص اہلحدیث ہوں۔ کتاب وسنت کے ہوتے کسی کی تقلید نہیں کرتا خواہ وہ ایک ہو یا جماعت حنفی ہو یا شافعی۔ اور جہاں کتاب اور سنت نہ پائی جاوے۔ نص صریح نہ ہو وہاں اپنا اجتہاد نہیں کرتا۔ ایسے مسائل میں اول پیروی اجماع کرتا ہوں۔ اور اگر اجماع بھی نہ ملے اور صحابہ وتابعین میں اختلاف ہو تو میں کسی صحابی یا تابعی کے قول کی پیروی کرتا ہوں۔ جسکو اقرب الی الصواب پاتا ہوں یا اکثر کا قول سمجھتا ہوں۔ اور سب کا خلاف نہیں کرتا۔ اور صحابہ وتابعین کے بعد کے اقوال کو میں بمقابلہ سلف ہرگز ترجیح نہیں دیتا۔ اور سلف کو مقدم سمجھتا ہوں۔ یہی مذہب اہلحدیث ہے۔ جس سے میرے خیال میں سلف سے خلف تک ایک متنفس بھی خارج نہیں۔ آپ اور آپ کی جماعت کے نزدیک ایسے اعتقاد والا اہلحدیث نہیں تو آپ اس امر کے ثبوت کے لئے ایک گھنٹہ یا کچھ کم وقت دیں۔ اگر آپنے میری درخواست کو نہ مانا تو پبلک سمجھ لیگی کہ آپکا میرے اہلحدیث حنفی کہلانے کو جسکی وجہ صرف یہ ہے کہ میں غیر منصوص اور اجتہادی مسائل میں حنفی مذہب کی فقہ پر فتوے دیا کرتا ہوں۔ مانع تقریر جلسہ اہلحدیث ٹھیرانا گریز کا بہانہ ہے اور وہ کہیں گے کہ یہ کیا انصاف ہے کہ دھرم پال جو ہنوز مسلمان ہونیکا بھی پورا اقرار نہیں کرتا وہ اس جلسہ میں تقریر کرے۔ اور ایک شخص جس نے ہندوستان بھر میں مذہب اہلحدیث کی بنا قائم کی ہے اور گورنمنٹ سے اور پبلک سے اس فرقہ کا نام "اہلحدیث" مقرر کرا دیا ہے وہ تقریر کرنیکا مجاز نہ ہو!۔

میرے اس لکھنے پر بھی اس ظالم مفتری نے اور اسکے ساتھیوں نے اس اتہام والزام کو کہ خاکسار اب خالص نہیں رہا۔ حنفی ہو گیا ہے۔ ترک نہ کیا۔ اور مجھے جلسہ کانفرنس میں تقریر کرنے کے لئے شامل جلسہ ہونیکی اجازت ندی۔ تو میں نے جلد ۲۳ کے ابتدائی اوراق میں اسکی اس دروغگوئی و روباہ بازی و دھوکا دہی کی تشریح کر کے صفحہ ۱۵ جلد ۲۳ میں کہا کہ میرے اس احسان کے مقابلہ میں کہ میں نے جلد ۲۳ کی اشاعت کو صرف اس غرض سے ملتوی کر رکھا ہے کہ یہ میرا عزیز اور روحانی فرزند مجھسے اور فرقہ اہلحدیث سے جدا نہ کیا جاوے۔ اس ناشکر گذار نے اپنے اخبار کے جہلاء ناظرین و خریداروں میں مجھے بدنام کرنا چاہا۔ اور بر طبق مثل اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ اب تک یہ مشہور کر رکھا ہے کہ یہ خاکسار خالص اہلحدیث نہیں رہا۔ حنفی ہو گیا ہے۔ باوجودیکہ میں نے جلد ۲۳ کے نوٹ مندرجہ صفحہ ۱۲۵ لغایت صفحہ ۱۲۸ اور اسی جلد کے ابتدائی اوراق میں بصفحہ ۱۵ وغیرہ یہ تشریح کر دی اور اسکو چھاپکر کانفرنس کے جلسہ سوم واقعہ پشاور میں اسکے پاس بھیجدی تھی۔ جسکے دیکھنے سے ہر ایک صاحب عقل و انصاف کو یقین ہو سکتا ہے کہ میں غیر منصوص اور اجتہادی مسائل میں حنفی ہوں تو ایسا ہوں کہ ایسا حنفی اسوقت پنجاب و بنگال و مدراس وغیرہ بلاد ہندوستان میں کوئی ایک بھی حنفی نہیں ہے۔ ہاں گروہ اہلحدیث میں ایسے حنفی اب بھی موجود ہیں۔ اور پچھلے زمانہ میں گذر چکے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی علماء اہلحدیث ہیں جنہوں نے میرے اصول خمسہ کو تسلیم کر لیا ہے اور اسکے مطابق انکا عمل ہے۔ کہ۔ منصوصہ مسائل میں وہ کسی کی تقلید نہیں کرتے۔ اور غیر منصوص مسائل اجتہادیہ میں امام ابو حنیفہؒ وغیرہ کی پیروی کرتے ہیں۔ اور زمانہ سابق میں صدہا اہل حدیث حنفی شافعی مالکی حنبلی کہلاتے تھے۔ جنکا بقیہ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ ہے۔ اور اسکے خاتمہ حضرت شیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب تھے جنکا آخر عمر تک یہ عمل رہا تھا کہ وہ غیر منصوص مسائل میں کتب فقہ۔ مذہب حنفی۔ درمختار۔ عالمگیری و شامی وغیرہ کے مطابق فتوے دیا کرتے۔ میری اس جلد ۲۳ کو دیکھکر اور اس بیان کو پڑھکر اتنک کہ ۱۹۱۶ء گذر گیا ہے۔ یہ ظالم اس اتہام والزام کو نہیں چھوڑتا۔ اور مجھے ایسے حنفی ہونیسے جس سے میں برملا انکار کر چکا ہوں متہم کرتا رہتا ہے۔ اور طرفہ یہ کہ جس معنی کر میں حنفی ہوں اور اس معنی کی تشریح بارہا کر چکا ہوں مولوی ثناء اللہ کو اس کا پورا علم ہے۔ کیونکہ جس مضمون "ہمارا حنفی ہونا کس معنی کر ہے" میں یہ تشریح ہو چکی ہے۔ اس کا معتد بہ حصہ وہ اپنے اخبار ۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء میں

نقل کر چکا ہے۔ ان دونوں مضمونوں میں لفظ حنفی پر صفحہ ۲۷۲ و صفحہ ۲۹۸ جلد ۲۲ میں جو حاشیہ میں مشتہر کر چکا ہوں۔ کہ قول امام کے مقابلہ میں حدیث صحیح کا علم ہو جائے تو قولِ امام کو چھوڑ کر جو شخص حدیث پر عمل نہ کرے وہ حنفی کیا پورا مسلمان بھی نہیں۔ اسکا بھی ثناء اللہ کو علم ہے۔ لہذا میرے اِس خیال و مقال سے واقف ہو کر مجھے بلا تفصیل و تشریح مذکور و بلا ضم ضمیمہ اہلحدیث اُسکا حنفی کہنا اور اسکے ساتھ یہ بھی مشتہر کرنا کہ میں (یہ خاکسار) مذہب اہلحدیث کو چھوڑ کر حنفی ہو گیا ہے۔ اور وہ مذہب اہلحدیث سے کھسکتا جاتا ہے۔ جو اسکی اصطلاح و بول چال میں اس کہنے کے برابر ہے کہ کوئی کسی مسلمان کو غیر مسلم کہدے یا کسی انگریز کو جرمن کہدے۔ اگر میری اس تبری و تماشی پر بھی مجھے اسنے آئندہ مجرد اور صرف حنفی کہا۔ اور اس زمانہ کے موجودہ حنفیوں میں جسمیں قول امام کو چھوڑ کر حدیث پر عمل نہ کرنیوالے بھی داخل ہیں۔ مجھے شامل و داخل کیا تو بجز اسکے اسکا کوئی علاج کہ اسپر عدالت میں استغاثہ دائر کروں۔ جیسے ان دنوں ایک انگریز نے ایسے شخص پر پر جس نے اسکو جرمن کہدیا تھا۔ استغاثہ دائر کیا۔ اور وہ سزایاب ہوا تھا (جسکا ذکر اخبار و نمیں ہوا ہے) میرے اس نوٹ کو ثناء اللہ نوٹس سمجھے۔ اور آئندہ کبھی بلا تفصیل و تشریح مذکور مجھے صرف حنفی نہ کہے۔ ورنہ استغاثہ کا یقین کر رکھے گو عدالت انگریزی کی طرف رجوع کرنا علماء کے لئے موجب عار ہے مگر صیانت دین و مذہب کے لئے اس عار کو اختیار کرنا موجب اجر و ثواب ہے۔

یہ اس ظالم مفتری کے اس افترا کا جواب ہے۔ کہ "آپنے قوم اہلحدیث کو چھوڑا ہے" رہا اس کے افترا ہونے کا ثبوت۔ سو اُس سے اس سوال کا کہ قوم اہلحدیث سے میرے ہزاروں احباب و اتباع سے کس کس نے مجھے چھوڑا۔ جواب طلب کرنے پر ہو سکتا ہے۔ وہ مجھے چھوڑنے والوں اور قوم سے الگ کر دینے والوں سے ایک ایک کا نام سُنا دے۔ اور فی کس ایک ایک روپیہ انعام لیتا جاوے۔ پہلے اپنے ہی شہر امرتسر یا لاہور یا بٹالہ سے شروع کرے۔ دُور نہ جائے۔ پہلے اپنے آپ ہی کو دیکھ لے۔ وہ خود اپنے اس مضمون میں جسمیں وہ مجھے قوم سے الگ کر دینے کی تہمت لگاتا ہے معترف ہے۔ کہ "میں اب بھی آپکو اہلحدیث ہی جانتا ہوں"۔ اور جس حالت میں وہ خود میرا سخت دشمن و مخالف ہو کر میرے اہلحدیث ہونیکا معترف ہے تو اپنے سے بڑھکر کس میرے دشمن و معاند کا کوئی نام کیونکر پیش کر سکتا ہے۔ جو مجھے اہلحدیث سے خارج سمجھ کر الگ کر چکا ہے۔ اخبار ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء میں جس التماس نامہ کو شائع کر کے وہ اس کے مضمون

* دیکھو صفحہ ۲۸۹

(بقیہ عبارت صفحہ ۲۸۴) مقام حیرت ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولانا احمد اللہ صاحب امرتسری نے علماء آرہ کو اپنا منصف منظور کیا۔ تاہم انکے فیصلہ کو منظور نہ کیا۔ اور برابر برسر جنگ رہے۔ باوجودیکہ اس فساد سے بفضلہ تعالیٰ میرا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ اور انشاء اللہ نہ ہوگا۔ لیکن قوم میں آئے دن کے فسادات اچھے نہیں۔ ایک فریق دوسرے سے الگ ہے۔ ایکدوسرے کی غیبت کرتا ہے۔ ایکدوسرے کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے۔ وقت کی تو ہمیں پرواہ نہیں۔ روپیہ بھی ضائع ہوتا ہے۔ اسی (قاضی عبدالواحد) کی کتاب زیر بحث پر غور کیجئے۔ جناب قاضی عبدالاحد صاحب راولپنڈی سے چل کر زیرہ ضلع فیروزپور میں طبع کتاب کیلئے چندہ مانگنے گئے۔ جہاں سے ایک کافی رقم انکو ملی۔ جو سب کی سب معہ شئی زائد اس کتاب کی طبع پر خرچ ہوئی۔ نتیجہ کیا؟ یہی کہ ممکن ہے چند کس مجھ سے اور اہلحدیث سے بدگمان ہو جاویں۔ اور چند کس قاضی صاحب اور اُن کے اعوان کی بدگوئی کریں۔ اسکے سوا کونسا ضروری مسئلہ طے ہوا۔؟ ساری کتاب کو پڑھا جائے۔ بجز اُن پرانی گالیوں اور بدگویوں کو دُھرانے کے اور کچھ بھی اُسمیں نہ ملے گا۔ جسکا مطلب صرف یہ ہے کہ ع

"وہی فرقت کی بیماری جو آگے تھی وہ اب بھی ہے"۔

اسلئے اس آئے دن کے فساد بند کرنیکو میں نے بارہا جو تجویز پیش کی آج بھی وہی پیش کرتا ہوں مندرجہ ذیل اصحاب (مولانا احمد اللہ صاحب امرتسری۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی۔ قاضی عبدالاحد صاحب راولپنڈی خصوصاً اور اتباع عموماً اس تجویز میں میرے مخاطب ہیں) وہ تجویز یہ ہے کہ ایک مجلس خاص اصحاب کی منعقد ہو جسمیں آپ صاحبان میرے متعلق اپنا دعوےٰ (خارج از اہلحدیث ہونیکا) پیش کریں۔ اسکے بعد حسب طریق مناظرہ اہلحدیث کی جامع مانع تعریف کرکے مثبت مدعا دلائل دیں۔ جنکا جواب میری ذمہ ہوگا۔ تین اصحاب دو عالم اور ایک وکیل یا پیڈ مجسٹریٹ* منصف ہوں۔ فیصلہ جس فریق کے برخلاف نکلے وہ توبہ کرے اور جلسہ کا سارا خرچ بھی وہی ادا کرے۔ میرے خیال میں اس جلسہ کیلئے چار مقام انسب ہیں۔ بٹالہ۔ امرتسر۔ لاہور۔ وزیرآباد۔ امرتسر کا انتظام میں اپنے ذمہ لے سکتا ہوں۔ لاہور کا بھی ممکن ہے۔ وزیرآباد میں بھی ہو سکتا ہے۔ انشاء اللہ۔ لیکن چونکہ یہ مجلس باہمی فیصلہ کی ہوگی اسلئے اسمیں کوئی غیر اہلحدیث ص

* میرے خیال میں اس عہدہ کیلئے مرزا ظفر اللہ صاحب جج سیالکوٹ بہت موزون ہیں۔ جو قانون عدالت کے علاوہ مذہبی امور سے بھی واقف ہیں۔

ص ہو تبکہ نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی ایسا شخص جسکے ہونے سے زائد نہ ہوگی۔ کوئی ایسا شخص جسکے ہونے سے زائد نہیں ہے۔ اب میں منتظر ہوں کہ میرے مخاطبین اپنی اپنی رائے ظاہر کریں۔ اور اگر کوئی اور تجویز کا اعتقاد رکھتے ہوں تو اسکو بھی ظاہر کریں۔

سے اتفاق ظاہر کر چکا ہے۔ اور اسکی منظوری تحریر کر چکا ہے۔ اور اسپر ساٹھ سے زیادہ اعیان اہلحدیث امرتسر کے دستخط ہیں۔ اس التماس نامہ کے شروع میں اس خاکسار ہیچکار اور مولوی احمد اللہ کے نام لیکر مخاطب کر کے اخیر میں یہ فقرات درج کئے گئے ہیں "ہمیں یقین ہونا چاہیئے کہ آپ حضرات کو اس تفرقہ کا ہم سے زیادہ صدمہ ہوگا۔ کیونکہ آپ دونو حضرات قوم کے بزرگ ہیں" اس اعتراف کو قوم سے نقل کر کے اس سے اتفاق کرنا دعویٰ ص ۱ اخلاص و اخلاصی کے دروغ ہونے پر آفتاب دلیل اور اقتالی گری ہے۔

خدا تعالیٰ اس نادان کو سمجھ عطا کرے۔ اور ان دھوکہ بازیوں اور افترا پردازیوں سے توبہ کی توفیق عطا کرے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔ آمین۔ اللھم آمین

اِن حوالجات و عبارات سے جیسا کہ کذب بمبلغ ۲۸ و ہشتم و نہم کا کذب ہونا بخوبی ثابت ہوا۔ ویسا ہی اس کے ضمیمہ سوال کا مغالطہ ہونا بھی واضح ہو گیا۔ کیونکہ جس حالت میں مَیں نے اپنے نام کو ساتھ حنفی کا ضمیمہ نہیں لگایا۔ اور اپنے عوام پیروؤں کو امر کیا کہ وہ بھی اپنے ناموں کے ساتھ حنفی ضمیمہ لگایا کریں تو پھر یہ سوال مغالطہ آمیز نہیں تو اور کیا ہے؟۔ مَیں کس امر کو بٹالہ سے شروع کروں۔ اور کس کا نام پیش کروں جو اہلحدیث ہو کر حنفی بھی نام رکھاتا ہو؟۔

یہ ضمیمہ مذہب حنفی یا شافعی اپنے نام کے ساتھ لگانا عالموں کا کام ہے۔ جو حنفی یا شافعی مذہب کے اصول و فروع سے واقف و ماہر ہوں۔ عامی ہو کر حنفی یا شافعی کہلانا ایسا ہے جیسے کوئی علم نحو سے جاہل ہو کر نحوی کہلاوے۔ یا منطق سے بیخبر ہو کر منطقی نام رکھاوے۔ معیار الحق میں بصفحہ ۶۶ منقول ہے بل لا یصح للعامی مذھب ولو تمذھب بہ لان المذھب انما یکون لمن یکون لہ نوع نظر واستدلال ومعرفۃ باقوال امامہ واحکامہ۔ واما من لم یتاھل لذلک وقال انا حنفی او شافعی کان تعدا کقولہ انا نحوی او منطقی۔ ہاں ایک عامل بالحدیث عامی جاہل ہو کر اہلحدیث بھی کہلا سکتا ہے کیونکہ ظاہر حدیث پر عمل کر لینا اجتہاد نہیں ہے۔ جو عالم و مجتہد کا کام ہے بلکہ یہ عمل عامی کو بھی پہنچتا ہے چنانچہ معیار الحق ص ۳۹ میں بحر الرائق و عقد الجید سے نقل کیا گیا ہے اور اسکی مزید تحقیق دراسات اللبیب ص ۲۳ وغیرہ میں ہوئی ہے۔ اشاعۃ السنہ جلد ۲۰ کی عبارت منقولہ سابق میں جو خاکسار نے مولوی ابو یحییٰ کو غیر منصوص و اجتہادی مسائل میں حنفی یا شافعی کہلانیکا مشورہ دیا ہے تو اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ عالم تھے۔ علم اصول فروع مذہب میں دخل رکھتے ہیں۔ مَیں بھی کسی کے پوچھنے پر (نہ اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگا کر) احیاناً اہلحدیث حنفی کہلاتا ہوں تو اسکی بھی یہی وجہ ہے کہ حنفی مذہب کے

اصول کا خداداد علم رکھتا ہوں۔ عوام کو کیا علم ہے۔ اور کیا حق ہے کہ وہ بھی اہلحدیث ہو کر حنفی بھی کہلائیں۔ اِس سے منصف صاحب! آپ اور دیگر ناظرین وسامعین سمجھ گئے ہونگے کہ اُس کا یہ کہنا کہ "بٹالہ سے شروع کرکے بتاؤ کہ حنفی کہلانے میں تمہارے اتباع سے کون کون شخص تمہارا پیرو ہے" محض مغالطہ آمیز کذب ہے۔ اب رہا ثبوت کذب نمبر سی ۳۰ ام۔ سو اسکا کذب ہونا ابتدائی اوراق جلد ۲۳ میں ثابت کرکے اُسکے پاس ۱۹۱۴ء میں جلسہ سوم کانفرنس واقعہ پشاور میں بھیجا جا چکا ہے۔ واعظ رحیم آبادی اور حافظ غازیپوری نے باوصف معمولی شہرت تقدس کے اسٹیشن لاہور پر محض جھوٹ بولا تھا۔ کہ ہم جلسہ چھوڑ دیں گے۔ جتنی دیر لگے گی لگائیں گے۔ مگر آپ سے مباحثہ ضرور کریں گے۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اِس جھوٹ کو اخبار میں شائع کرکے آنحضرت صلعم سے فہو احد الکاذبین کا لقب وخطاب حاصل کیا ہے اگر یہ کہنا سچ تھا تو آپ ریل گاڑی چھوڑ دیتے۔ اور میرے ساتھ اسٹیشن سے باہر نکل آتے۔ سرکاری اسٹیشن اور ریل گاڑی مباحثہ کا محل نہ تھا۔ پولیس کے سپاہی کب وہاں مباحثہ ہونے دیتے۔ پھر آپ لوگوں کے پشاور پہنچنے پر آپکو کئی تار دیئے جنکی رسید آپ اپنے اخبار میں دے چکے ہیں۔ تاروں کا جواب بھی بذریعہ کارڈ ہی ملا۔ کہ پشاور سرحدی مقام ہے۔ یہاں مباحثہ ہونے سے فساد کا خوف ہے۔ پھر ان دونو کے جلسہ سے واپس آتے ہی لاہور وامرتسر میں انکو بذریعہ مخفی ثنائی منشی عبد اللہ سیکرٹری انجمن* اہلحدیث وشیخ محمد عمر ساکن بٹالہ دعوت مباحثہ کے خطوط بھیجے گئے۔ مگر ان دونو جھوٹے بھگوڑوں نے مباحثہ کا نام نہ لیا۔ باوجودیکہ واعظ رحیم آبادی امرتسر میں میلہ بیساکھی پر کئی دن رہے۔ اسکی تفصیل جلد ۲۳ کے ابتدائی اوراق میں بصفحہ ۷ وغیرہ ہو چکی ہے۔ پھر وہ وعدہ اور دعوے مباحثہ کذب نہیں تو پھر کذب کس جانور کا نام ہے؟

منصف صاحب وعامہ ناظرین! میں اب بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ واعظ رحیم آبادی اور حافظ غازیپوری میرے مقابلہ میں کبھی نہ اٹھیں گے۔ اور وہ مجھ سے کبھی مباحثہ نہ کریں گے۔ ثناء اللہ کو تو میں مرزا ظفر اللہ صاحب کی منصفی پر شکست دے چکا ہوں۔ یہ دونو بھگوڑے میرے مقابلہ میں آویں۔ اور مجھے شکست دیں تو میں کرایہ آمد ورفت اُنکا ادا کرونگا۔ جو پیشگی آپکے پاس جمع کرا دونگا۔ اِس مباحثہ میں بھی آپ ہی منصف ہے۔ میں مباحثہ اور گفتگو اِس پیرایہ میں کرونگا جسکو ہر ایک سمجھدار گو عربی خواں اور عالم نہ ہو۔ آسانی سے سمجھ سکے گا۔ میں اردو عبارت سے ثابت کرونگا کہ وہ تینوں

* اسمیں یہ اشارہ ہے کہ جبتک یہ انجمن ثنائی سیکرٹری ثنائی ممبران ثنائی اعتقاد انکار اصول خمسہ مذہب اہلحدیث سے پاک نہوگی واقعی انجمن اہلحدیث نہ ہوگی

درحقیقت اہلحدیث نہیں گو زبان سے اصول اہلحدیث کو وہ مان چکے ہیں اور جاہلوں کو آئیے دام پھنسائے رکھنے کے غرض سے دبی زبان سے کبھی کبھی اقرار بھی کر لیتے ہیں کہ اجماع کو ہم وجدانی طور پر مانتے ہیں اور ہمارے اقوال محض سے صحابہ وسلف کے اقوال محض مقدم ہیں ملاحظہ ہو رسالہ اجتہاد و تقلید ثنائی کا صـ۷۲ اور اخبار نا اہلحدیث مطبوعہ ۲۳ اپریل ۱۵ء کا ضمیمہ

کذب سی و یکم لغایت چہارم مولوی ثناء اللہ کا اخبار ۲ - اپریل ۱۴ء میں چار جھوٹ بولنا ہے اول جو کذب نمبر سی و یکم ہے اُس کا یہ کہنا ہے۔ کہ مولنا بٹالوی باوجود دعوت جلسہ اہلحدیث کانفرس (امرتسر) میں تشریف نہ لائے بلکہ آکر امرتسر میں خوب اودھم مچایا دوم (جو کذب نمبر سی و دوم ہے) اُسکا یہ کہنا ہے کہ مولنا درخواست پر درخواست بھیجتے ہے کہ بھرے جلسہ میں میرے ساتھ مباحثہ کیا جاوے۔ مجلس شوری نے اس صورت کو پسند نہ کیا۔ سوم (جو کذب نمبر سی و سوم ہے)۔ اُسکا یہ کہنا ہے کہ آپنے امرتسر پرانے ناراض علما کے ساتھ ملکر جلسہ کی دوسرے روز یعنے ۱۷ مارچ سنہ کو جلسہ منعقد کرایا۔ چہارم (جو کذب نمبر سی و چہارم ہے) اُسکا خاکسار کو یہ کہنا ہے۔ کہ آپنے فرمایا کہ میں لاٹ صاحب کو ملا کرتا ہوں۔ میں ملکر کہوں گا کہ یہ کانفرس اہلحدیث کی نہیں کیوں اسلیے کہ یہ میرے اصول خمسہ کو نہیں مانتے۔ کذب نمبر اول اسلئے کذب ہے کہ جلسہ میں شامل ہو کر اصول خمسہ کی تقریر کے لیے مجھے واعظ رحیم آبادی کا رقعہ پہنچا (جسکی نقل اشاعۃ السنہ کی جلد ۲۳ کے ۱۳۱ میں ہے۔ اور مینے امرتسر میں پہنچکر اس مضمون رقعہ واعظ مذکور کے نام عین جلسہ میں بھیجا کہ میں امرتسر آ گیا ہوں مجھے اصول خمسہ کی تقریر کے لیے وقت مقرر کر دیں تو میں اسیوقت حاضر ہو جاوں گا اُسکے جواب میں دوسرے دن مجھے واعظ مذکور کا رقعہ (جو جلد ۲۳ کے صـ۱۳۱ میں منقول ہے اور اصل رقعہ بھی ملاحظہ مصنف صاحب کے لیے پیش کیا جاتا ہے اس مضمون کا پہنچا کہ یہ جلسہ خالص اہلحدیث کا ہے۔ اس میں وہ مسلمان تقریر کا مجاز نہیں ہو سکتا جو اپنے آپ کو حنفی اہلحدیث لکھتا ہے۔ اس رقعہ میں جلسہ کے موقعہ پر اصول خمسہ پر مباحث کرنے سے بھی صاف انکار کر دیا چنانچہ اس رقعہ کی تصدیق اسی اخبار کا فقرہ نمبر ۳ بھی کر رہا۔ پھر مجھ پر الزام کہ جلسہ میں تشریف نہیں لائے۔ محض کذب و اتہام نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کا انصاف

مصنف صاحب پر ہے نمبر ۲ اسلئے کذب ہے کہ میری درخواست تو تقریر اصول خمسہ کے لئے تھی۔ اسپر مباحث کرتے تو بصورت عدم تسلیم اصول خمسہ وہ کرتے مذکورہ رقعہ رحیم آبادی ملاحظہ ہو۔ پھر مجھ پر درخواست مباحثہ کا الزام محض اتہام نہیں تو اور کیا ہے۔ نمبر ۳ اسلئے کذب ہے کہ میں تو مولوی ثناء اللہ کا یہ پیغام کہ آپ جلسہ میں آئیں گے۔ تو خون ہو جائیگا بٹالوی نابینا محمد الدین کی زبانی سنکر اور اسکے رقعہ میں مباحثہ سے صاف انکار پڑھ کر مایوس ہو کر بٹالہ چلا آیا تھا۔ یہ جلسہ میرے جانے کے بعد علماء نے تجویز کیا۔ اور مجھے ایک خاص آدمی بھیجکر بٹالہ سے بلایا۔ چنانچہ جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۳۵ میں منقول ہے۔ یہ جلسہ میں کراتا تو بٹالہ کیوں چلا آتا اور کرایہ ریل خرچ کرکے ایک آدمی کو بھیجکر کیوں بلایا جاتا۔ نمبر ۴ کا کذب ہونا مولوی ثناء اللہ سے اس سوال کا جواب لینے سے کہ کس شخص کے سامنے مینے یہ کلمہ کہا تھا۔ ثابت ہو سکتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ کسی شخص کا نام نہ لیں اور شہادت بھی پیش نہ کریں تو مجھ سے قسم لیں اور خود جھوٹے پر لعنت کہیں۔ اور مجھ سے بھی لعنت کہلاویں۔ مصنف صاحب ایسی اوچھی بات کو کیا کوئی عقلمند زبان پر لا سکتا ہے۔ اور لاٹ صاحب جیسے گورنر ملکی کے حضور میں ایسی مذہبی شکایت کون پیش کر سکتا ہے۔

کذب نمبر سی و پنجم لغائیت سی و ہفتم۔ اخبار ۳ اپریل ۱۹۱۵ء میں اپنے پرانے اکاذیب نمبر ۲۶-۲۷-۲۹-۳۰ و ۳۱ کا اعادہ کیا۔ اور یہ کہا ہے۔ (۱) امرتسر کے جلسہ کے موقعہ پر آپ کو دعوتی خط گیا۔ آپ نہ آئے۔ بلکہ امرتسر میں ایک چھوٹی مجلس کانفرس کے مقابلہ میں کرادی (۲) اسکے بعد پشاور کے جلسہ کی آپ کو دعوت بھیجی اس دعوت کے جواب میں بھی آپ نے اُسی طریق سے کام لیا۔ جس سے پہلے لیا تھا۔ اس لئے علیگڈھ کے جلسہ میں آپ کو نہیں بلایا گیا۔ (۳) چند دنوں سے آپ نے ایک جدت اختیار کر رکھی ہے۔ یعنے اپنے نام نامی کے ساتھ اہلحدیث حنفی کا ٹائٹل لگاتے ہیں جس کا مطلب صاف ہے کہ اہلحدیث کا سادہ مذہب چھوڑ بیٹھے اور ایک نئے مذہب مرکب کے پابند بنے ہیں

ان اکاذیب ثلثہ کا کذب ہونا اکاذیب نمبر ۲۶-۲۷-۲۹-۳۰ و ۳۱ کے

ثبوت کذب میں ثابت ہو چکا۔ لہذا ہم اس ثبوت کا اعادہ نہیں کرتے۔ ہاں ایک کذب چہارم جو ان تیس نمبروں پر اُسنے نیا بڑھا دیا ہے۔ اور یہ کہا ہے۔ کہ ایسے بزرگ (حاشیہ میں کہا ہے۔ کہ اس سے مولوی محمد حسین صاحب کی طرف اشارہ) اہلحدیث کا نفرس برخلاف ہو رہے ہیں۔ مگر افسوس اُنکی کوشش کا نتیجہ صرف اتنا رہا کہ جو کاغذ مطبوعہ یا قلمی بھیجتے تھے وہ منتظمان جلسہ کے ہاتھ آتا۔ وہ اُسکو فوراً سے پیشتر یہ کہکر ردی میں پھینکدیتے۔ این چنیں رقاص را باید وصول این چنیں بٹالوی بزرگ نے ایک مضمون پیسہ اخبار میں چھپوایا پھر اس کو اشتہار کی صورت میں کرکے علیگڈھ بھیجا۔ ہم اس موقعہ پر مولوی ابوالقاسم بنارسی کی شکایت کیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جو مولانا کے اشتہار کو اس عزت سے باندھ کر لے گئے کہ ہم اسپر مسودات لکھا کریں گے۔ اور پیکٹ باندھنے میں لگائیں گے۔ انصاف یہ ہے کہ انکا وزن کرکے ردّی کے بھاؤ سے قیمت بٹالہ میں بھیجدیں۔" اِس کذب میں جو ہنسی اور اہانت اس کے آخری سطور میں پائی جاتی ہے اہانت اور ہنسی اپنے روحانی باپ سے کرنا کسی شریف النسب اور نجیب الطرفین آدمی کا کام نہیں یہ توہین اس ہنسی کے علاوہ دو کذب پر مشتمل ہے۔ اول جو کذب سی و ہشتم ہے یہ ہے کہ منتظمان جلسہ اشتہار خاکسار کو ؎ این چنیں رقاص را باید وصول این چنیں کہکر ردی میں پھینکدیتے۔ دوم جو کذب سی و نہم ہے اس کا یہ کہنا ہے کہ مولوی ابو القاسم یہ کہکر ان اشتہارات کو لے گئے کہ ہم ان پر مسودات لکھا کریں گے۔ اور پیکٹ باندھنے میں لگا دینگے۔ ان دونوں کاذیب کے کذب ہونے پر منتظمان جلسہ خصوصاً سکرٹری جلسہ قاضی صاحب جو میرے قدیم دوست مولوی محمد اسماعیل مرحوم علیگڈھی کے فرزند ہیں اور مولوی ابوالقاسم بنارسی کافی شاہد ہونگے۔ ثناء اللہ ان کذبات میں سچا ہے۔ تو قاضی صاحب سے یہ لکھوا دے کہ منتظمین جلسہ سے کسی شریف نے یہ مصرعہ جو کوئی شریف کسی شریف کے حق میں نہیں کہہ سکتا۔ کہکر اشتہارات کو ردی میں پھینکدیا تھا اور مولوی ابوالقاسم بنارسی سے (ان کے قول کی تصدیق کرادے) وہ بھی دو واسطہ سے میرے شاگرد ہیں ایک اپنے والد مولوی محمد سعید کے واسطہ سے جو میری شاگرد مولوی نور محمد مرحوم ملتانی کے شاگرد تھے اور یہ امر اُنکی زندگی میں اشاعۃ السنۃ میں درج ہو کر مشتہر ہو چکا ہے جس

۲ اس کو اور کچھ لکھنا نہیں چاہئے کہ ایسی ۱۲ اخبار میں

سے مولوی محمد سعید مرحوم نے انکار نہیں کیا۔ دوسرے حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم وزیر آبادی کے واسطے سے جن کا شاگرد ہونا مولوی ابوالقاسم صاحب نے رسالہ جواز کنیت ابوالقاسم میں تسلیم کیا ہوا ہے اور حافظ صاحب کا شاگرد خاکسار ہونا حافظ صاحب کی تحریر مشہر سرورق جلد ۲۳ سے ثابت ہے اور مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار میں اسکو تسلیم کیا ہوا ہے لہذا مولوی ابوالقاسم سے ہرگز امید نہیں کہ وہ کذب ثنائی کی تصدیق کرینگے۔ اور آجتک اُن سے ایسا ظہور میں کبھی نہیں آیا کہ انہوں نے باوجود ثنائی پارٹی میں داخل ہونے کے میرے حق میں کبھی کوئی کلمہ توہین استعمال کیا ہو جس سے یقین ہوتا ہے کہ یہ کلمہ ثناء اللہ ہی کی ذاتی شرافت و نجابت کا نتیجہ ہے

(گیارہ جھوٹ بولے ہیں۔ پہلے ۴)

کذب نمبر چہلم لغایت پنجاہم مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۲۸ جنوری ۱۳ میں منافقوں کی چار خصلتیں (۱) جھوٹ بولنا۔ (۲) وعدہ خلافی کرنا (۳) امانت میں خیانت کرنا (۴) مخاصمت کے وقت گالیاں دینا بیان کرکے خاکسار میں پہلی خصلت (کذب) کے پائے جانے کے ثبوت میں کذب نمبر چہلم بولا اور یہ لکھا ہے۔ کہ میں نوٹ نمبر ۴ میں (جو اسی اخبار کے صفحہ ۳۰۲ میں اسنے لکھا ہے) میں ثابت کر آیا ہوں۔ کہ لاٹ مولوی (خاکسار) نے اس مضمون میں (جو اخبار ۲۸ جنوری ۱۳ صفحہ ۳۰۲ میں ثناء اللہ نے نقل کیا ہے۔ اور اس میں تعریف اہلحدیث صفحہ ۱۵۹۔ رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۰ سے منقول ہے۔ دو جھوٹ بولے ہیں۔ پھر خصلت نمبر ۳ و ۴ کے خاکسار کے پائے جانے کے ثبوت میں **دو کذب چہل و یکم و دوم** بولا اور یہ کہا ہے۔ کہ ایک زمانہ میں میرے مقابلے میں آپ نے لکھا تھا کہ منصفین آرہ کا فیصلہ منظور کرونگا۔ جب منصفوں نے فیصلہ آپ کے برخلاف منشار دیا۔ تو خیر نا کہکر فوراً اشر نا بول اٹھے۔ اور منصفین آرہ کو بھی گالیاں دینے لگے (دیکھو اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ صفحہ ۶۱) پھر خصلت سوم کے خاکسار میں پائے جانے کے ثبوت میں کذب نمبر **چہل و سوم** بولا اور یہ کہا اور یہ کہا ہے کہ آپ نے میرے سے کاتب سے کاپی لکھوائی۔ تو آجتک اجرت عنایت نہیں کی۔ پھر کہا ہے کہ اسکے علاوہ اور بھی کئی ایک واقعات ہیں جن سے ہم اچھی طرح بتلاویں گے کہ اس معزز لقب (منافق

کا اطلاق ذات والا صفات پر صادق آتا ہے۔ از انجملہ دو واقعات ذکر کیے۔ ایک واقعہ کاذبہ یہ جو کذب نمبر چہل و چہارم ہے کہ فیصلہ آرہ کے بعد آپ نے مجھ سے معاہدہ کیا۔ کہ فیصلہ کے لیے تین منصف مقرر ہوں۔ مولوی محمد بشیر مرحوم۔ مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب دہلوی۔ مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری۔ آخر باوجود معاہدہ اور دستخطی تحریر کے پھر گئے۔ دوسرا واقعہ کاذبہ یہ جو کذب نمبر چہل و پنجم ہے اسکے بعد انجمن اہلحدیث لاہور کے موقعہ پر مصالحت ہوئی۔ راضی ہوئے۔ دفتر اہلحدیث میں کئی دفعہ آئے۔ آخر چند روز کے بعد اس سے بھی پھر گئے۔ ان اکاذیب ستہ کے علاوہ اسی اخبار ۲۸ جنوری سنہ میں تین کذب (واقعات دروغ) اور دو کذبات تمسخر آمیز اور بولے ہیں۔ اول جو کذب نمبر چہلم و ششم ہے اس کا یہ کہنا ہے کہ وہ (خاکسار) متلون طبیعت ہیں۔ پھر کہا ان واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر ذیل آپ ہی کے حق میں ہے۔ ؎ دن کہیں رات کہیں تا آخر جو کذب نمبر یازدہم میں منقول ہو چکا ہے دوم کذب چہل و ہفتم اس کا یہ کہنا ہے کہ وہ (خاکسار) حنفی کہلانے کو واجب سمجھتے ہیں اور اس غلط خیال وجوب تقلید مذہب معین کے وجہ سے خاکسار پر سخت تشنیع کی اور یہ مثل سنائی ہے چندیں مدت خدائی کردی۔ ہنوز گاؤ خر را نشناختی۔ اور کہا شیخ الکل کا رسالہ ثبوت الحق الحقیق اور معیار الحق میں ملا علی قاری کا قول لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالیٰ دیکھ لیا ہوتا۔ سوم جو کذب نمبر چہل و ہشتم ہے۔ اسکا یہ کہنا ہی کہ وہ (خاکسار) گورنمنٹ کی قانون میں پیش پانیکے محل ہیں پھر کہا میری اس رائے میں آپ کی مخلص دوست بھی شریک ہوتے جاتے ہیں چہارم جو کذب نمبر چہل و نہم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ وہ محمد علی معزول شاہ ایران کی مانند شخصی حکومت چاہتے ہیں پنجم جو کذب نمبر پنجاہم ہے اسکا یہ کہنا ہے کہ وہ (خاکسار) لارڈ کرزن کی طرح چلتے بنیں گے۔ ان گیارہ اکاذیب سے آخری دو اکاذیب متضمن تمسخر کا کذب ہونا محتاج ثبوت نہیں ہے۔ مصنف صاحب و ہر ایک شریف و مہذب ان اکاذیب کو تمسخر آمیز کذب تسلیم کریگا۔ اس مقام پہلے نو اکاذیب چہلم لغایت چہل و ہشتم کو مدلل کیا جاتا ہے نمبر اول یا چہلم کا کذب ہونا ملاحظہ نوٹ نمبر ۲ و ۳ ملاحظہ فرما کر داد و انصاف دیں اور کہیں کہ ثناء اللہ میرے بیان صفحہ ۱۵۹ جلد ۳۰ اشاعۃ السنۃ

کا دروغ یا غلط ہونا ثابت کیا ہے۔ یا اس بیان کی تائید و تصدیق کی ہے۔ و درحقیقت جو
جلد ۲۰ کے صفحہ ۱۵۹ سے تعریف اہلحدیث نقل کی ہے۔ وہ تفصیل ہے۔ اور جو ثناء
اللہ نے اسکے مقابلہ میں رجسٹر انجمن اہلحدیث لاہور سے نقل کیا ہے وہ اجمال ہے۔ اور جو
شخص تفصیل کو اجمال کا مخالف و مکذب کہے وہ خود جھوٹا ہے۔ کذب نمبر چہل و یکم و
دوم میری وعدہ خلافی اور دشنام دہی کے دعوے) کا کذب ہونا جلد ۲ صفحہ ۶۱ اشاعۃ السنۃ کی
ملاحظہ سے منصف صاحب و دیگر ناظرین کو معلوم و متیقن ہو سکتا ہے۔ نہ مینے بمقام آرہ ثناء
اللہ سے کوئی بحث یا گفتگو کی۔ نہ کسی بحث و گفتگو میں آرہ کے منصفین ثلثہ کو منصف مانا
اور (۲) انہوں نے میرے اور ثناء اللہ کے مابین منصف ہو کر کوئی فیصلہ اتفاقی دیا اور (۳)
نہ مینے منصفونکا فیصلہ سنکر انکو گالیاں دیں۔ یہ تینوں دعاوے ثناء اللہ محض دروغ
بے فروغ ہیں۔ جلد ۲۱ کے صفحہ ۶۱ میں جس منصفی و فیصلہ کا ذکر ہے وہ تو امرتسری
علماء کے رسالہ اربعین اور ثناء اللہ کے رسالہ الکلام المبین کے متعلق منصفین علماء
ثلثہ آرہ کے فیصلہ و محاکمہ کا اپیل ہے۔ مینے اس فیصلہ کا رد لکھا اور اس کا بطور تواضع
و ادب اپیل نام رکھکر اُن ہی علماء آرہ کے پاس نظر ثانی کے لیے پیش کر کے اُن سے
وعدہ کیا۔ کہ اگر آپ میرے اعتراضات کا جو وجوہات اپیل ہیں۔ کافی جواب دیں گے تو
میں بھی اس فیصلہ کو مان جاؤں گا۔ مگر میرے ان اعتراضات و وجوہات اپیل کے
متعلق علماء آرہ نے ابتک ایک لفظ تک نہیں لکھا۔ اور نہ کوئی اتفاقی یا اختلافی فیصلہ
دیا۔ پھر میرا اُنکے فیصلہ کی تسلیم سے انکار کرنا اور اُنکو گالیاں دینا کیونکر ممکن و متصور
تھا۔ مولوی ثناء اللہ ان دونوں دعوے (میرے خلاف فیصلہ لکھے جانے اور
میرے منصفوں کو گالیاں دینے میں) سچا ہے تو بتا دے کہ وہ کونسا فیصلہ متعلق
اپیل ہے۔ جو میرے برخلاف منصفوں نے لکھا۔ اور وہ کونسی گالیاں ہیں جو میری
قلم سے اُنکی حق میں نکلی ہیں ان گالیوں کے الفاظ نقل کرنے چاہیے۔ میر عبدالسلام دہلوی
بھی جو اس کذب بیانی میں ثناء اللہ کی تقلید کر کے روزانہ پیسہ اخبار ۱۱ نومبر ۱۵ء میں
مجھ پر یہ دونوں الزام سراپا اتہام دے چکے ہیں۔ اس دونوں کذبات کو ندامت کے

کے ساتھ واپس لیں اور اگر اُنکے پاس علمائے آرہ کا کوئی فیصلہ میرے اور ثناء اللہ کے مابین منازعت میں تحریر ہوکر پہنچا ہو تو وہ اس فیصلہ کو اور کاپیوں کی فہرست کو پیش کریں۔ ورنہ قرآنی ویعد لعنۃ اللہ علے الکاذبین کا حصہ اُنکو ملے گا۔ اور ضرور ملے گا۔ وہ میرے دوست میر معظم کے فرزند ہیں اس تعلق کی وجہ سے میں نے اُنکو بھی اس نصیحت سے مخاطب کیا ہے

ایک اور تحریر منصفین آرہ میں سے صرف دو کس مولوی عبداللہ غازی پوری مولوی عین الحق پھلواروی کی جسکو اپیل فیصلہ آرہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ خط حافظ صاحب کے متعلق تحریر ہے) جسکے ساتھ مصنف سوم مولوی شمس الحق صاحب نے اتفاق نہ کیا۔ بلکہ بذریعہ ایسی تحریر اس سے اختلاف ظاہر کیا تھا۔ اور اُنکی تحریر سے ناخوش ہوکر ہی اس نامکمل تحریر کو انہوں نے میرے پاس بھیجدیا تھا۔ اور اب تک وہ تحریر میرے پاس موجود ہے اور مولوی شمس الحق صاحب کے اختلاف کی مثبت مولوی حافظ عبداللہ واعظ عبدالعزیز رحیم آبادی وغیرہما کی شہادتیں تحریری بھی میرے پاس موجود ہیں جو ملاحظہ مصنف صاحب کے لیے اصلی پیش کیجاتی ہیں۔ اگر باہر کے ناظرین اہل انصاف اُنکو ملاحظہ کرنا چاہیں تو انکے پاس میرے کسی دوست کے کفالت و وعدہ واپسی پر بذریعہ رجسٹری ارسال ہوسکتی ہیں (ان تحریرات کی نقل بعد اختتام مضمون ہوگی اگر جگہ ملی) اور اگر اس ناصفی تحریر کو ثناء اللہ فیصلہ متفقہ منصفین ثلثہ سمجھتا ہے تو یہ اُس کی خوش فہمی ہے۔ یا دیدہ دانستہ دھوکہ دہی ہے جو موجب کمال بے شرمی ہے۔ اور اسکے مولوی فاضل ہونے کو خاک میں ملانے والی ہے۔ اس تحریر کو مصنف صاحب ملاحظہ کریں۔ اور ان حضرات کی دروغ گوئی یا خوش فہمی کی داد دیں کذب نمبر چہل وسوم کا کذب ہونا ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ وہ کاپی کسی شخص نے ثناء اللہ سے یا اسکے کاتب سے لکھوائی۔ اور کس کو وہ کاپی انہوں نے دی جواب لینے سے ثابت ہوسکتا ہے۔ اور اگر میرے رسالہ میں کاتب ثناء اللہ کی لکھی ہوئی کوئی کاپی ثناء اللہ نکال دے۔ تو ایک کی جگہ دس کاپی کی اجرت بطور تاوان دے۔ اصل اور سچی بات یہ ہے کہ ایک کاپی شیخ عبدالعزیز مرحوم امرتسری نے سرورق ایک رسالہ اشاعۃ السنۃ کی ثناء اللہ کی معرفت لکھوائی تھی اس میں ثناء

اللہ نے تصرف بیجا کیا۔ متعلق کیفیت اہتمام طبع رسالہ اصل مضمون کو بدل کر اس جگہ اور کچھ لکھ دیا۔ مینے اس کو کاٹ کر اصل مضمون درج کرانے کے لیے وہ کاپی شیخ عبد العزیز صاحب کو واپس دی۔ پھر یہ بات مولوی اللہ دتا واعظ لاہور کے ذریعہ کہلا بھیجی کہ اگر فلاں تاریخ تک کاپی مطابق اصل مضمون صحیح ہو کر نہ آئی۔ تو میں اور کاتب سے کاپی لکھوا کر چھپا لوں گا۔ جب میعاد مقررہ گذر گئی۔ اور وہ کاپی شیخ عبد العزیز صاحب نے مجھے نہ بھجوائی تو مینے اور کاتب (غلام حیدر نامے) سے کاپی لکھوا کر چھپوائی میرے اس بیان متعلق غلطی و واپسی کاپی برائے تصحیح سے مولوی ثناء اللہ خلف کے ساتھ انکار یا اسکی تکذیب کرے تو ۸ ر اجرت کاپی مجھ سے وصول کرے کذب بمنبر چہل و چہارم کے کذب ہونے پر تین شہادتیں پائی جاتی ہیں دو ثناء اللہ کی اپنی اخبار کی شہادتیں۔ تیسری مصنف صاحب کی شہادت (جو بگمان غالب و امید قوی گذرے گی۔ انشاء اللہ تعالے)

اخبار ثناء اللہ کی پہلی شہادت اسکی اخبار ۳ رمضان ۲۵ سنہ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء ہجری اسکی کھلی چٹھی خاکسار کے نام شایع ہوئی تھی۔ جس میں یہ سوال درج ہے کہ آپ اپنا مضمون بعرض فیصلہ منصفوں کے پاس بھیجیں گے یا نہیں اگر بھیجیں گے تو کب۔ اور اگر نہیں بھیجیں گے تو کیوں۔ تو خاکسار نے اس کا جواب اسکو اپنے خط ۱۴ اکتوبر سنہ میں (جس کو اسنے اپنے اخبار ۷ رمضان ۲۵ سنہ میں ایک عنوان خانہ جنگی کا خاتمہ قائم کر کے درج کیا تھا) دیا کہ تحریر یکم جولائی سنہ میں تم نے لکھ دیا ہے کہ میرے رسائل اور تفسیر کو حضرات ثلثہ ملاحظہ فرماویں بعد ملاحظہ جو فیصلہ فرمائیں گے مجھے منظور ہوگا۔ مولوی محمد حسین صاحب کو اختیار ہے میں اس جواب پر جو چاہیں لکھیں میں اب کچھ نہیں لکھونگا۔ اس انکار سے تمنے اس معاہدہ کو خود ہی فسخ کر دیا ہے اور اب الٹا مجھ سے یہ سوال کیا ہے (جو تمہاری کھلی چٹھی سے اوپر نقل ہو چکا ہے) اسکے جواب میں بھی بجز اسکے کیا کہوں کہ آپ میرے اعتراضات کا جواب تحریر کر کے میرے پاس بھیجینگے یا نہیں اگر بھیجینگے تو کب۔ اور اگر نہیں بھیجیں گے تو کیوں۔ اور تحریر مذکور میں تمہارا یہ کہنا کہ میرا رسالہ اور تفسیر جواب کے لیے کافی ہیں۔ ہرگز کافی نہیں۔ معاہدہ میں منصفوں کے پاس رسائل اور تفسیر کا بھیجنا قرار پایا تھا یا میرے اعتراضات کا جواب لکھ کر بھیجنا کچھ تو

سوچو اور انصاف سے کام لو۔ اس خط ۴۴۔ اکتوبر میں یہ بھی لکھدیا تھا۔ کہ میں نے تمہاری اس درخواست کو بھی منظور کر لیا۔ اور ان رسائل اور انکے جوابات کے ساتھ ایک مختصر ریمارک تمہاری پاس بھیجدیا تھا۔ تمنے اس ریمارک کو تو ابتک دبا رکھا ہے۔ اور اس سوال کو (جو کھلی چٹھی میں درج ہے) اخبار میں شائع کر دیا۔ اس سے ناظرین سمجھ جائیں گے کہ اہل شوری کے پاس اعتراضات مندرجہ رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ اور اُنکے جوابات بھیجنے میں توقف تمہاری طرف سے ہو رہا ہے۔ یا میری طرف سے۔ (ابو سعید محمد حسین ۲۲ر اکتوبر ۱۹۰۷ء) اسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ نے پہلے مضمون معاہدہ ۱۱ر جون ۱۹۰۷ء نقل کیا۔ جو خاکسار کے خط ۱۲ر اکتوبر کی پوری تصدیق کرتا ہے۔ پھر اسکی تصدیق میں خاکسار کا خط ۱۷ جون ۱۹۰۷ء اسی اخبار میں نقل کیا۔ پہر اس کا جواب اپنی طرف سے نقل کیا۔ جسمیں عجیب روباہ بازی کی ہے۔ پہلے مضمون معاہدہ کا مطابق بیان خاکسار اعتراف کیا۔ اور مواضع محل اعتراض بیان کر کے وعدہ جواب دہی کیا ہے۔ پھر جواب سے انکار کر کے بجاے جواب اپنے رسائل کو پیش کرنا کافی کہا ہے۔ اور ایک فضول بحث کی۔ پھر اسکے جواب میں میرا خط ۲۷ جون ۱۹۰۷ء نقل کیا۔ جس میں میں نے اس فضول بحث کا جواب(۱) دیکھکر یہ کہا ہے کہ مجھے(۲) منظور ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے رسائل آیات متشابہات والکلام المبین اور میری مضامین جلد ۱۴ (نصیحت نامجات نمبر ۲ و ۳ و ۴ و خط بنام حافظ عبد اللہ صاحب آروی واپیل فیصلہ آرہ تین شخصوں کی مجلس شوریٰ میں پیش ہوں۔ پھر(۳) جس امر میں ان میں سے دو شخص متفق ہوں اسکو قبول کیا جاوے۔ میرے جوابات نمبر ہائے ثلثہ تحریر ہذا کے جواب میں مولوی ثناء اللہ کچھ لکھیں تو مجھے دکھایا جاوے۔ صحیح ہو گا تو مان لونگا۔ مصنف صاحب کے پاس بھیجنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی ورنہ اہل شوریٰ کے پاس اسی قسم کے ریمارک کے ساتھ بھیجا جاوے گا۔

پہر اسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ نے ایک فضول بحث کر کے وہی پرانی بات لکھی کہ میرے رسائل و تفسیر کو منصفین بغور ملاحظہ فرمائیں۔ اور بعد ملاحظہ جو فیصلہ فرمائیں مجھے منظور ہے۔

پھر اس کا جواب میری طرف سے نقل کیا جس میں میں نے اصل تحریرات فریقین پر منصفوں کی منصفی کو منظور کر لیا تھا۔ اس جواب کو نقل کرنے کے بعد مولوی ثناء اللہ صورت فیصلہ یہہ لکھی۔ کہ امرتسر میں کسی صاحب کو خط و کتابت منصفین کے لیے معتمد بنا دیں۔

اسکے جواب میں خاکسار نے میاں فیروزالدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کا نام پیش کیا۔ تو اُنکو ثناء اللہ نے منظور کر لیا۔ اور اخبار ۱۱ نومبر شنہ میں میری اس تجویز اور اپنی منظوری کو مشتہر کر دیا۔ اسکے بعد اس وقت تک منصفین مذکورین کے پاس کاغذات کے بھیجنے کا نام نہ لیا۔ گویا اپنے خیال میں اس بحث کو یہاں ہی ختم کر دیا۔ اور شائد اسی وجہ سے اس مضمون کا عنوان **خانہ جنگی کا خاتمہ** تجویز کیا ہوگا۔ اس تفصیل سے جو ثنائی اخبارات سے نقل کی گئی ہے مصنف صاحب و عامہ ناظرین سمجھ جائینگے۔ کہ یہ ثنائی اخبارات (یکم رمضان المبارک ۳۵ شنہ۔ مطابق ۷۔ اکتوبر شنہ لغایت یکم شوال ۳۵ شنہ مطابق ۸ نومبر شنہ صاف شہادت دے رہے ہیں کہ ۸ نومبر تک خاکسار منصفی اصحاب ثلثہ دہلی و سہارنپور کو مانتا چلا آیا ہے اور اخبار ۱۱ نومبر میں میاں فیروزالدین صاحب کا معتمد خط و کتابت منصفین ہونا مسلم فریقین ہو چکا۔ اب یہ دیکھنا چاہیے۔ کہ اسکے بعد مولوی ثناء اللہ نے میاں فیروزالدین صاحب جو انکے شہر میں رہتے ہیں اور ان سے ایسا خاص مشتہر و تعلق رکھتے ہیں جو مجھ کو ان سے معتمد خط و کتابت ہونے کی درخواست کی یا نہیں۔ اگر کی ہے تو مجھے اس سے کس ذریعہ سے اطلاع دی اور مینے یہ اطلاع پاکر تجویز مذکور کی تعمیل سے کب انکار کیا۔ اور کس ذریعہ سے انکار کیا۔ کوئی میری تحریر مولوی ثناء اللہ مضمن انکار پیش کرینگے۔ تو میں اپنا پھر جانا مان لونگا۔ اور اسکا جرمانہ یا تاوان بھی جسقدر وہ کہیں گے بھر دونگا۔ اور اگر درخواست نہیں کی تو کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس تحریر سے انہوں نے خود ہی گریز کیا۔ اور اس خانہ جنگی کو خود ہی ختم کرنا چاہا۔ جیسا کہ عنوان مضمون سے اشارہ کیا تھا۔ پھر اس منصفی سے پھر جانے کو اُسکا خاکسار کیطرف منسوب کرنا کذب نہیں تو اور کیا ہے۔

اخبار ثنائی کی دوسری شہادت۔ مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۱۵ جولائی

سلمہ میں میرے ایک اور چیلنج کو نقل کر کے اسکے جواب میں پہلے تین اکاذیب و مغالطات اور جھوٹی لاف زنیاں ہانکی ہیں کذب و مغالطہ اول میری اس تجویز کو نقل کیا ہے کہ مباحثہ دہلی میں ہو جہاں مولوی عبداللہ غازی پوری اور مولوی عبدالحق وغیرہ مدرسین مدارس اسلامی منصفی کے لیے موجود ہوں اور اگر تمنے یا منصفین نے اسکو منظور نہ کیا تو پھر لاہور کی مسجد شاہی میں یہ مجمع ہو جس میں تمام علماء مدارس اسلامی موجود ہونگے اور وہی منصفی کریں گے اسکو بھی تم منظور نہ کرو تو بناچاری یہ مجمع امرتسر شیخ خیرالدین کے مسجد میں ہو اور اس میں جملہ علماء شہر اور جو باہر سے آسکیں موجود ہوں علما حضار مجلس سے کسی ایک شخص کو منصف قرار نہ دیا جائیگا بلکہ حاضرین کی میجارٹی (اکثر حاضرین) کی رای سے فیصلہ ہوگا پھر اسکے جواب میں کہا ہے کہ حاضرین کی کثرت رائے سے فیصلہ کرانے کی شرط آپکا فرار و انکار ثابت کرتی ہے۔ آپ چونکہ مضمون تقلید پر بحث کرنے کا خیال رکھتے ہیں۔ اسلیے حاضرین کی کثرت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ کیوں مولانا سمجھے یا نہیں۔ اسی کو کہتے ہیں

؎ من اندازِ قدرت را میشناسم ؎ اب سنیے میری تجویز میں عینی بھائیوں کے جھگڑے کو علاتی اور اخیافی اور چچیرے بھائیوں تک پہنچانا نہیں چاہتا۔ اسلیے سب سے بہتر تجویز یہ ہے کہ امرتسر میں جناب مولوی احمداللہ صاحب کی مسجد میں مباحثہ ہو مگر مصنف مسلمہ الطرفین درمیان میں ضرور ہو۔

کذب و مغالطہ دوم۔ اسکا یہ کہنا ہے کہ فرمائی جب شہر میں مشہور ہوگا کہ فلان فلان مولوی کا مباحثہ ہوگا تو کتنے عوام جمع ہونگے۔ اور کتنے خواص لاہور یا امرتسر میں تل دھرنے کی جگہ نہ ہوگی

سوم۔ جھوٹی لاف زنی و کذب اسکا یہ کہنا ہے کہ میں تو اس روز کو عید سعید سمجھونگا۔ جس روز آپ تصفیہ کے سامنے آویں گے ؎

یہاں کے آنے کا مقرر قاصدا وہ دن کرے۔ جو تو مانگے کا وہی دونگا خدا وہ دن کرے

مگر میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ آپ کبھی میدان مباحثہ میں نہ آویں گے"

ان دروغگویوں اور لاف زنیوں کے بعد ۔ اس اخبار کے صفحہ ۸ کے اخیر میں

یہ کہتا ہے کہ دہلی اور لاہور میں آنا جانا تو کسی قدر مشکل ہے۔ امرتسر میں مسجد مولوی احمد اللہ صاحب یہ کام بآسانی ہو سکتا ہے۔ پس بذریعہ خط و کتابت مصنف کا تقرر کیجیے اسکے آخری قول میں تصریح کے ساتھ اعتراف ہے کہ پچھلے منصفین ثلثہ کی منصفی کو اُسنے کان لم یکن و نسیا منسیا ٹھہرایا تھا۔ تب بھی بجائے اُنکے اور منصف کو تجویز کرانا چاہتا تھا۔ اور اگر منصفین سابقہ ثلثہ کی منصفی اسکے نزدیک بحال ہوتی تو اس چیلنج کے جواب میں صاف کہتا کہ منصفین ہمارے تمہارے درمیان مسلم ہو چکے ہیں دہلی چلو اور ان ہی سے یہ فیصلہ کرالو۔ یا اُنکی خدمت میں بذریعہ معتمد مسلم الطرفین (میاں فیروز الدین صاحب) کاغذات تنازع سابق و حال بھیجدو۔ تجویز تسلیم منصفین سابق اسنے چھوڑ دی۔ تو یہ نئی تجویز اس کی قلم سے نکلی۔ سچ ہے ؎ در دغگو را حافظہ نباشد۔ اخبار ثنائی کی دوسری شہادت پوری ہوئی۔ ان شہادات کے ضمن میں ان اکاذیب و مغالطات ثلثہ پر بحث کرنا ایک اجنبی امر ہے۔ لیکن اس خوف سے کہ عوام کم فہم ان اکاذیب سے دھوکہ نہ کھا جاویں۔ اسی جگہ ان اکاذیب پر بحث کی جاتی ہے۔ اس کا پہلا کذب حاضرین کی کثرت رای سے فائدہ اٹھانے کو اسکا مباحثہ سے فرار و انکار قرار دینا اور منصفی کے لیے کسی ایک شخص یا خاص اشخاص کو ضروری قرار دینا تمام دنیا کے دینی و دنیوی مباحثات کے روش و اصول کے برخلاف ہے اور یہی ایک آکہ اسکے ہاتھ میں ہے جس سے وہ خاص اشخاص کو منصف بنا کر اُنکو دھوکہ دیکر اپنے خیال سے متفق کر کے کامیاب ہو جاتا ہے۔ میجارٹی (اکثر حاضرین) کو منصف بنانا اور اُنکی کثرت رای سے فائدہ اٹھانا علماء و فقہا و محدثین و اصولیین میں معمول چلا آتا ہے۔ اور دنیاوی مجالس مباحثہ قانونی حتی کہ پارلیمنٹ میں بھی اسپر عمل ہے۔ و معہذا یہ خاکسار شخص رای کو بھی منصف ماننے کے لیے تیار ہے۔ بشرطیکہ اسکے مغالطات کو رد کرنے کے لیے آخری تقریر کا حق مجھے دیا جاوے

اسکی اس عذر و بہانہ کا کہ خاکسار تقلید پر بحث کرنے کا خیال رکھتا ہے اسلیے اکثر علما کو جو تقلید کے قائل ہیں جمع کر کے اُنکی کثرت رائے سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے جواب یہ ہے کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ مذہب اہلحدیث (اتباع اجماع و آثار سلف جو ہم

دونوں میں متنازعہ فیہ ہے) کے علاوہ مسئلہ تقلید فقہا و اقوال مقلدین فقہاء کو جو اس دیار میں ہیں پیش نہ کیا جاویگا۔ اور اس بحث میں امثال قول شیخ ابن الہمام صاحب فتح القدیر کو جو حاشیہ ہدایہ کے باب الجمعہ میں انہوں نے فرمایا ہے۔ "قول الصحابی حجۃ عندنا فیجب تقلیدہ مالم ینفہ شیئ من السنۃ" پیش نہ کیا جاویگا۔ بلکہ اقوال ائمہ و علماء محدثین کو جنکے تصانیف و اقوال سے تم رات دن تمسک کرتے ہو پیش کیا جائیگا۔ اور انہی کی میجارٹی سے فائدہ اٹھایا جائیگا چلو اب کہاں چلو گے اور میجارٹی محدثین سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے۔

تیسری شہادت میان فیروز الدین مصنف کی شہادت ہے۔ میانصاحب بیان فرماوین کہ ۸ نومبر ۷ سنہ سے اسوقت تک کہ ۱۶ سنہ گذر گیا ہے۔ یا ۱۵ جولائی ۱۹۱۰ء تک جس میں ثناء اللہ نے ایک اور منصف امرتسری مقرر کرنا تجویز کیا تھا۔ ثناء اللہ نے کبھی آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ ہمارے منصفین ثلثہ دہلوی و سہارنپوری سے ہمارے تنازعہ کی متعلق منصفی منظور کرائیں۔ اور انکے پاس کاغذات فریقین کے متعلق تنازعہ ارسال کرنیکا اہتمام اپنی ذمہ لیں۔ یا نہیں کی۔ اگر کی ہے تو کیا انہوں نے اس درخواست کو منظور کیا تھا یا نہیں اور اگر کیا تھا تو اس سے خاکسار کو اس منظوری سے اطلاع دی تھی یا نہیں۔ ہر ایک سوال کے جواب میں شق نفی اختیار کرنے پر میری طرف پھر جانے کی نسبت ثناء اللہ کا دروغ ثابت ہے۔ اس شہادت کے بعد انصاف آپ ہی سے مطلوب ہے۔ اب اس انصاف میں توقف و تامل کرینگے تو عامہ ناظرین تحریرات فریقین سے انصاف کرینگے۔ اور بھگوڑے جھوٹھ بولنے والے کو متعین کرکے اس کا کالا کریں گے۔ اور گدھے پر سوار کرا کر شہر امرتسر میں گشت کرانے کے لائق قرار دینگے انشاء اللہ تعالے

ثبوت کذب چہل و پنجم

مصالحت لاہور سے پھر جانا ثناء اللہ کی طرف سے ہوا۔ جبکہ شرط مصالحت لاہور کا خلاف اسنے کیا۔ تب ہی سے خاکسار نے اس سے ملنا چھوڑا۔ وہ شرط یہ تھی جو بوقت مصافحہ بعد المصالحہ مینے کی تھی۔ کہ اس اصول مصالحت کے مطابق ثناء اللہ کا دیکھا جائے گا۔ یہہ

ایسی شرط ہے کہ خاکسار ہر ایک شخص سے اسکے ساتھ مصالحت کرنے پر کر پیش کیا کرتا ہے۔ مصافحہ بعد المصالحہ لاہور کے وقت اس شرط کرنے کی تصدیق مصالحت سیالکوٹ کے وقت ثناء اللہ کے دست گرفتہ و تعلیم یافتہ ابراہیم سیالکوٹی نے کی اور اس تصدیق کی عمائد اہلحدیث سیالکوٹ نے جو اس مصالحت سیالکوٹ کے موقعہ پر پیش کی جائیگی انشاء اللہ تعالے۔ ملنے امرتسر اس کے مکان پر پہونچکر اس شرط کا ایفا اس سے چاہا۔ اور اس سے اجمال اصول جلسہ نیا دہلی بخبر اہلحدیث لاہور کی تفصیل میں وہ مضمون اشاعۃ السنۃ جلد ۲۰ کے صفحہ ۵۹ سے اُسکے اخبار ۲۸ جنوری سنہ میں منقول ہے اس سے لکھوانا چاہا تو پہلے وہ کھانے پکنے کے وقت جو خاص میرے لیے بطور ضیافت اس نے تیار کرایا تھا۔ مجھے اِدھر اُدھر کی تقریریں کرکے ٹلاتا رہا۔ پھر جب کھانا کھانے کا وقت آیا تو اس نے تفصیل لکھنے سے صاف انکار کر دیا۔ پھر میں اس سے ناراض ہو کر اسکے پرائیویٹ سکرٹری میاں حبیب اللہ کے مکان پر چلا گیا۔ اور اُنکے ہاں کھانا کھایا۔ اسکا پکا ہوا کھانا پڑا رہگیا اس تفصیل سے مصنف صاحب اور دیگر ناظرین و سامعین یقین کر سکتے ہیں کہ لاہور کے شرط مصالحت سے عہد شکنی کرکے وہ پھر گیا۔ خاکسار نے اس مصالحت کا خلاف ہرگز نہیں کیا

کذب نمبر چہلم و ششم کا کذب ہونا کذب نمبر یازدہم کے ثبوت میں ثابت ہو چکے ہے تلون طبیعت اور اصرار دونوں وصف متضاد ہیں اور دو ضدوں کا ایک شخص میں جمع ہونا کبھی سچا نہیں ہو سکتا۔ لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ آمین۔

کذب نمبر چہل و ہفتم کا کذب ہونا مولوی ابو القاسم محمد حسین حافظ آبادی کے مضمون کیا حنفی اہلحدیث نہیں (جو اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ میں بصفحہ ۲۲۹ شائع ہوا ہے) کو ملاحظہ کرنے سے تیقن ہو سکتا ہے۔ اس مضمون کو ملنے درج رسالہ کیا تو اُسکی تمہیدی ریمارک میں خاکسار نے یہ فقرہ لکھا تھا کہ جو شخص عمل بالحدیث کو مقدم کرے اور معہذا وہ جس مسئلہ میں کوئی دلیل (قرآن و حدیث) نہ پاوے تو اس مسئلہ میں کسی سنی امام مسلم الاجتہاد کے تقلید کر لے۔ اور اس وجہ سے وہ حنفی کہلانا صرف جائز نہ واجب سمجھے تو یہ امر اسکے لئے کیوں ناجائز ہے۔ یہ مضمون رسالہ الہدی (ماہ سر) میں چھپا تو

۲ موجود تھے تحریری شہادت دی۔ جو ذکر مصالحت سیالکوٹ کے متعلق ہے

اسمیں بجائے لفظ نہ واجب لفظ یا واجب غلطی کاتب سے لکھا گیا تھا۔ اس رسالہ الہدی سے اس ظالم مفتری نے اس مضمون کو اپنے اخبار ۲۸ جنوری سنہ ۱۰ میں نقل کرکے اسپر نکتہ چینی کرنی چاہی تو یہ غلط لفظ نا واجب نقل کرکے اُسکو آماجگاہ اعتراض بنایا۔ اور کہا کہ اتنی مدت میں اُنکو اتنی بھی خبر نہیں کہ کسی خاص شخص یا مذہب کی تقلید واجب نہیں جسپر خاکسار نے اسکو متنبہ کیا کہ یہ لفظ غلط ہے۔ مینے نہ واجب لکھا تھا رسالہ الہدی میں اسکو واجب لکھا تھا تم اسکو صحیح کرو تو اس نے یہ عذر کیا کہ یہ مضمون میں نے بایں لفظ رسالہ الہدی سے نقل کیا ہے پہلے وہ اُسکو درست کریگا۔ تو میں بھی اُسکو درست کرلونگا۔ پھر جب رسالہ الہدی میں اس لفظ کی تصحیح ہوگئی۔ اور اس ظالم مفتری کو اسپر اطلاع دی گئی۔ تو پھر بھی اُس نے اس لفظ کی تصحیح نہ کی۔ اور اپنے اعتراضات کو واپس نہ لیا۔ اور اس اخبار میں اُسکا ردّ نہ نہ چھاپا۔ ہرچند اولا یہ غلطی کاتب الہدی کی تھی۔ مگر آخر غلطی ظاہر ہوجانے پر اس غلطی پر اصرار قائم رکھنے سے یہ بے ایمانی اور دروغ گوئی ہوگئی۔ جو مصنف صاحب و دیگر ناظرین اہل انصاف کی خاص توجہ کے لائق ہے۔ اس نالائق و نافرمانبر شاگرد کے اپنے دادا اُستاد پر یہ تشنیع کہ رسالہ ثبوت الحق الحقیق میں تقلید مذہب کو ناواجب کہا گیا ہے ان کتابوں کو تو دیکھ لیا ہوتا بڑی شرمناک گستاخی ہے معیار الحق کا یہ خاکسار مؤلف یعنے ایڈیٹر ہے چنانچہ پہلے بھی بصفحہ ۳۰۵ جلد ۲۳ لکھ چکا ہے اور یہ ظالم بھی میرے اس دعوے کو اپنی اخبار ۲۵ فروری سنہ ۱۱ میں نقل کرچکا ہے اور قول ملا علی قاری کا اس میں وہ ناقل ہے۔ اور مسئلہ عدم وجوب تقلید مذہب معین کا تمام ہندوستان و پنجاب میں بذریعہ معیار الحق و رسالہ منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری و رسالہ تبیان فی رد البرہان اُسوقت سے رواج دینے والا۔ جسوقت تک تمہارا جنم بھی نہیں ہوا تھا۔ اور مسئلہ تقلید و اجتہاد کو تو تم نے پیدا ہوکر اُسوقت تک باوجود تالیف رسالہ تقلید و اجتہاد کے پورا نہیں سمجھا چاہو تو ایک مجلس علماء اصول میں اس کا فیصلہ کرالو۔

ثبوت کذب چہل و ہشتم۔ یہ کلمہ کاذبہ یہ مفتری اور اس کا ایک نامہ نگار

حیدرآبادی عبدالعظیم نامی مدت سے کر رہے ہیں جس سے اُنکا مقصود یہ ہے کہ خاکسار اب مستقیم الحواس نہیں رہا اور اسپر وہ ایک ڈاکٹر کا (اسکو میرا مخلص دوست کہکر قول بطور شہادت اخبار ۲۴ ستمبر ۱۵ء پیش کر چکا ہے اس کذب کا کذب ہونا ثبوت کذب نمبر شصت وسوم میں آئیگا انشاء اللہ تعالے

کذب نمبر چہل ونہم و پنجاہم کی نسبت پہلے کہا جا چکا ہے کہ وہ محتاج ثبوت نہین ہر ایک مہذب و شریف انکا تمسخر آمیز کذب ہونا تسلیم کریگا۔ ثناء اللہ نے اخبار ۲۹ - اپریل ۱۰ء مین ایسی دلیرانہ چھ جھوٹ بولے ہیں۔ جنکی نظر سے وہ ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق بن گیا ہے

پہلا جھوٹ جو کذب نمبر پنجاہ و یکم ہے اُسکا یہ کہنا ہے کہ مولوی صاحب (خاکسار) نے میری نسبت کہا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ ابوبکر اور عمر کی نہ مانو۔ میری مانو۔ اُسکا جواب مولوی صاحب سے طلب ہوا تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ مینے کہا ہے تمہاری عبارت کی گویا تشریح ہے۔ اصل عبارت نہیں ہے۔ حاضرین نے مولوی صاحب کی برخلاف فیصلہ دیا۔ اور ان الفاظ کو واپس لینے کی بابت گذارش کی۔

دوسرا جھوٹ جو کذب پنجاہ و دوم ہے اُسکا یہ کہنا ہے کہ مولوی صاحب نے رسالہ الہدی کے مضمون میں مجھے منافق کہا ہے اس کا جواب ان سے طلب ہوا تو مولویصاحب نے کہا کہ اس نے فلان فلان مجھ سے وعدہ کیا جو پورا نہین ہوا۔ حاضرین نے مولوی صاحب کا ثبوت کافی نہ جان کر بالاتفاق عرض کیا کہ آپ اپنے اس لفظ کو واپس لیں

تیسرا جھوٹ جو کذب نمبر پنجاہ وسوم ہے اُسکا یہ کہنا ہے کہ مصالحت لاہور مین کوئی شرط نہ ہوئی تھی

چوتھا جھوٹ جو کذب نمبر پنجاہ وچہارم ہے اسکا یہ کہنا ہے کہ فریقین نے صفائی قلب سے ایک دوسرے سے معافی مانگ لی۔

پانچواں جھوٹ جو کذب نمبر پنجاہ و پنجم اسکا یہ کہنا ہے کہ مولوی صاحب رسالہ اتباع سلف کا جواب شائع کر سکتے ہیں بشرطیکہ صفحہ اول پر یہ عبارت

لکھدی جائے۔ کہ جو جو الفاظ درشت اور نامناسب اور دل آزار رسالہ ہذا میں پائے جاویں ان سب کو مصنف نے واپس لے لیا ہے۔

چھٹا یہ جھوٹا وعدہ جو کذب نمبر پنجاہ و ششم ہے اسکا یہ کہنا کہ آئندہ مسائل اختلافی کی اشاعت کی نسبت قبل تحریری یا تقریری اشاعت کے باہم مشاورہ و استصواب و بحث کرلیا کریں گے۔

اِن اکاذیب ستہ کے کذب ہونیکے ثبوت میں مَیں از خود کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ عمائد مجلس سیالکوٹ کے (جنمیں ایک ثناء اللہ کا ثانی اثنین (**کانہ ھو**) مولوی ابراہیم سیالکوٹی بھی ہے) کے دستخطی خط پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں۔ وہ خط یہ ہے جو اصل پیش کیا جاتا ہے:۔

جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب کے خط محررہ یکم مئی ۱۹۱۰ء کے جواب میں التماس ہے:۔

(۱) واقعی جو فیصلہ ہو چکا تھا کہ آئندہ قبل تحریری یا تقریری اشاعت مخالفانہ کے باہم مشورہ و استصواب و بحث کرلیا کریں تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے معاہدہ مصالحت کے علاوہ جو تمہیدی ریمارک کئے ہیں وہ غیر ضروری بلکہ نامناسب ہیں۔

(۲) لفظ منافق کی نسبت صرف اسقدر عرض کرنا کافی ہے کہ مجلس مصالحت نے فریقین کے دلائل صحت یا غلطی کو غیر ضروری اور طولانی تصور کرکے اس خیال سے کہ زیادہ حیص بیص میں ملال نہ بڑھے یہ التجا کی تھی کہ جناب بلحاظ اپنی عظمت کے لفظ منافق کو جو مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت استعمال کیا گیا ہے واپس لیں۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو جو اس لفظ سے رنج ہوا ہے معاف کردیں۔

(۳) غلطی ۲ و ۳ مندرجہ خط جناب کا تعلق اس مجلس مصالحت کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ یہ لاہور کی مجلس کے متعلق ہے۔

(۴) اختصاراً التماس ہے کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے مجلس میں یہ فرمایا کہ نہ مَیں نے یہ کہا ہے نہ یہ میرا مذہب ہے، کہ میرا قول شیخین کے قول کے مقابلہ میں مانا جاوے یا اسکو فوقیت دیجاوے تو چوہدری سلطان محمد خانصاحب نے کہا کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب اس امر کو مانتے ہیں کہ یہ

انکا عقیدہ نہیں ہے تو پھر اسمیں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے (۸) جو نسبت عبارت معاہدہ کے ہی مجلس سے جب آپ تشریف لیگئے تھے تو معاہدہ کی عبارت کا مسودہ جو چوہدری سلطان محمد خانصاحب نے جلدی سے لکھا تھا اسکو صاف نویسی کرنے میں بجائے "فریقین نے معافی دے دی" کے "فریقین نے معافی مانگ لی" لکھا گیا۔ اور یہی فیصلہ ہوا تھا۔ کسی نے دوسرے سے معافی نہیں مانگی تھی بلکہ خود دیدی تھی۔ اگر اسمیں کچھ قصور ہے تو صرف مجلس مصالحت کے ارکان کا سہو ہے۔ جسمیں آپ شامل نہ تھے۔

(۶) نسبت الفاظ درشت و نامناسب کے آپنے فرمایا تھا کہ جو الفاظ اس قسم کے میرے رسالہ میں پائے جاویں گے وہ میں واپس لے لونگا۔ فقط۔ والسلام + احمد الدین ۲۵/۵

مگر میں صرف معاہدہ کی صاف نویسی کے وقت موجود و شامل تھا + چوہدری سلطان محمد خاں صاحب۔ بیرسٹرایٹ لاء۔ صاف شدہ مسودہ پر میں نے صاف کنندگان کے اعتماد پر دستخط کر دیا تھا۔ اور مولوی صاحب نے میرے اعتماد پر + میں حاضر مجلس اسوقت ہوا جبکہ بحث مباحثہ ہو چکا تھا۔ اور معاہدہ کا مضمون لکھنے کو تیار تھے۔ میرے روبرو معاہدہ کا مضمون لکھا گیا۔ اور اسکو دوبارہ میں نے اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے چند حاضرین کے مشورہ سے بتغیر بعض الفاظ تحریر کیا۔ حکیم خدا بخش ۲۵ مئی ۱۹۱۰ء + خاکسار ابراہیم سیالکوٹی

مجھے بھی اس جواب سے اتفاق ہے:۔ (۱) بیشک مولوی ثناء اللہ نے معاہدہ کی تمہید میں جو باتیں لکھی ہیں وہ نامناسب ہیں۔ اور اس سے مولوی ثناء اللہ نے اس معاہدہ کا خلاف کیا ہے کہ آئندہ اشاعت مخالفانہ استصواب اور باہمی مباحثہ کے بعد ہوا کریگی (۲) لفظ منافق کو واپس لینے کیواسطے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سے ہاتھ جوڑنے اور پاؤں پکڑنے کے الفاظ کہکر التجا کی تھی وہ ان کے بیانوں کو ناکافی سمجھکر نہ کی تھی بلکہ محض اتفاق و مصالحت ہو جانے کی غرض سے کی تھی۔ (۳) مولوی ثناء اللہ کی طرف اس قول کو کہ میرا کہنا مانو۔ شیخین کا نہ مانو۔ نسبت کرنیکی بابت جو مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے بیان کیا تھا کہ میں نے مولوی ثناء اللہ کی کلام کی تشریح کی تھی۔ اسپر مجلس نے کوئی فیصلہ نہ کیا تھا۔ اور نہ اس لفظ کو واپس کرنے کی لئے درخواست کی تھی۔ (۴) لاہور میں مصالحت ہونیکے وقت مولوی

ابو سعید محمد حسین صاحب کی اس شرط کرنیکی کہ آئندہ میں ثناء اللہ کا عمل دیکھونگا۔ مولوی ابراہیم نے شہادت دی۔ اور اس مجلس میں تصدیق کی۔

(۵) اس مجلس میں کسی فریق نے دوسرے سے معافی نہ مانگی تھی بلکہ چوہدری صاحب کے کہنے سے ایک نے دوسرے کو معافی دیدی تھی ۔ حافظ عبد المنان خادم سنت وزیر آبادی

اس خط کے فقرہ نمبر اوّل میں چھٹے وعدہ کذب کا جھوٹا ہو جانا عمائدین مجلس نے بلفظ غیر ضروری و لفظ نامناسب ظاہر کیا ہے۔ اور حافظ عبد المنّان صاحب نے اپنی شہادت کے پہلے فقرہ میں اس لفظ نامناسب کے علاوہ یہ بھی کہا ہے کہ اس سے مولوی ثناء اللہ نے اس معاہدہ کا خلاف کیا کہ آئندہ اشاعت مخالفانہ استصواب و باہمی مباحثہ کے بعد ہوا کریگی۔ اور اس خط کے فقرہ نمبر ۳ میں جو اکثر عمائد نے مجلس مصالحت لاہور کی شرط سے اپنے موجود نہ ہونیکی وجہ سے لاعلمی ظاہر کی ہے۔ انمیں مولوی ابراہیم داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ اس مجلس مصالحت لاہور میں شامل تھے۔ اور انہوں نے برملا اس شرط مصالحت کی تصدیق میں یہ قول خاکسار کہ آئندہ میں ثناء اللہ کا عمل دیکھونگا۔ نقل کیا۔ چنانچہ بیان حافظ عبد المنّان صاحب کے نمبر ۴ میں اس پر صاف تصریح ہوئی ہے۔

اس خط میں یہ بھی تصریح ہے کہ جو تبدّل و تغیّر نقل مضمون مصالحت میں ہوا۔ یہ حضرت مولوی فاضل ثناء اللہ کا تصرّف نقل ہے۔ جسکو دستخط کنندگان نے بوقت دستخط کرنے کے ملاحظہ نہیں کیا۔ ایک نے دوسرے کے اعتماد پر صاف شدہ مسودہ پر دستخط کر دیا۔

جب ۲۹ اپریل ۱۹۱۰ء کا اخبار مشتہر ہوا تو میں نے ثناء اللہ کی غلط بیانیوں کی شکایت مولوی احمد اللہ صاحب کے پاس کی۔ جسپر مولوی احمد اللہ صاحب کے نام ثناء اللہ نے اس مضمون کا خط لکھا کہ "مولوی ابو سعید محمد حسین صاحبکو جو میری غلط بیانیوں کی شکایت ہے۔ اسکا علاج سہل ہے۔ کہ حضار مجلس سیالکوٹ میں سے تین اصحاب کو منتخب کرلیں اور اخبار اُن کے پاس بھیج دیں۔ اگر وہ لکھدیں کہ اس اخبار میں جو جلسہ کی کیفیت لکھی گئی ہے۔ وہ ساری یا اُسکا کوئی حصہ غلط ہے تو میں اسکی تصحیح کردونگا" اس خط کے پہنچنے پر میں خود سیالکوٹ پہنچا۔ اور تین چھوڑ پانچ اشخاص حضار مجلس سے اسکے بیان کی تغلیط کی متضمن تحریر لایا۔ اور مولوی

احمد اللہ کے ذریعہ مولوی ثناء اللہ کے پاس ارسال کی تو اُس نے عہد و وعدہ تصحیح اغلاط پورا نہ کیا۔ پھر اُسکا یہ دلیرانہ جھوٹ و نقض عہد ضمیمہ سراج الاخبار ۱۳ ستمبر ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا۔ تو تب بھی مولوی ثناء اللہ کو نہ خوفِ خدا پیدا ہوا۔ نہ ننگ دنیا۔ وہ ضمیمہ سراج الاخبار بھی ملاحظہ منصف صاحب کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ جسمیں ثناء اللہ کا چھ دفعہ خاکسار کے مباحثہ سے گریز کرنا بیان ہُوا ہے۔ (چونکہ وہ ضمیمہ سراج الاخبار چھپکر شائع ہو چکا ہے۔ لہذا اسکی نقل اس مقام میں ضروری نہیں۔ جو شائق ملاحظہ ہو وہ خاکسار یا مطبع سراج الاخبار سے طلب کرکے ملاحظہ کرے)

کذب نمبر پنجاہ و ہفتم لغات شصتم ۔ مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں چار جھوٹ بولے ہیں کہ وہ بھی دلیرانہ جھوٹ ہونے کے سبب ثناء اللہ کو اس مصرع چہ دلاریست دزدے الخ کا مصداق بناتے ہیں۔

پہلا جھوٹ جو کذب نمبر پنجاہ و ہفتم ہے۔ جلسہ لاہور واقعہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء کے متعلق اُسکا یہ کہنا ہے کہ اہالئ جلسہ نے فیصلہ کیا کہ مولوی صاحب کی ناحق ضد ہے۔

دوسرا جھوٹ جو کذب نمبر پنجاہ و ہشتم ہے اُسکا میرے سوال تحریری متعلق اتباع سلف منقولہ صفحہ ۲۴ جلد ۱ شاعۃ السنۃ کی جگہ اُسکا اور ہی سوال بنا کر مجلس میں پیش کرنا ہے

تیسرا جھوٹ جو کذب نمبر پنجاہ و نہم ہے اس سوال کا جواب بھی اور ہی از خود گھڑ کر حاضرین کے سامنے پیش کرنا ہے۔

چوتھا جھوٹ جو کذب نمبر شصتم ہے اسکا اصلی تعریف اہلحدیث مندرجہ صفحہ ۳۱ اشاعۃ السنۃ کی جگہ اپنی خیالی تعریف صفحہ ۲۹۸ جلد ۸ پیش کرکے حاضرین کو دھوکا دینا ہے۔

ان اکاذیب اربعہ (کذب نمبر ۵۷-۵۸-۵۹-۶۰) کا تفصیلی ثبوت جلد ۲۳ کے صفحہ سے صفحہ تک اشاعۃ السنۃ میں دیا گیا ہے۔ منصفین و ناظرین اس جلد کو ملاحظہ کریں وہ جلد بھی حاضر کیجاتی ہے۔ اس مقام میں کذب نمبر پنجاہ و ہفتم کے ثبوت میں حضار مجلس کی تحریری شہادات کو بھی پیش کیا جاتا ہے۔ جنمیں صاف الفاظ سے کہا گیا ہے کہ اس مجلس میں یہ فیصلہ کسی نے نہیں کیا تھا کہ مولوی صاحب (خاکسار) ضد پر ہیں۔ اصل تحریر یہ ہے جو پیش کیجاتی ہے:۔

استشہاد

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۔ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۔ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ

مولوی عبداللہ صاحب ولائتی واعظ شہر لاہور ۔ میاں فضل دین صاحب گلٹ ساز ۔ حافظ محمد حسن صاحب کلرک لوکو آفس ۔ مولوی عبدالرحیم صاحب تاجر کتب ۔ وغیرہ حاضرین جلسہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء امور ذیل میں شہادت دیں :۔

(۱) ۲۸ نومبر کو مولوی ثناء اللہ کے اس دعوے کا جو اس مجلس میں انہوں نے کیا تھا کہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ میں بیان ہوا ہے کہ صحابہؓ وغیرہ جماعت سلف کی جو بات بے اختلاف ہو اور نص کے مخالف بھی نہ ہو وہ لائق اتباع ہے ۔ بشرطیکہ اس قول پر قرآن یا حدیث سے کسی قسم کی روشنی پڑتی ہو ۔ یہ جواب دیا گیا تھا کہ صحابہؓ وغیرہ کے اتفاقی یا غیر خلافی اقوال کی تقدیم کے لئے اشاعۃ السنۃ میں یہ شرط نہیں لگائی گئی ۔ بلکہ مختلف فیہ اقوال کیلئے یہ شرط لگائی گئی ہے اور اس امر کے ثبوت میں عبارت جلد ۲۱ اشاعۃ السنۃ نکالکر دکھائی گئی تو مولوی ثناء اللہ نے مان لیا کہ ہاں میرا وہ کہنا غلطی تھی ۔ کیا آپ لوگ اس امر کی شہادت دیتے ہیں ؟

(۲) پھر جب مولوی ثناء اللہ نے اشاعۃ السنۃ جلد ۸ سے تعریف اہلحدیث میں یہ عبارت دکھائی کہ اہلحدیث وہ ہے جو بلا تقلید فقہا حدیث پر عمل کرے تو اس کے جواب میں کہا گیا کہ تعریف جامع نہیں ہے ۔ صرف لفظ وہابی سے اہلحدیث کے امتیاز کے لئے انکی بعض صفات بتائی گئی ہیں پوری تعریف وہ ہے جو جلد ۲۱ اشاعۃ السنۃ کے صفحہ ۳۱۰ میں بیان ہوئی ہے ۔ اور وہ عبارت دکھائی گئی ۔ اسکا جواب شافی مولوی ثناء اللہ نے نہ دیا ۔ کیا آپ لوگ اس امر کی شہادت دیتے ہیں ؟

(۳) پھر جب میاں فضل دین نے یہ سوال لکھکر پیش کیا کہ جب قرآن وحدیث میں ہمکو کوئی حکم نہ ملے ۔ صرف اصحاب وتابعین کے اتفاقی یا غیر خلافی اقوال ملیں تو انکی اتباع چاہیئے ۔ اور اقوال متاخرین سے وہ مقدم ہیں یا نہیں ؟ اور اسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ نے یہ کہا کہ میں رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۳۷ میں اقوال صحابہ وغیرہ سلف کی تقدیم کو تسلیم کر چکا ہوں تو میں نے اسکے جواب میں یہ کہا کہ اس عبارت سے اس سوال کا جواب نہیں نکلتا ۔ اس سوال میں اور میرے خط ۹۶۸ میں جس کا تتمہ انکو میاں فضل دین صاحب کے ذریعہ پہنچا ہے درصورت نہ ملنے دلائل قرآن وحدیث کے اقوال

صحابہؓ کو مقدم کیا گیا ہے۔ اور اس عبارت رسالہ میں درصورت مساوات دلائل قول صحابہ کو مقدم کیا گیا ہے۔ لہذا یہ عبارت مولوی ثناء اللہ کے جواب کی موید نہیں ہے" پھر اس کا جواب مولوی ثناء اللہ سے کچھ بن نہ پڑا۔ کیا آپ اسکی شہادت دیتے ہیں؟۔

(۴) کیا اس جلسہ میں اہالئ جلسہ نے یہی فیصلہ کیا تھا (جیسا کہ مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں دعوے کیا ہے) کہ مولوی ابوسعید کی ناحق کی ضد ہے؟ اور یہ فیصلہ فریقین کو سنایا گیا تھا یا کسی ایک شخص نے بھی یہ کلمہ علانیہ کہا تھا۔ اور فریقین سے کسی نے اسکے منہ سے سنا تھا۔ اگر کسی نے کہا ہو اور کسی نے اسکو سنا ہو تو کہنے والے اور سننے والے کا نام بتادیں اور یہ بھی کہیں کہ وہ کلمہ عین مجلس میں کہا تھا یا بعد اختتام جلسہ مولوی ثناء اللہ کے کان میں کہہ دیا تھا؟۔ اس سوال کا جو جواب ملے گا اسکی تحقیق حلفی بیان سے جلسہ اہلحدیث میں ہوگی۔ جس نے یہ کلمہ کہا تھا اس سے اسکا ثبوت لیا جائیگا۔ پھر اگر اس نے کافی ثبوت نہ دیا تو اسکو اس کلمہ سے توبہ کرائی جاویگی۔ اگر اس نے توبہ نہ کی تو اسکو انجمن اہلحدیث کی ممبری سے علیحدہ کیا جائیگا اگر وہ ممبر اہلحدیث ہوگا۔

راقم ابوسعید محمد حسین ۲۲ جنوری ۱۹۱۲ء

بجواب استشہاد گذارش ہے کہ بندہ بیشک اس مجلس میں موجود تھا۔ لیکن چونکہ یہ خیال نہ تھا کہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء کے قریباً دو ماہ بعد پوری اور بلا کم و کاست کارروائی دریافت کیجائیگی اچھی طرح یاد رکھنے کی کوشش کرتا۔ اس لئے نہ کل حاضرین کی تعداد یاد ہے نہ نام یاد ہیں۔ چنانچہ مجھے پہلے تین سوالوں کے بارہ میں اسوقت پختہ یاد نہیں۔ چوتھے سوال کے متعلق عرض ہے کہ مجلس جہانتک مجھے علم ہے کوئی باضابطہ مجلس نہ تھی۔ اور غالباً کوئی بالاتفاق فیصلہ بھی نہیں دیا گیا۔ اگرچہ دوران گفتگو میں کسی وقت یہ آواز کسی نہ کسی طرف سے آجاتی تھی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین ایک معمولی بات پر اتنا طول نہ دیں۔ اور ایسی باتوں کا پیچھا چھوڑ دیں۔ اگرچہ قائلین کا نام یاد نہیں۔ العبد عبدالرحیم تاجر کتب لاہور۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ مولوی محمد حسین صاحب کے بارہ میں اس مجلس میں کسی نے ہمارے روبرو یہ نہیں کہا کہ وہ ضدی ہیں۔ اور نہ یہ کہا کہ مولوی صاحب کی ناحق کی ضد ہے۔ اور باقی

نمبروں کی نسبت مجھکو چونکہ یاد نہیں لہذا میں گواہی نہیں دے سکتا۔

بقلم عبدالواحد غزنوی

الراقم عبداللہ پشاوری مدرس مسجد وزیر خاں لاہور

پہلے امر کی نسبت مجھے یاد ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی غلطی تسلیم کی تھی۔ دوسرے اور تیسرے سوال کی نسبت مجھے پختہ یاد نہیں۔ چہارم امر کی نسبت مجھے یاد ہے کہ اس جلسہ میں یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ مولوی صاحب کی ناحق کی ضد ہے۔

الراقم شاہ محمد برادر زادہ حقیقی مولوی غلام رسول صاحب مرحوم قلعہ میہاں سنگھ۔ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۱۲ء

مولوی ثناء اللہ نے اشاعۃ السنۃ سے اہلحدیث کی یہ تعریف نکال کر دکھلائی کہ اہلحدیث وہ ہے جو بلا تقلید فقہا قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہے۔ اور کہا کہ یہاں مولوی محمد حسین صاحب نے اتباع سلف کی قید نہیں لگائی۔ اسکے جواب میں مولوی محمد حسین صاحب نے کہا کہ یہ تعریف جامع نہیں۔ پھر منشی فضلدین گلٹ ساز نے مولوی ثناء اللہ سے کہا کہ آپکو اس بات کے ماننے میں (کہ صحابہ و تابعین کے اتفاقی یا غیر خلافی اقوال۔ اقوال متاخرین سے مقدم سمجھنے چاہئیں) کیا تامل ہے؟ مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ میں یہ بات خود اتباع سلف میں تحریر کر چکا ہوں چنانچہ عبارت رسالہ اتباع سلف مجلس میں پڑھی گئی۔ اور اکثر اہل مجلس اور خصوصاً منشی فضلدین نے کہا کہ اس عبارت میں سے یہی مطلب نکلتا ہے۔ چونکہ یہ مجلس کوئی باقاعدہ مجلس نہیں تھی اور نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ جسکے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے آریوں کے جلسہ میں بغرض مباحثہ تشریف لیجانی تھی اسلئے بحث وہیں ملتوی رہی۔ اور فیصلہ ندارد۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اس مجلس میں ہرگز ساکت نہیں ہوئے۔ العبد محمد حسن کلرک لوکو آفس لاہور*

حافظ صاحب پر سوال

آپنے جو کہا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس مجلس میں ہرگز لاجواب نہیں ہوئے۔ اسپر آپ پر دو سوال ہیں۔ (۱) یہ کہ جب میں نے مولوی ثناء اللہ کی پیش کردہ تعریف کی نسبت کہا کہ یہ تعریف جامع نہیں۔ اور پھر اسکی تصدیق کیلئے جلد ۲۱ کے صفحہ ۳۱۰ اشاعۃ السنۃ کے یہ عبارت دکھائی (جسمیں اہلحدیث کی تعریف جامع ہے) کہ اہلحدیث ہونیکا مدار یہ ہے کہ حدیث نبوی کو بلا واسطہ اپنا مذہب بنا دے۔ اور جہاں حدیث نہ ملے وہاں آثار صحابہ

* یہ حافظ محمد حسن کا خیال ہے۔ منشی فضل الدین وغیرہ اسکے مصدق نہیں۔

* یہ شخص مولوی ثناء اللہ کا معتقد ہے۔

تابعین سے تمسک کریں اور جس امر کے متعلق اعتقاد و عمل کا بجز اہل بدعت کوئی قائل نہو اس کے اخذ و اتباع سے بطور التزام و کلیتہً انکار کریں تو مولوی ثنا اللہ نے اُس کا کیا جواب دیا تھا۔ (۲) جب مولوی ثناء اللہ نے اقوال اتفاقی صحابہ و تابعین کے تقدیم و تسلیم کرنے میں اپنے رسالہ کے صفحہ ۳۷ کی عبارت پیش کی اور اس سے اقوال صحابہ و تابعین کی تقدیم کو تسلیم کرنا منشی فضل الدین وغیرہ نے مان لیا۔ تو میں نے اس جواب کے جواب میں یہ نہ کہا تھا کہ اس عبارت میں بصورت مساوات دلائل قول سلف کو مقدم مانا گیا ہے۔ اور ہمارے سوال ہیں اور منشی فضل الدین کے سوال بحالت موجود نہ ہونے دلائل کے اور قرآن و حدیث میں کسی مسئلہ کا حکم معلوم نہ ہونے کی صورت میں صحابہ و تابعین کے اقوال کے مقدم ہونے کی بابت تسلیم کا سوال کیا گیا تھا۔ اُس کا کوئی جواب مولوی ثناء اللہ نے دیا تھا۔ اگر آپ کہیں کہ کوئی جواب نہیں دیا تو پھر وہ لاجواب ہوئے یا نہیں۔ اور اگر کہیں کہ ہم کو یاد نہیں کہ کوئی جواب دیا یا نہیں۔ تو پھر آپ کا یقیناً کہنا کہ وہ ہرگز لاجواب نہیں ہوئے۔ کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں آپ کو یہ کہنا مناسب اور راست تھا کہ ہم کو یاد نہیں کہ وہ لاجواب ہوئے یا اُنھوں نے کوئی جواب دیا۔

جواباً عرض ہے کہ جو کچھ خاکسار کو یاد تھا تحریر کر دیا۔ دربارہ ہر دو سوالات جناب مجھے کچھ یاد نہیں۔ مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ کسی نے آپ پر ناحق ضد پر ہونے کا الزام لگایا ہو۔ نہ مجھے آپ کا اشاعۃ السنہ کی عبارت پڑھنا یاد ہے نہ مولوی ثناء اللہ کا جواب دینا یاد ہے

کذب شصت یکم بغایت شصت سوم۔ مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۲۴ ستمبر ۱۸۹۵ء میں تین جھوٹ بولے ہیں:۔

پہلا کذب۔ جو نمبر شصت و یکم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب میں خداداد قابلیت ہے۔ کہ جس بات کے قائل ہونگے۔ اُس میں سو تکلیف پاویں ہزار ذلت اُٹھاویں چھوڑینگے نہیں۔

دوسرا کذب۔ جو نمبر شصت و دوم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے۔ میرے ساتھ اُن کو عرصہ بارہ سال سے نزاع ہے۔ اس نزاع میں مولوی صاحب کو اس کبر سنی میں جو تکلیفیں اور ذلتیں برداشت کرنی پڑیں ہیں۔ میں اس کا کیا ذکر کروں واقفان حال پر پوشیدہ نہیں لاکن شاباش اُن کی جوان ہمتی اور ہٹ پر کہ ان سب مصائب کا مقابلہ کیا

تیسرا کذب جو نمبر شصت و سوم ہے۔ اس کا یہ کہنا۔ کہ جناب موصوف کے ایک مخلص صمیم اور محب حمیم دوست نے جو ڈاکٹر بھی تھے لکھا ہے۔ آج کل لاٹ مولوی محمد حسین کے دماغ میں فرق آگیا

ہے۔ کوئی بات ٹکانے کی نہیں کہتے۔ ہم اس تحریر کی تصدیق نہیں کر سکتے۔ مگر لکھنے والا ڈاکٹر ہے اس لئے انکار بھی مشکل ہے۔ ان اکاذیب ثلثہ کے (جو کذب ہونے کے ساتھ گالیوں پر بھی مشتمل ہیں) ثبوت یا جواب میں کیا کہوں۔ کوئی فرزند شریف اپنے روحانی باپ کو ایسی گالیاں سے مخاطب نہیں کرتا۔ مگر ان ناظرین و معتقدین اخبار ثناء اللہ (جو عقل و فہم کو طاق پر رکھکر ثناء اللہ کے مرد میدان اور شیر پنجاب ہونے کو مان چکے ہیں) کی آگاہی کے لئے ایک مسلم استاد شیخ سعدی کا یہ شعر ؎

چو حجت نماند جفا جوے را ۔۔۔ بہ پرخاش برہم زند روئے را

پیش کر کے کذب نمبر شصت و یکم کے کذب ہونے کے ثبوت میں اتنا کہنا کافی سمجھتے ہیں۔ کہ اخبار ۲۸ جنوری سنہ میں تو ثناء اللہ نے مجھے متلون طبیعت کا الزام دیا ہوا ہے۔ اب وہ مجھکو ہٹ کرنے اور اصرار کی تہمت لگاتا ہے۔ یہ دونو باتیں کبھی سچ نہیں ہو سکتیں۔ اور کذب نمبر شصت و دوم کے کذب ہونے کا ثبوت میں ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ کونسی تکلیف اور کونسی ذلت اس عرصہ بارہ سال منازعت میں تمہارے روحانی باپ پر آئی ہے۔ جواب طلب کرنے سے مل سکتا ہے۔ مرزا قادیانی علیہ یستحقہ اپنا من گھڑت الہام انی مہین من اراد اہانتک کی مثال میں کہ چکا ہے۔ کہ تمہاری اہانت یہ ہوئی ہے۔ کہ تم کو سرکار سے زمین مل گئی ہے۔ ثناء اللہ بھی شاید بتقلید اپنے امام قادیانی کے جو قصص و اخبار میں حقیقت شرعیہ کے لغت پر مقدم نہ رکھنے میں اسکا شاگرد و پیرو ہے۔ چنانچہ صفحہ ۲۷۹ میں ثابت کیا گیا ہے اسی مثال کو پیش کرے۔ اور علاوہ بر ان یہ بھی کہے کہ اس زمین کی آمدنی اب دو سو روپیہ ماہوار سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اور سابق کارونوشن دربار دہلی میں تم کو وایسرائے نے مدعو کیا تھا۔ اور درباری تمغہ بھی تم کو سکرٹری اوف سٹیٹ نے وایسرائے کے ذریعے عطا کیا تھا اور سنہ ۱۱ء میں شاہی دربار تاج پوشی میں شاہی میلے میں شامل ہونے اور قیصر ہند سے ملاقات ہونے کا فخر بھی تم کو حاصل ہوا ہے چپر شاہی فرمان اظہار مسرت و شکریہ تمہارے نام پہنچا ہے اور یہ سب باتیں ہم ثنائی گروہ میں ذلت میں داخل ہیں۔ اس کے جواب میں میں اور کچھ نہیں کہتا۔ صرف یہی کہتا ہوں۔ کہ میری اس موجودہ حالت میں تم لوگ مجھے دینی کاموں اور دینی مجالس میں کیوں بلاتے اور شریک کرنا چاہتے رہے ہو۔ باوجودیکہ میری طرف سے اس کا انکار ہوتا رہا ہے۔ تم نے مجھے کانفرنس کا ممبر کیوں بنایا (اپنا اخبار ۲۔ اپریل سنہ ۱۵ء

لہ اس قسم کی بہت سی شہادتیں اور ہیں۔

اور اخبار ۱۷ جنوری ۱۴ء کو ملاحظہ کرو) آرہ کے سالانہ جلسوں میں باوجود میرے بار بار انکار کے کیوں مدعو کیا (۱۰ مارچ ۱۵ء کا روزانہ پیسہ اخبار۔ اپنا اخبار ۴۔ اپریل ۱۳ء کا ملاحظہ کرو) امرتسر کے جلسہ کانفرنس میں کیوں بلایا۔ (اپنا اخبار ۱۰۔ اپریل ۱۴ء ملاحظہ ہو) پشاور کے جلسہ میں کیوں بلایا (اخبار ۲۔ اپریل ۱۵ء دیکھو) میرٹھ کے جلسہ سالانہ اہلحدیث میں کیوں مدعو کیا گیا (دعوتی کارڈ حمید اللہ خاں سکرٹری جلسہ حسب پر مولوی عبید الرحمٰن صاحب واعظ کانفرنس کا رقعہ تاکید شمولیت جلسہ بھی درج ہے ملاحظہ کرو) ہمیشہ مجھ سے مصالحت کے خواہاں کیوں رہتے ہو۔ آخری التماس نامہ اخبار ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء پڑھو۔ اور اس میں اپنے الفاظ آپ دونو (خاکسار اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری) قوم کے بزرگ ہیں پڑھکر اس سوال کا جواب دو۔ کوئی جواب بن پڑے تو اس دعوے ذلت اٹھانے کا کذب ہونا مان لو۔ اور کذب نمبر ششصت و سوم کذب ہونے کے ثبوت میں تمہارا ہی قول (جو نقل قول ڈاکٹر کے بعد تم نے کیا ہے) کہ ہم اس تحریر کی تصدیق نہیں کر سکتے، کافی دلیل ہے اور اس قول کے ساتھ حدیث کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع کو ملا دیں تو اپنے اقرار سے تم جھوٹے ٹھیرتے ہو

آں حضرت صلعم کو کفار مکہ نے مجنوں کہا تھا۔ تو خدا تعالےٰ نے آنحضرت کو فرمایا۔ کہ اُن کو کہدے۔ قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنیٰ و فرادیٰ ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنۃ یعنی میں ایک بات کی تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم دو دو اور ایک ایک ہو کر میرے اقوال و اعمال کو سوچو میں دیوانہ نہیں ہوں اور نہ میرے اقوال و افعال دیوانوں کے سے ہیں۔

میں بھی بتعمیل حکم خدا و بتاسی رسول اللہ۔ ثناء اللہ اور اس کے ہم خیالوں کو (اگر اس خیال میں کوئی اُس کے شریک ہوں) یہ کہتا ہوں کہ تم میری تصانیف و اقوال کو انصاف سے دیکھو کہ اس میں کوئی بات بے ٹھکانہ ہے۔ یا وہ سراسر حکمت و موعظہ حسنہ کتاب اللہ و سنت سے مستند و اصول و معقول سے مدلل ہیں ۱۹۰۹ء میں میں نے جلد ۲۲ کے سرورق پر اشتہار دیا تھا۔ کہ میری اس جلد کے مضامین کی نظیر کوئی کسی اخبار یا رسالہ میں دکھاوے۔ تو مجھ سے ایک اشرفی انعام لے اس اشتہار کو پڑھ کر ثناء اللہ کی رال ٹپک پڑی۔ اور وہ جلد اُس نے ایک خاص ہواری کے ذریعہ اس غرض سے اور یہ کہکر منگائی کہ وہ یہ انعام حاصل کرے۔ مگر اُس سے اس وقت تک کوئی بات سے نہ بن آئی۔ اب اس جلد ۳۳ کے مضامین کی نسبت میں دو اشرفی کا وعدہ کرتا ہوں۔ اس

پشاور میں انہوں نے روک دیا تھا۔ تو میں آؤنگا۔ ۱۶ء کے جلسہ میں پھر سکرٹری انجمن حمید اللہ خاں صاحب نے دعوت کا رقعہ بھیجا۔ تو اس میں یہ درج کیا۔ کہ جلسہ میں آپ کا بیان موافق پروگرام ہوگا۔ جلسہ کے بعد آپ اصول حقہ

شخص کے لئے جو اُن کی نظیر کسی اخبار یا رسالہ میں دکھاوے یا اُن کا غلط ہونا ثابت کر دے جن کو تین مصنف بالاتفاق مان لیں جن کی شرط (صفحہ ۲۲۰) مضمون مباحثہ میں بیان ہو چکی ہے۔ جس ڈاکٹر کو اُس نے میرا مخلص صمیم و محب حمیم کہکر اس کے قول کی شہادت پیش کی ہے۔ وہ اس وقت تک میرا مخلص دوست تھا جب تک کہ اُس نے اپنی تین لڑکیاں سید کہلا کر غیر کفو کے تین اشخاص کے (جن میں ایک علانیہ فاسق تھا۔ صرف اُن کے باپ کی صلاحیت دیکھکر۔ میرے استصواب و اجازت کے بغیر نکاح میں دیدیں۔ جس کا نتیجہ بد اُس کی زندگی میں ہی ظاہر ہو گیا۔ کہ ایک مطلقہ ہو گئی۔ دوسری اس کے مرنے کے بعد معلقہ بیٹھی ہے تیسری کا لمعلقہ ہے۔ اور جب سے اُس کی بیوقوفی کا یہ عمل اس سے سرزد ہوا۔ تو میرا اس کا علاقہ دوستی کان لم یکن ہو گیا۔ اور آخر وہ ثنائے عقیدہ پر ہو کر مجھ سے درپردہ منحرف و منافق ہو گیا۔ اس حالت انحراف کی اس کی یہ تحریر ہے۔ جس کو ثناء اللہ نے شہادت میں پیش کیا ہے۔ اس کی نفاق و انحراف کی شکایت میں اُس کی زندگی میں جلد ۲۳ کے صفحہ ۷ و ۸ میں چھپا کر اُس کے پاس بھیج چکا ہوں۔

کذب نمبر شصت و چہارم لغایت شصت و ششم۔ اس کا اخبار ۲۶ جنوری ۱۵ء میں تین جھوٹ کا ارتکاب کرنا ہے۔ اول جو کذب نمبر شصت و چہارم ہے۔ یہ ہے۔ کہ اس نے میرا یہ قول کہ آپ بارہ برس سے مباحثہ کا دم مارتے ہیں۔ مگر ناممکن الوقوع شرائط پیش کر کے اُس کو ٹلاتے رہتے ہیں ازاں جملہ آپ کی یہ شرط ہے۔ کہ منصف مسلم الفریقین کوئی عالم ہو یہ شرط اس لئے وقوع میں نہیں آتی۔ کہ آپ اپنے ہم خیال علماء حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری و واعظ عبد العزیز رحیم آبادی وغیرہ ہما کو پیش کرتے ہیں۔ اور میں اُن کو اُن کا ہم خیال سمجھکر قبول نہیں کرتا۔ اور میں علماء دیوبند و سہارنپور کو پیش کرتا ہوں۔ تو آپ اُن کو حنفی کہکر نہیں مانتے۔ نقل کرنے اور اُس کی نسبت یہ اعتراف حق کرنے (اور مثل الکذوب قد یصدق کو جس کی تصدیق آنحضرت کی اس حدیث سے کہ شیطان ہے تو جھوٹا مگر اُس نے یہ سچ کہا ہے۔ کہ ایۃ الکرسی پڑھنے سے شیطان نزدیک نہیں آتا۔ اپنے اوپر صادق کر دکھانے اور یہ کہنے کہ میں یہ نہیں کہ سکتا۔ کہ آپ دانستہ جھوٹ بولتے ہیں حاشا و کلا کے بعد یہ جھوٹ بولا اور کہا ہے۔ کہ مگر یہ کہ سکتا ہوں۔ کہ آپ کو بوجہ کبر سنی سہو ہو گیا ہے۔ ورنہ یاد ہوتا تو آپ علماء حنفیہ کی منصفی سے مجھے منکر نہ ٹھیراتے۔ پھر کہا کہ آپ کیا میرے انکار کی کوئی تحریر دکھا سکتے ہیں۔

دوسرا کذب جو کذب نمبر شصت و پنجم ہے یہ ہے کہ اُس نے اپنے پرانے کذب چہل و چہارم کو دوہرایا

ل اس قسم کی بہت سی شہادتیں اور ہیں۔

اور یہ کہا ہے۔ کہ آپ نے باوجود میری منظوری کے سلسلہ گفتگو آگے نہ چلایا۔

تیسرا کذب۔ جو کذب شصت و ششم ہے۔ یہ کہ میرے واعظ رحیم آبادی کو واعظ کہنے پر یہ یہ حاشیہ چڑھایا ہے۔ کہ لاٹ مولوی جس پر خفا ہوتے ہیں۔ اس کو واعظ کا خطاب دیا کرتے ہیں۔

ان اکاذیب ثلثہ سے کذب اول (یا شصت و چہارم) کے کذب ہونے کے ثبوت میں یہ کہنا کافی ہے۔ کہ مجھے بوجہ کبر سنی سہو نہیں ہؤا۔ جو کچھ میں نے کہا۔ اس پر تمہاری تحریرات شاہد ناطق موجود ہیں۔ اگر یہاں سہو ہؤا ہے تو تم کو ہؤا ہے۔ جو بوجہ کثرت عادت دروغ گوئی بحکم ؎

دروغ ورا حافظ نباشد۔ تم کو سہو ہؤا ہے۔ تم اپنی اخبار ۱۵ جولائی سنہ ۱۰ء کے صفحہ ۷ کالم ۲ کے آخری سطر میں صاف لکھ چکے ہو۔ اور اب سنئے میری تجویز۔ میں عینی بھائیوں کے جھگڑے کو علاتی اخیافی چچیرے بھائیوں تک پہنچانا نہیں چاہتا پھر اس کے صفحہ ۸ کالم ۱ سطر ۹ میں صاف لکھ چکے ہو۔ ہاں منصف کے لئے یہ شرط ضروری ہے۔ کہ وہ اہلحدیث (غیر مقلد) ہونے کے علاوہ صاحب علم دیانت بھی ہو..... کیوں بیٹا سمجھے یا نہیں۔ اسی کو کہتے ہیں ؎

من انداز قدت را مے شناسم

اگر کچھ اپنا ایمان بخدا و شرم دنیا رکھتے ہو تو کہو کہ اس صاف و صریح انکار منصفی علاتی بھائیوں کے ساتھ تمہارا یہ کہنا کہ کیا میرے انکار کی کوئی تحریر دکھا سکتے ہیں۔ تمہارا سہو نہیں تو کیا یہ عمداً کذب بھی نہیں ہے سنہ ۷ ہجری تک تو تم بظاہر اور منافقانہ طور پر منظوری منصفی احناف کا اقرار اور در پردہ انکار کرتے رہے مگر سنہ ۱۰ ہجری میں تم صاف منکر منصفی احناف ہو گئے تو تمہارے اس انکار واقعہ سنہ ۱۰ پر سنہ ۱۰ میں تم کو منکر منظوری منصفی علماء احناف کا ٹھیرایا تو اس میں کونسا بھس ملا دیا۔ اس انکار صریح واقعہ سنہ ۱۰ھ سے صاف صاف اور اظہر من الشمس اور ابین من الامس ثابت ہوتا تھا۔ کہ جو سنہ ۷ میں تم نے منصفی علماء ثلثہ (مولوی محمد بشیر و مولوی عبدالحق و مولوی خلیل احمد صاحبان) جن میں دو آخری حنفی تھے اور تمہارے علاتی بھائی تھے قبول کی تھی۔ وہ محض منافقانہ اور زبانی تھی۔ نہ مخلصانہ اور جنانی (دلی) کیا اب بھی کہو گے۔ کہ میں حنفی علماء کی منصفی مان چکا تھا۔ میرے روحانی باپ کو بوجہ کبر سنی سہو ہو گیا۔ بیٹا تمہارا باپ گو ہشتاد و یک سال سے زیادہ عمر کو پہنچ چکا ہے۔ مگر خدا کے محض فضل و کرم سے وہ قوی و حواس ظاہری و باطنی و افعال جسمانی و روحانی میں نوجوان ہے اور اس بیت کا مصداق ہے ؎

نظامی بسا صاحب آوازۂ کہن گشتۂ ہم چناں تازۂ

جس کا اعتراف تم نے بھی اسی اخبار ۲۶ فروری کے صفحہ ۳ کالم ۳ سطر ۱۹ میں کیا ہے۔ مگر تم بوجہ عادت دروغ گوئی اس انکار کو جلد بھول گئے ہو۔ سچ ہے دروغ گوئے را حافظہ نباشد۔ میری صحت حافظہ و عدم نسیانی پر دلیل میری تصانیف ہی شاہد ہیں۔ خصوصاً یہی مضمون جس میں قلم جولانی کر رہا ہے۔ جس میں میں نے تمہارے بارہ سال کے مخفی اکاذیب کو ظاہر کر دیا ہے آیندہ ہی خدا سے یا دنیا ہی سے کچھ شرم کرو۔ پھر میری کبرسنی کو میرے اختلال اور نسیان کی دلیل نہ ٹھیرانا۔ اور نظامی کے اس شعر کو جس کو میرے حق میں تسلیم کر چکے ہو بھول نہ جانا۔

کذب دوم (یا شصت و پنجم) کا کذب ہونا۔ کذب چہل و چہارم کے ثبوت میں ثابت ہو چکا ہے۔ اور **کذب سوم** یا شصت و ششم کا کذب ہونا آیندہ کذبات ضمیمہ اخبار ۳۔ اپریل ۱۸۹۵ء کے ضمن میں ثابت کیا جاویگا۔ کیونکہ وہاں بھی اُس نے اس کذب کا اعادہ کیا ہے۔

کذب شصت و ہفتم لغایت نمبر ہشتاد و ہشتم۔ ان اکاذیب (بیس نمبر) کا تودہ پشتارہ اور ہے جس کو ثناء اللہ نے ضمیمہ اخبار ۳۰۔ اپریل ۱۸۹۵ء میں اپنے اوپر لاد کر آیت وہم یحملون اوزارہم علےٰ ظہورہم و آیت الاسار یا بیڑیوں کا مصداق بن کر دکھایا ہے۔ ازاں جملہ تین کذب اپنے دل سے گھڑے ہیں۔ (وسترہ) اکاذیب کذب بیانی میں اپنے ثانی اثنین کذاب رحیم آبادی سے نقل کر کے بحکم حدیث احد الکاذبین دروغ گو بن گیا ہے۔

من گھڑت اکاذیب سے **اول** (جو کذب نمبر شصت و ہفتم) ہے اس کا یہ کہنا ہے۔ کہ ہماری پنجاب کے بزرگ مولینا ابوسعید محمد حسین بٹالوی صاحب جس کسی عالم پر خفا ہوتے ہیں ان کو واعظ کہا کرتے ہیں۔ واعظ آپ کی اصطلاح میں بے علم کا لقب ہے۔

دوم۔ جو کذب نمبر شصت و ہشتم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے۔ کہ واعظ کا خطاب دراصل مستحسن و مقبول خطاب ہے۔ مگر مولینا بٹالوی چونکہ اس وصف سے محروم ہیں۔ اس لئے بطور طنز دوسرے کو واعظ کہا کرتے ہیں۔

سوم۔ جو کذب شصت و نہم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ مولوی عبد العزیز نے جو کچھ ابوسعید کے حق میں برا کہا ہے۔ وہ آیت جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کی تعمیل ہے یعنی ابوسعید نے علاوہ اور سخت کلامیوں کے اُن کو واعظ کہا تو اُنہوں نے اُس کو برا کہا۔

رحیم آبادی اکاذیب سے **اول** جو کذب نمبر ہفتاد و دم ہے۔ اُس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ ایک یہ واقعہ کاذبہ نقل کرنا ہے۔ کہ امرتسر میں جامع مسجد مولوی احمد اللہ صاحب میں

بٹالوی نے مولوی ثناء اللہ سے مباحثہ کرنا منظور کیا۔ جب شیر پنجاب (مولوی ثناء اللہ) ٹھیک وقت پر کتابیں لیکر مسجد میں آموجود ہوئے۔ تو بٹالوی کا خط خواجہ حبیب اللہ صاحب لائے کہ

ع اگر صلح خواہی نخواہم جنگ

اس واقعہ کاذبہ کو نقل کرنے کے بعد رحیم آبادی سے یہ نقل کیا ہے۔ کہ حضرت بٹالوی اگر قسم کھاکر یہ کہدیں کہ یہ واقعہ غلط ہے تو میں بذریعہ اخبار اپنے کذب کا اعتراف کرونگا۔

دوم جو کذب نمبر ہفتاد و یکم ہے کذاب رحیم آبادی دوسرا واقعہ کذب آمیز پشاور جاتے ہوئے ریلوے سٹیشن لاہور پر خاکسار سے دعوے

سوم (جو کذب نمبر ہفتاد و دوم ہے) اس کا کذاب رحیم آبادی سے تیسرا واقعہ دروغ آمیز جلسہ آرہ میں بحث اقوال خمسہ کی میری طرف سے درخواست نقل کرنا ہے۔ اور اپنی طرف سے انکار بایں عذر نقل انکار کہ جلسہ محل مناظرہ نہیں ہے۔

چہارم۔ جو کذب نمبر ہفتاد و سوم ہے۔ رحیم آبادی سے جو تھا واقعہ عین جلسہ علیگڈھ میں میری طرف سے درخواست بحث اصول خمسہ کا دعوے دروغ اور اپنی طرف سے بایں عذر انکار کہ جلسہ محل مباحثہ نہیں ہے نقل کرنا ہے۔

پنجم جو کذب نمبر ہفتاد و چہارم ہے۔ اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ بٹالوی نے جو کہا ہے۔ کہ مسلم الفریقین عالم کی شرط وقوع میں نہیں آتی۔ یہ دروغ ہے۔ بٹالوی نے فیصلہ آرہ کے زمانہ میں ان حضرت ثلثہ منصفین فیصلہ آرہ کو تسلیم کرلیا تھا۔

ششم جو کذب نمبر ہفتاد و پنجم ہے کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ بٹالوی نے بالکل جھوٹ و افترا و کتمان حق سے کام لیا ہے۔ جو کہا ہے۔ کہ فرقہ اہلحدیث کا نام اہلحدیث بٹالوی کی تجویز ہے۔ حالانکہ یہ نام اس فرقہ کا قدیم سے چلا آتا ہے۔ چنانچہ خلاصہ کیدانی میں اُن کو اہلحدیث کہا گیا ہے۔

ہفتم۔ جو کذب نمبر ہفتاد و ششم ہے۔ کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ بٹالوی نے جو کہا ہے۔ کہ میں نے موقعہ دربار ۱۱ء پر اراکین کانفرنس نے اصول خمسہ پر متفق کرلیا ہے یہ بھی دروغ ہے۔ مرزا ضمیر الدین احمد صاحب (صدر کانفرنس نے) اصول خمسہ کو آپکا پیش کرنا ذکر کیا تو بجائے تسلیم (جو ایڈیٹر (خاکسار) کہتے ہیں) کے اپنا خلاف ظاہر کیا۔ ایسا ہی مرزا صاحب کے سوا بھی حضرات نے کراہت سے انکا ذکر کیا۔

ہشتم (جو کذب نمبر ہفتاد و ہفتم ہے) کذاب رحیم آبادی سے اُس کا یہ کذب نقل کرنا ہے کہ جو

مناظرہ نقل کرنا ہے جسکی تفصیل نمبر (۳۰) میں ہو چکی ہے

بٹالوی نے کہا ہے۔ کہ موقعہ جلسہ (امرتسر) پر ثناء اللہ نے باستطاعت عبد العزیز ممبران کو متفق کر لیا۔ کہ ابو سعید جلسہ میں نہ بلایا جاوے۔ اس کے جواب میں نہایت زور دار لفظوں میں بلند آواز سے کہتا ہوں۔ کہ جھوٹا ہے۔ جھوٹا ہے۔ جھوٹا ہے۔ میں نے تو چاہا کہ بٹالوی صاحب جلسہ میں آویں۔ مگر اراکین جلسہ کو پسند نہ ہوا۔ جس کی دلیل خود بٹالوی کا قول ہے۔ جو چند سطر نیچے اشتہار (مندرجہ اخبار پیسہ اخبار) میں موجود ہے۔

نہم (جو کذب نمبر ہفتاد و ہشتم ہے) اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ بٹالوی صاحب ایسے آدمی ہیں۔ کہ کسی اسلامی جلسہ میں تقریر کے لئے بلائے نہیں جاتے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور میں انہیں کوئی نہیں پوچھتا۔ آپ کی وہاں بجوے آرزو کی حالت ہے۔ دہلی میں امرتسر میں علیگڈھ میں بیچارے بٹالوی نے شریک ہونا اور تقریر کرنا چاہا۔ مگر کسی جگہ کے ارباب شوری نے انکو اس قابل نہ سمجھا

دہم جو کذب نمبر ہفتاد و نہم ہے۔ اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ ایڈیٹر بٹالوی لکھتے ہیں کہ اراکین کانفرنس آپ کے اصول خمسہ سے متفق ہیں اور اپنی تحریرات تصدیق اصول خمسہ میں دے چکے ہیں۔ اور عبد العزیز اور حافظ عبد اللہ صاحب بھی اتفاق کر چکے ہیں۔ اس بھلے مانس کو پوچھنا چاہیے کہ پھر جھگڑا کیا ہے۔ اور اس قدر بیہودہ گوئی اور کذب و لغو بیانی و دروغ گوئی کیوں ہے۔ اور کس غرض سے ہے؟ یہی کہ کانفرنس میں آپ کو تقریر کرنے کی اجازت ملے۔

یازدہم۔ (جو کذب نمبر ہشتاد دہم ہے) اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ بٹالوی کا رہبر شیطان لعین ہے۔ اسی رہبر نے بٹالوی کو مرزا قادیانی کا مداح بنایا۔ اس لیڈر نے خراسانی عربی وغیرہ اس سے لکھوائیں۔ اسی لیڈر نے اس سے جھوٹا دعوے کرایا۔ کہ معیار الحق خود بدولت کی تصنیف ہے۔ فعلیہ ما علی الکاذبین۔

دوازدہم (جو کذب نمبر ہشتاد و یکم ہے) اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ بٹالوی نے اس جگہ تین شخص (مولوی ثناء اللہ۔ عبد العزیز۔ حافظ عبد اللہ صاحب) کی نسبت لکھا ہے۔ کہ اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کے مخالف ہیں اور چند سطروں کے بعد لکھا ہے۔ تینوں حضرات نے تحریرات میں دبی زبان سے ان اصول کو تسلیم کر لیا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ کہ کیسا اپنی زبان سے آپ جھوٹا ہوتا ہے ؎ دروغ گو را حافظہ نباشد ہے۔

سیزدہم جو نمبر ہشتاد و دوم ہے۔ اس کا رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے۔ کہ بٹالوی نے ایک جگہ لکھا ہے۔ چونکہ تینوں صاحب ان اصول کو دل سے تسلیم نہیں کرتے۔ بھلا دل کا خیال ان کو

معلوم ہے۔ ہات تیرے جھوٹے کی۔

چہاردہم جو کذب ہشتاد و سوم ہے اسکا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے کہ بٹالوی کے ثناء اللہ کو خارج اہلحدیث کرنے پر میں نے اسکو کہا۔ کہ اولاً کسی مذہب میں داخل ہونیکا معیار قائم کرو۔ تب حکم لگاؤ۔ بٹالوی سے تو یہ نہیں ہو سکا۔ لگے جھوٹ بولنے اور گالیاں دینے۔

پانزدہم جو کذب ہشتاد و چہارم ہے۔ اسکا کذب نمبر اول یا ہفتادم کا اعادہ کرنا اور یہ کہنا ہے کہ بٹالوی صاحب امرتسر میں باوجود عہد و میثاق نہ آئے اور گریز کر گئے۔

ان پندرہ اکاذیب کے علاوہ اس ضمیمہ میں بہت سے اکاذیب ہیں۔ مگر ہم نے صرف ان اکاذیب کا ذکر کرنا چاہا تھا جسکے ثبوت میں تحریری شہادتیں یا زبانی اقرار یا نکول رحیم آبادی یا ثنائی موجود ہیں۔ **ان اکاذیب کے ساتھ ایک کلمہ حق بھی بحکم مثل الکذوب قد یصدق** اسکی قلم سے اس ضمیمہ میں نکل گیا ہے۔ جسکے صلہ میں اسکا منہ بھی ثناء اللہ کیطرح کھانڈ یا لڈوؤں سے بھر دینے کے لائق ہو گیا ہے۔ مگر چونکہ اس نے اس حق کے ساتھ دو باتیں ناحق اور باطل بھی کہدی ہیں۔ لہذا بجائے کھانڈ یا لڈوؤں کے دو نمبر شانزدہم اور ہفدہم اسکو اور دیئے جاتے ہیں۔ وہ **کلمہ حق تو یہ ہے** کہ اس نے اسی ضمیمہ کے صفحہ ۴ کالم ۳ سطر ۲۴ میں یہ کہکر کہ "ہاں بٹالوی کا اصول خمسہ رد گیا" سطر ۲۵ میں کہا ہے "یہ امور خمسہ بجائے خود صحیح ہیں" مرحبا جزاک اللہ اور جو دو باتیں ناحق اور باطل اس کلمہ حق کے ساتھ اس نے ملا دی ہیں۔ انمیں سے ایک نمبر شانزدہم جو نمبر ہشتاد و چہارم ہے اس کلمہ کے متصل اس کا یہ کہنا ہے۔ مگر آپنے انکو نہیں سمجھا۔ آپکے قصور فہم سے اسمیں غلطی ضرور ہے۔ پھر اس حق اور ناحق میں ناواقف و بے علم لوگوں پر تلبیس و اشتباہ ڈالنے اور تدلیس کرنے کیلئے ۲۹ سطر میں کہا ہے۔ اب میں آپ کی غلطی آپکو ظاہر کرنے کو چند سوال آپسے کرتا ہوں۔

(۱) یہاں لفظ اصول کے کیا معنی ہیں۔ اگر اصول بمعنی ادلہ ہیں تو آپ کو لازم ہے کہ آپ صاف لفظوں میں یوں لکھئے کہ ادلہ شرعیہ پانچ ہیں۔ اور علماء اصول سے کسی کی شہادت پیش کیجئے۔ دوسری ناحق و باطل بات جو کذب نمبر ہفدہم یا ہشتاد و ششم ہے۔ اس کا اصول خمسہ پر شہادت علماء اصول طلب کر کے یہ کہنا ہے "اور میں کہے دیتا ہوں کہ یہ آپ سے ہرگز نہ ہوگا" (۲) اجماع کی تعریف اور اسکا مثل کتاب و سنت دلیل مستقل ہونا اور اس کا مصداق

لکھیئے۔ (۳) آیت وضو کی تفسیر جو شارع علیہ السلام نے فرمائی ہے۔ اور یوں کہدیا ھذا وضوئی لایجوز الصلوٰۃ۔ اسکے خلاف مضمضۂ استنشاق کو فاغسلوا وجوھکم سے خارج۔ اور وامسحو برؤسکم میں مسح جمیع سر کو مدلول قرآن قرار دینا صرف شعرات یا ربع راس کا مسح مدلول قرآنی قرار دینا تفسیر نبوی صلعم کی تغلیط ہے یا نہیں"

خاکسار تکذیب ان اکاذیب رحیم آبادی کے بعد پہلے ان سوالات رحیم آبادی کا جواب دیگا۔ پھر یہ ظاہر کریگا کہ کذاب رحیم آبادی نے ان سوالات سے بے علم ناواقفوں کو کیا دھوکا دینا چاہا ہے۔ اس بیان خاکسار سے اہل علم کو واضح ہو جائیگا کہ رحیم آبادی نے جو دو دعوے کئے ہیں (۱) یہ کہ یہ خاکسار ان اصول کو نہیں سمجھا اور اسمیں کوئی غلطی اس نے ضرور کی ہے (۲) اور یہ کہ خاکسار اصول خمسہ کی شہادت علماء اصول سے پیش نکر سکیگا۔ یہ کذب محض ہے۔ جسپر اسکو دو نمبر ۱۶ و ۱۷ اور دیئے گئے ہیں۔

اس تودہ اکاذیب میں سے پہلے کذب ثنائی کا کذب ہونا اس سے حلف معلق بطلاق بایں الفاظ "کہ اگر ابو سعید لفظ واعظ کو بجائے لفظ جاہل نہ بولتا ہو اور واعظ آپکی اصطلاح میں بے علم کا لقب نہ ہو تو اس شخص کی زوجہ پر طلاق ہے" لینے سے ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ اس حلف سے انکار کرے تو میں بھی حلف سے جیسی ثناء اللہ چاہے کہنے کو تیار ہوں کہ میری یہ اصطلاح نہیں۔ میں بڑے بڑے مشاہیر علماء کو واعظ کہا کرتا ہوں۔ اگر وہ وعظ کہیں۔ ہاں بعض جاہل بھی واعظ ہوتے ہیں۔ یہ دونو لفظ واعظ و جاہل میری اصطلاح میں مترادف نہیں ہیں دوسرے کذب ثنائی پر بھی اسی کا حلف معلق بطلاق شاہد ہو سکتا ہے۔ وہ حلف سے کہے کہ ابو سعید وعظ سے محروم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میرا تمام زمانہ بعد تحصیل علم و اختیار امامت قوم اہلحدیث سے کوئی جمعہ خالی نہیں گذرا ہے۔ جسمیں میں نے امام ہونیکی حالت میں وعظ نہ کیا ہو طرفہ یہ کہ ثناء اللہ علم مجامع انجمن حمایت اسلام۔ انجمن آرہ۔ رحیم آباد۔ لاہور۔ امرتسر۔ ملتان دہلی وغیرہ بلاد میں میرا وعظ سن چکا ہے اور اسکے اخبار ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میری کے وعظون کا ذکر وموجود ہے۔ پھر اسکا یہ کہنا کہ مولینا بٹالوی اس وصف سے محروم ہیں کذب نہیں تو اور کیا ہے تیسرے کذب ثنائی کے کذب ہونے پر بھی ثناء اللہ ہی کا حلفی بیان کافی سمجھتا ہوں

جن الفاظ "جھوٹا ہے۔ جھوٹا ہے" "ہات تیری جھوٹے کی" وغیرہ وغیرہ۔ جنکی تعداد بیس سے اوپر اس مباحثہ کے صفحہ ۲۲۴ جلد ہذا میں بتائی گئی۔ اسکی مثل ایک لفظ بھی اس مضمون سے پہلے رحیم آبادی کے حق میں خاکسار نے بولا ہے تو شاء اللہ اسکی نشاندہی کرے اور فی لفظ ایکسو روپیہ انعام لے ورنہ اپنے اس کذب بیانی کا کہ رحیم آبادی نے جو کچھ میرے حق میں برا کہا ہے وہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کا مصداق ہے کذب ہونا تسلیم کرے۔

رحیم آبادی اکاذیب سے کذب اول کے کذب ہونے پر بھی رحیم آبادی کی مجوزہ دلیل (یعنی خاکسار کی قسم جو اس نے اس واقعہ کاذبہ کو نقل کرنے کے بعد خود تجویز کی ہے) کافی سمجھتا ہوں۔ اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جہانتک مجھے یاد و علم و یقین ہے۔ کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ شاء اللہ سے میں نے مباحثہ کا وعدہ کیا ہو۔ اور پھر اس کے موقعہ پر آجانے کے بعد مباحثہ سے انکار کیا ہو واللہ ثم باللہ ثم تاللہ۔ اب رحیم آبادی کو چاہیئے کہ حسب وعدہ اسی اخبار میں اپنے اس کذب کا اشتہار دے۔ اور اس وعدہ کو پورا کرے۔ اور اسکے کذب دوم میں جو کذب ہے وہ اور اسکے اکاذیب نمبر سوم و چہارم کے اس حصہ پر کہ میں نے عین جلسہ آرہ اور جلسہ علیگڈھ میں بحث اصول کی درخواست کی تھی۔ میرے رقعات شاہد ہیں جو رحیم آبادی کے پاس آرہ میں اور اہالئے جلسہ علیگڈھ کے پاس بھیجے تھے۔ رحیم آبادی سچا ہے۔ تو ان رقعات میں میری درخواست مباحثہ کی نشاندہی کرے۔ میں نقارہ کی چوٹ کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں نے ان جلسوں میں اصول خمسہ پر بحث کرنے کی درخواست نہیں کی۔ بلکہ اصول خمسہ کے بیان کرنے اور پڑھکر سنا دینے کی درخواست کی تھی جسکے بعد میرے خیال و یقین میں سامعین و حاضرین کا ان اصول پر اتفاق کرنا اور سلمنا اور آمنا کہنا متیقن تھا۔ بحث تو امور اختلافی میں اور نظری میں ہوتے ہیں اور اتفاقی بھی کبھی محل بحث و اختلاف ہوتا ہے؟ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ان دونو مفتری و کذابوں کو بھی اس امر کا یقین ہے۔ کہ جب یہ اصول کسی جلسہ میں پڑھے جائیں گے تو حاضرین بلا اختلاف آمنا و سلمنا لکھدیں گے۔ اور چونکہ یہ دونو منافق دل سے ان اصول کو نہیں مانتے گو زبان سے ان کے ساتھ اتفاق ظاہر کر چکے ہیں۔ لہذا وہ ان اصول کا کسی عام جلسہ میں پڑھا جانا منظور نہیں کرتے بلکہ کبھی تو ان کو موجب فتنہ و قتل و فساد کہکر انکے پڑھنے کو ٹلانے رہے ہیں

جیسا کہ جلسہ امرتسر و پشاور میں ان سے عمل میں آیا ہے ص ۲۹۲ و ص ۲۹۷ رسالہ ہذا ملاحظہ ہو۔ کبھی انکو برخلاف اصول و قواعد کانفرنس قرار دیکر ٹلاتے ہیں ص ۱۵ وغیرہ ملاحظہ ہو۔ کبھی ان اصول کو اصول مذہب حنفی ٹھیرا کر اہلحدیث کو ڈراتے ہیں۔ پیسا اخبار (۲۲ مارچ ۱۵ء) ملاحظہ ہو۔ یہ دونوں کذابین راسود عنسی و مسیلمہ یمامی کے جن کا حال صحیح بخاری کے صفحہ ۵۱۱ میں بیان ہوا ہے۔ ثانی اثنین میری کوئی تحریر بھرے جلسہ کانفرس بمقام امرتسر یا پشاور یا علیگڈھ میں مباحثہ کرنے کی درخواست کی متضمن پیش کریں تو فی تحریر ایک سو روپیہ سے زائد تاوان لیں یہ نہ ہو سکے تو باعتراف کذب بیانی خود اپنی اور میری اس مراسلت کو (۱۳۱) و ۱۳۲ جلد ہذا میں منقول ہو چکی ہے جس میں انکی طرف سے بھی صرف تقریر اصول خمسہ کی اجازت ہے۔ اور میری طرف سے بھی اسی تقریر کرنے اور اصول خمسہ پڑھ سنانے کی درخواست ہے۔ اور اگر بحث کا ذکر یا دعوی ہے تو بعد اختتام جلسہ کے ملاحظہ کر کے عرق خجالت میں غرق ہو جائیں۔ یہ بات بذریعہ پیسہ اخبار و اخبار وطن اور مستقل اشتہار میں بھی چھاپ کر انکے پاس جلسہ علیگڈھ بھیجی گئی تھی۔ ان اخبارات کے اصل پرچے منصف صاحب کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور دیگر ناظرین پیسہ اخبار ۱۲ مارچ ۱۵ء اور اخبار وطن ۱۱ مارچ ۱۵ء میں دیکھ سکتے ہیں۔

اور اسکے **کذب پنجم** کا کذب ہونا خود کذاب رحیم آبادی کے مجوزہ و محرر فیصلہ آرہ سے جس کو کذاب امرتسری نے چھاپ کر مشتہر کیا ہے۔ اور وہ صفحہ ۲۷۵ جلد ہذا میں منقول ہے ظاہر ہو چکا ہے اس فیصلہ کا کذاب رحیم آبادی کی طرف سے تجویز و تحریر ہونا خود اس تحریر سے جس کا رد ہو رہا ہے اور وہ ضمیمہ اخبار نااہل حدیث ۳۰۔ اپریل ۱۵ء کی صفحہ ۴ کالم ۱ چار سطور اخیرہ پہلی سطر میں خود رحیم آبادی نے شائع کرایا ہے۔ ثابت ہے

اور اسکے **کذب ششم** کا محض افترا ہونا اشاعۃ السنۃ جلد ہذا صفحہ ۲۹۰ سے ثابت ہے جس میں اس ملک اور اس صدی کے اہلحدیث کا نام بجائے وہابی اہلحدیث گورنمنٹ اور پبلک سے مقرر کرانے کا میں نے دعوی کیا ہے یہ دعوی میں نے ہرگز نہیں کیا

کہ یہ لقب اور یہ نام اس سے پہلے اس قوم کا نہ تھا۔ یہ دعوے میں کیونکر کر سکتا تھا جس حالت میں میں خود اشاعۃ السنۃ جلد ۱۱ میں یہ دو مضامین (۱) کہ اہلحدیث قدیم ہیں یا جدید اور (۲) اہلحدیث اُنکا پرانا خطاب ہے چھاپ کر مشتہر کر چکا ہوں ان کذابین ثانی اثنین اسود عنسی و مسیلمہ یمامی نے خدا کا خوف اور دنیا کی شرم اٹھا کر میری نسبت یہ دعوی مشتہر کیا کہ اس فرقہ اہلحدیث کا نام اہلحدیث ایڈیٹر بٹالوی کی تجویز ہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى قَائِلِهَا وَمُعْتَقِدِهَا لَعْنًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

(۷) اور اسکے **کذب ہفتم** کا کذب ہونا تحریرات ارکان و ممبران کانفرس مرزا ضمیر الدین احمد صاحب صدر کانفرس و مولوی سید احمد حسن صاحب فنانشل سکرٹری کانفرس و حاجی عبد الغفار صاحب امین کانفرس و مولوی عبد الجبار صاحب وغیرہ ممبران کانفرس کی تحریرات سے جو اشاعۃ السنۃ جلد ہذا کے صفحہ ۹۷ سے صفحہ ۱۱۳ تک منقول ہیں آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہے کذابین مذکورین یعنے اس **کذب کا** راقم اور اس کا مشتہر کنندہ دونوں دہلی میں پہنچیں اور ان حضرات سے پوچھ لیں کہ یہ اُنکی تحریرات ہیں یا نہیں۔ اگر وہ ان تحریرات کی نسبت یہ کہدیں کہ یہ تحریرات ہماری نہیں تو یہ کذابین ریلوے کا کرایہ مجھ سے لیں اور اگر وہ پیشگی کرایہ لینا چاہیں تو میں امرتسر میں منصف صاحب کی خدمت میں اور دہلی میں عبد الغفار صاحب دکان میں پیشگی جمع کرا دونگا۔

(۸) اور اُسکے **کذب ہشتم** کا کذب ہونا اسکے اس رقعہ سے جو صفحہ ۱۳۲ جلد ہذا میں منقول ہے اگر اسی کی قلم سے وہ رقعہ کانفرس طرف سے لکھا گیا تو اسمیں اُس کی اعانت اور ثناء اللہ کی استعانت ثابت ہوتی ہے نہیں تو لوہ قسم کہا جائے اور جھوٹے پر لعنت کہے کہ میں اس مشورہ میں شریک نہ تھا صرف کاتب تھا مصداق اُنکا حمار مجھے جو کچھ کانفرس نے کہا مینے اپنی رائے کے برخلاف لکھدیا۔

پیسہ اخبار کے سطور محولہ میں تمہارے پہلے رقعہ کا ذکر جو جلد ہذا کے صفحہ ۱۳۱ میں منقول ہے اس رقعہ میں بیشک تم محرک میرے آنے کے ہوئے تھے مگر اخیر منع کرنے

کے مشورہ میں شریک ہوئے۔ اور ثناء اللہ کے معاون بن گئے۔

(۹) اُسکا **کذب نہم** نہایت شرمناک کذب ہے۔ جو کسی صاحب شرم دیا دخوف آخرت سے سرزد نہیں ہو سکتا۔ وہ خاص اپنے جلسہ آرہ میں ہر سال باوجود میرے انکار کے مجھے بلاتا رہا۔ اور نوید ارقعہ دعوت بھیجتا رہا۔

اس ۱۵ سنہ میں اور اس ضمیمہ اخبار نا اہلحدیث ۳۰ اپریل ۱۵ سنہ جس میں یہ کذب نہم اس نے مشتہر کیا ہے کے صفحہ اول کالم ۲ سطر ۸ اور صفحہ سوم کے کالم ۳ کے سطر ۳۶ مین جلسہ آرہ کا نوید باوجود میرے سالہا سال کے انکار بھیجنے کا اعتراف کذاب رحیم آبادی خود کر چکا ہے۔ اور انجمن حمایت اسلام لاہور میں میرا بارہا بلایا جانا انجمن کی رپورٹ ہائے سالانہ سے ثابت ہے چھبیسوین سالانہ جلسہ انجمن کی رپورٹ کے صفحہ ۲۸۹ سے صفحہ ۲۹۵ تک میرا بیان و تقریر درج ہو کر مشتہر ہو چکی ہے۔ اس تقریر کو پڑھنے سے منصف صاحب و دیگر ناظرین کو واضح و متیقن ہو جائے گا۔ کہ انجمن حمایت اسلام میں خاکسار کے کبھی بلائے نہ جانے کا دعوی کذاب رحیم آبادی کا شرم ناک کذب ہے۔ ہاں تین جلسوں انجمن میں خاکسار مدعو ہوا ہے۔ ثناء اللہ یا دیگر ثنا خواہوں و ریاکاروں کی مانند کثرت سے اسلیے شامل نہیں ہوتا کہ وہ انجمن خالص اہلسنت و اہلحدیث کی انجمن نہیں ہے بلکہ تحمیل جس میں شیعہ و مرزای وغیرہ اہل بدعت بھی باعتراف کذاب رحیم آبادی بصفحہ ۴ کالم نمبر ۱ سطر ۱ ضمیمہ اخبار نا اہلحدیث ۳۰ اپریل شامل ہوتے ہیں ایسے جلسے اکثر اسکے نمائش و ریاکاری سے خالی نہیں ہوتے جس سے اس خاکسار کو نفرت ہے۔ اور ایسی وجہ سے آیندہ اس شمولیت سے خاکسار خود انکار کر چکا ہے چنانچہ میری تقریر مذکورہ مصرح ہے اور امرت سر و پشاور کے جلسوں۔ کانفرس میں خاکسار کو بلایا جاتا۔ اور مجھ سے تقریر کی درخواست کرنے کا اعتراف تو کذاب امرتسری بھی اسکے ضمیمہ اخبار نا اہل حدیث میں کر چکا ہے جو بصفحہ ( ) منقول ہے دیگر اسلامی جلسہ ہا ملتان و سیالکوٹ و امرتسر و دہلی و میرٹھ وغیرہ میں بھی خاکسار مدعو ہوتا رہا ہے۔ جس کا اعتراف اخبار نا اہلحدیث میں موجود ہے میرٹھ

کے جلسہ اہلحدیث ۱۵ء میں خاکسار کا مدعو ہونا صفحہ ۳۲۳ جلد ہذا مذکور ہوا ہے۔ حال میں تسہ کے جلسہ میں سکرٹری جلسہ حمید اللہ خانصاحب و دیگر احباب قدیم اہلحدیث میٹھر کی طرف سے درخواست پہنچی۔ تو خاکسار نے اسکا جواب دیا۔ کہ اگر اس جلسہ میں اصول خمسہ کی پڑھنے سے مجھے ثناء اللہ وغیرہ نہ روکیں۔ تو میں شامل ہونگا۔ جسپر خانصاحب حمید اللہ صاحب کا خط اس مضمون کا پہنچا کہ جلسہ میں آپکا بیان حسب پروگرام ہوگا۔ جلسہ کے علاوہ آپکی مزید تقریر ہوگی۔ اس میں آپ اصول خمسہ بیان کرینگے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے جس سے ثابت ہوا کہ ثناء اللہ وغیرہ نے جلسہ میں اصول خمسہ پڑھنے سے روکدیا ہے اسلیے خاکسار شامل جلسہ نہوا۔ ان واقعات سے کذاب رحیم آبادی کا کذب نہم روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے جو لوگ میرا ان جلسوں میں مدعو ہونا ان ہی کذابوں کی تحریرات میں دیکھیں گے۔ وہ اگر کچھ حیا و شرم رکھتے ہونگے تو ان کذابین کے کاذب ہونے کا یقین کریں گے۔ اور کذاب رحیم آبادی کے چہرہ پر سفید داڑھی دیکھ کر تعجب سے ضرور کہیں گے کہ یہ سفید ریش اور یہ سیاہ جھوٹا اور یہ جبہ و عمامہ اور یہ افترار دلیرانہ

کذب دہم کے اس حصہ کا جو اس کذب میں مخفی ہے۔ کہ ارکان کانفرس نے اصول خمسہ پر اتفاق نہیں کیا کذب ہونا کذب (ہفتم) کے ثبوت سے ثابت ہو چکا ہے۔ اب رہا اس کا یہ کذب و مغالطہ آمیز سوال کے ارکان کانفرس و حافظ عبد اللہ و عبد العزیز بھی اتفاق کر چکے ہیں تو اس بہلے مانس سے پوچھا جاوے تو پھر جھگڑا کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ جھگڑا یہ ہے کہ جیسا ان دونوں بہلے ماتسوں حافظ عبد اللہ و عبد العزیز) نے تیسرے بہلے مانس ثناء اللہ کے رسالہ اجتہاد و تقلید پر (جس میں اس نے اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کو تسلیم کر لیا ہے) ویسے ہی وہ تینوں بہلے مانس انصاف اور شرم کو کام میں لاکر ان اصول کو عام جلسوں کانفرس وغیرہ میں تسلیم کرلیں اور نفاق ترک کرکے بیچارہ عوام اہلحدیث کو دہوکہ دینا چھوڑ دیں اس وقت تک ان تینوں کا حال و قال اس سیرت و قول منافقین کے مثال ہو رہا ہے جسکی

اس امت میں حکایت واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن ۰ یعنے منافق لوگ مومنوں کو ملتے ہیں تو آمنا یعنے یہ کہ ہم مسلمان ہیں کہدیتے ہیں اور جب اپنے شیاطین کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ رسالہ میں جو عام مسلمانوں میں پڑھا جاتا ہے تو انہوں نے اصول خمسہ کو تسلیم کر لیا ہوا ہے۔ مگر اپنے ہم خیالوں کے جلسوں میں ان اصول کو پاس ہونے نہیں دیتے۔ اور ان اصول کے متضمنہ اشعار ثلثہ کو (اصل ادیں آمد مسلماں را قرآن۔ پس حدیث سرور پیغمبراں۔ بعد زان اجماع اہل اجتہاد۔ از صحابہ سید خیر العباد۔ پس ازاں اجماع جملہ تابعین۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ پستر اقوال خلافیہ ہمان شد مقدم بر مقال دیگراں) کو اپنے کانفرنس کا ماٹو نہیں بناتے مگر انکو یاد رہے کہ جب تک ایڈوکیٹ اہلحدیث لہ یہ خاکسار زندہ ہے انکا یہ نفاق چلنے نہ دیگا۔ اور پبلک میں یہ ظاہر کرتا رہیگا۔ کہ یہ تینوں پہلے مانس اہلحدیث ہونے کے دعوے میں منافق ہیں۔ اہلحدیث نہیں ہیں۔ اصول مذہب اہلحدیث کے در پردہ منکر ہیں۔ اور اصول معتزلہ و نیچریہ۔ و مرزائیہ کے قائل ہیں۔ لا بارک اللہ فیہم۔ مزق جمعہم و شتت شملہم۔

اسکا **کذب یازدہم**۔ مجموعہ سباب ہے (دشنام) دہی ہے میں اسکے جواب میں کیا دوں۔ بجز اسکے کہ کذاب رحیم آبادی سے یہ سوال کروں۔ کہ میں نے مرزا قادیانی کی کن الفاظ سے مدح کی ہے۔ اور مضمون خراسانی میں کون سا کلمہ شیطانی ہے اور دعوی تالیف معیار الحق کیوں ناحق ہے۔ میں حلف سے کہتا ہوں۔ واللہ ثم باللہ ثم تاللہ حضرت میاں صاحب شیخ الکل نے اصول مضامین معیار الحق کا افادہ فرمایا تھا۔ اور بعض کتب کے عبارات کی نشاندہی کی تھی انکے نظم و ترتیب مضامین و عبارات اس خاکسار کی طرف سے ہی جو ایڈیٹر کا کام ہے۔ اور اسکو عربی میں تالیف کہتے ہیں جس کو انگریزی ایڈٹ کہتے ہیں۔ اس نظر سے خاکسار نے مؤلف (یعنے ایڈیٹر) ہونے کا دعوی صفحہ ۳۰۵ جلد ۲۲ میں کیا تھا مصنف

ہونے کا دعوے نہیں کیا۔ جسمیں مضامین کا ایجاد و اختراع بھی مصنف کیطرف سے ہوتا ہے۔
ہاں اس کتاب کے صفحہ ۷۹ سے ۸۵ تک جو روایت نمبر ۳۴ اور روایت پینتیسویں ۳۵ مولانا
شیخ الکل نے بوقت طبع معیار الحق دہلی میں خود درج کتاب کی ہیں۔ یہ روایات میری قلم سے
نہیں نکلیں۔ یہ مولانا ہی کا ایجاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنکا سیاق پہلی روایات کے سیاق کے برخلاف ہے
میرے اس حلفی بیان کو جس سے زیادہ بحکم قاعدہ فقہیہ وحدیثیہ البینۃ علی المدعی
والیمین علیٰ من انکر مجھ پر واجب نہ تھا۔ یہ کذابین نہ مانیں تو بحکم قاعدہ مذکورہ خود بینہ (گواہ)
قایم کریں۔ اگر وہ کوئی گواہ پیش نہ کر سکیں تو میں اُن کی یمین رد قبول کرتا ہوں۔ وہ دونو قسم کھا کر
کہدیں کہ معیار الحق کا مؤلف ابو سعید محمد حسین نہیں۔ حضرت شیخ الکل ہیں۔ اور اسکے ساتھ جھوٹے
پر لعنت۔ اسکی عورت کو طلاق بھی کہیں۔ ہر چند یمین رد میں لعنت اور طلاق شرط نہیں ہوتی ولیکن
ایسے شیر بہادروں سے بعید نہیں کہ جھوٹی قسم کھا جائیں۔ لہذا بحکم مصرعہ پیش کردہ کذاب امرتسری
بحق روحانی پدر خود ع این چنیں رقاص را باید وصول این چنیں۔ یہ لعنت و طلاق زیادہ موزون
ہے۔ اور حق بحق دار رسید کی مصداق ہے۔ اور اس کے کذب دوازدہم کا کذب ہونا، کذب
دہم کے ثبوت سے ثابت ہو چکا ہے جسکا خلاصہ بیان یہ ہے کہ تمہارا اصول خمسہ کی تسلیم کا اقرار
صرف زبان پر ہے اور انکار دل میں ہے جیسے منافقوں کا زبانی ایمان تھا۔ اور دلی کفر و انکار۔
اور کذب سیزدہم کا کذب ہونا مصرعہ مسلمہ ان اللسان علی الفواد دلیل سے ثابت ہے
جس پر آیات قرآن دلیل ہیں۔ ایک وہ آیت جو کذب دہم کے ثبوت میں نقل ہو چکی ہے دوسری
وہ آیت جو سورۂ منافقون میں ہے۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ
رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ
کذاب رحیم آبادی کو منطق دانی کا دعوے ہے۔ مگر وہ وحدات ثمانیہ کا متضمن شعر بھول
گیا ہے۔ اور اس کے زبانی اقرار اصول خمسہ کو اسکے دلی انکار کی نقیض سمجھکر خاکسار پر مدعی تناقض
ہوا۔ اور "ہات تیرے جھوٹے کی" کی گالی کو اپنے اوپر ثابت کر دکھایا۔ اور اس کے کذب چہاردہم
کا کذب ہونا اشاعۃ السنہ جلد ۲۱ کے صفحہ ۲۶۴ سے ۲۷۷ تک ثابت ہو چکا ہے مگر یا تو بحکم دروغگو را
حافظہ نباشد" وہ اسکو یاد ہی نہیں رہا۔ یا ان بدنصیبوں نے وہ صفحات دیکھنے کے سوا وہ جلد خاکسار کے
پاس واپس بھیجدی تھی۔ ان صفحات میں ثناء اللہ کے اخراج از فرقہ اہلحدیث کرنے میں داخل و خارج کرنے کا

معیار قائم کرکے اس کو خارج کیا گیا تھا جس معیار کو انہوں نے نہایت قابلقدر تسلیم کیا ہوا ہے (صفحہ ۲۶۳ جلد مذکور ملاحظہ ہو) اور اسکو کذب پانزدہم میں اسکے کذب نمبر ۱ کا اعادہ ہے جو بحکم "دروغگو را حافظہ نباشد" اس کی قلم سے نکل گیا ہے۔ ہم اسکے کذب ہونیکے ثبوت کا اعادہ نہیں کرتے اکاذیب پانزدگانہ رحیم آبادی کا کذب ناظرین پر واضح ہوگیا۔ اب اس کے سوالات ثلثہ کے جوابات دیکر ان کے متعلق اسکی تدلیس وتلبیس ظاہر کی جاتی ہے۔ جس سے اسکا کذب شانزدہم وکذب ہفدہم کا کذب ہونا ثابت ہو۔

جواب سوال نمبر ۱۔ اصول سے ادلہ ہی مراد ہیں۔ اور بجائے اصول لفظ ادلہ کہنے کو ہم بھی تیار ہیں۔ اور ہم سے پہلے علماء اصول انکو ادلہ کہہ چکے ہیں۔ ان دونو باتوں کا ثبوت اصول کی چھوٹی سی اور پہلی کتاب اصول شاشی میں ہے۔

ثم بعد ذلك نوع من الاجماع وهو عدم القائل بالفصل وذلك نوعان احدهما ماذا كان منشاء الخلاف فى الفصلين واحدًا والثانى ما اذا كان المنشا مختلفاً والاول حجة والثانى ليس بحجة مثال الاولى فيما خرج العلماء من المسائل الفقهيّة على اصل واحد ونظيره اذا اثبتنا ان النهى عن التصرفات الشرعيه يوجب تقريرها قلنا يصح النذر بصوم يوم النحر والبيع الفاسد يفيد الملك لعدم القائل بالفصل ولو قلنا ان التعليق سبب عند وجود الشرط قلنا تعليق الطلاق والعتاق بالملك او سبب الملك صحيح۔ ونظير الثانى اذا قلنا ان القى ناقض فيكون البيع الفاسد مفيداً للملك لعدم القائل بالفصل او يكون موجب العمد القود لعدم القائل بالفصل وبمثل هذا القى غير ناقض فيكون المس ناقضاً وهذا (اى عدم كونه حجة) لان صحة الفرع وان دلت على صحة اصله ولكنا لا نوجب صحة اصل آخر حتى تفرعت عليه المسئلة الاخرى۔ انتهى ملخصاً ص ۸۸-۸۹

اب رحیم آبادی اور اس کے لیڈر امرتسری کو (جنہوں نے ضمیمہ اخبار نا اہلحدیث ۳۰۔ اپریل ۱۹۱۵ء کے چوتھے صفحہ تیسرے کالم کی سطر ۳۳ میں یہ لاف مشتہر کی تھی کہ اسپر علمائے اصول سے کسی کی شہادت پیش کیجیے۔ اور میں کہہ دیتا ہوں کہ یہ آپسے ہرگز نہ ہوسکے گا) چاہیئے کہ اصول شاشی کی عبارت مذکورہ میں عمل القول بالفصل پر لفظ اصل وحجت کا جو دلیل کا مترادف ہے اطلاق دیکھ کر غرق عرق خجالت ہوجائیں یا خودکشی کرکے واصل جہنم ہوجائیں۔ کیونکہ ایسی بیحیائی کی زندگی

سے موت بہتر ہے جو آیندہ ایسے گناہوں سے بچائے۔ اس آرزو موت کی اس حدیث میں تعلیم ہے وَاَمِتْنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ۔

جواب سوال نمبر ۲ و ۳۔ اجماع کی تعریف جامع و مانع بیان کرنا اور اس کا مصداق بتانا اور اس تعریف کو مواضع نقض و عدم صدق سے بچانا مدعی کا منصب ہے جسکی تعریف یہ ہے المدعی من نصب نفسہ لاثبات الحکم بالدلیل او التنبیہ (رشیدیہ صفحہ ۱۰) اور یہ خاکسار تو اصول خمسہ خصوصاً اجماع کے بیان میں محض ناقل ہے جسکی تعریف یہ ہے ھو الاتیان بقول الغیر علی ما ھو علیہ بحسب المعنی مظھراً انہ قول الغیر۔ اور سالہا سال سے یہ کہہ رہا ہے کہ اصول خمسہ مذہب محدثین کے اصول ہیں۔ اور بشہادت سلف و خلف (جنمیں یہ ناخلف مدعی اتباع سلف بھی داخل ہیں) مفصلاً ثابت کر چکا ہے کہ یہ اصول خمسہ اصول مذہب اہلحدیث ہیں۔ اب رہا میرا مدعی ہونا کہ یہ اصول صحیح ہیں۔ اور کتاب اللہ و سنت انکی صحت پر دلیل ہے۔ سو اسوقت ہوگا جبکہ ثناء اللہ امرتسری و عبدالعزیز رحیم آبادی و حافظ عبداللہ غازیپوری اور انکے پیچھے چلنے والا ابراہیم سیالکوٹی صاف صاف کہیں گے کہ ہم ان اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کے منکر ہیں اور ہم انکار اجماع میں شیعہ و خوارج و معتزلہ کا مذہب رکھتے ہیں۔ اسوقت یہ عاجز خاکسار خادم اہلحدیث اصول خمسہ کی صحت قرآن و حدیث سے ایسی ثابت کر دکھلائے گا جسمیں کسی منکر کو دم مارنے کی جگہ نہ ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

رحیم آبادی کا مقصود ان سوالات ثلثہ کو پیش کرنے سے یہ ہے کہ ان اصول خمسہ کے اصول مذہب اہلحدیث ہونے یا نہ ہونے کی بحث چھوٹ جائے۔ اور بحث اجماع کی تعریف اور اسکی حجت ہونے یا نہ ہونے میں جا پڑے جو سالہا سال سے چلی آتی ہے اور ابتک اسکا دروازہ بند نہیں ہوا کتب اصول مسلم الثبوت و محصول و ارشاد الفحول وغیرہ ملاحظہ ہوں۔ اور اسکا خلاصہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ میں پڑھیں۔ شاید ان جوابات سے رحیم آبادی کی تسلی نہ ہو اور وہ اس کی مزید تفصیل چاہے لہذا اس پر مزید تفصیل کی جاتی ہے:۔

جواب سوال اوّل۔ اصول جمع اصل ہے اور اصل کے معنی یا تعریف ما یبتنی علیہ وغیرہ ہے (ھکذا فی التوضیح وغیرہ من کتب الاصول) اس اصل کو دلیل اور حجت بھی کہا گیا ہے جو لوگ ان اصول خمسہ کو مانتے ہیں اور ان اصول خمسہ سے ثابت و متفرعہ احکام کو واجب العمل جانتے ہیں وہ انکو ادلہ شرعیہ کہنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ چونکہ علمائے سلف نے انکو اصول کے نام سے تعبیر کیا تھا تو ہم نے بھی تاسیاً بھم وہی لفظ "اصول" اختیار کیا ہے۔ از انجملہ اصلین اوّلین (کتاب

وسنت) کو دلیل وحجت شرعی کو سارے مسلمان کہلانے والے حتیٰ کہ خوارج وشیعہ ومعتزلہ (آپ لوگوں کے پیشوا) بھی کہتے ہیں اور اصل ثالث ورابع جو پہلے دو اصول کی فرع ہیں (اجماع وقیاس) انکو آئمہ اربعہ دلیل شرعی وحجت کہتے ہیں (وللاربعة علی الاربعة اتفاق (مسلّم الثبوت) اور از انجملہ خاصکر امام الائمہ ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ قول ایک صحابی کو بھی حجت کہہ چکے ہیں۔ چہ جائے اجماع صحابہ قول الصّحابی حجة عندنا مالم ینفہ شیئ من السنة (فتح القدیر) اور ایسا ہی امام شافعی سے منقول ہے (اعلام الموقعین) اب رہی صحابہ وتابعین کے اقوال اختلافیہ جن کو خاکسار نے اصل خامس بیان کیا ہے۔ اور ان سب کے خلاف کو جائز نہیں رکھا۔ سو یہ بھی اہلحدیث کے مذہب میں حجت وشرعی دلیل ہیں۔ (اعلام الموقعین کی عبارت منقولہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۱۱۹ لغایت صفحہ ۱۲۹ ملاحظہ ہو) ایسا ہی امام احمدؒ اقوال اتفاقیہ صحابہ کو حجت جانتے ہیں۔ اور اقوال اختلافیہ سے بھی سب کا خلاف اور سب سے بالکل خروج جائز نہیں رکھتے۔ آپ اپنے بعض اصحاب کو فرماتے ایّاك ان تتکلم فی مسئلة لیس لك فیھا امام (اعلام جلد ۱ صفحہ ۳۲)۔ ان کے اصول خمسہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۳۰ سے صفحہ ۱۳۴ تک کتاب اعلام الموقعین سے منقول ہیں۔

رحیم آبادی صاحب! امام ابو حنیفہؒ۔ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ آپ کے نزدیک علماء اصول میں سے ہیں یا نہیں؟ اور انکی شہادت علماء اصول ہے یا نہیں؟۔

جواب سوال دوم۔ اجماع کی تعریف علماء اصول نے یہ کی ہے اتفاق المجتہدین من امة محمد فی عصر علی امر شرعی (مسلّم الثبوت وغیرہ) اور اسکا مثل کتاب اللہ وسنت واجب العمل ہونا آئمہ اربعہ کے نزدیک مسلّم ہے وللاربعة علی الاربعة اتفاق (مسلّم) اور خاصکر ظاہریہ اہلحدیث صحابہ کے اجماع کو مانتے اور حجت جانتے ہیں اجماع الصّحابة حجة بلاخلاف خلافا لقوم من المبتدعة وذھب داؤد الظاھری الی اختصاص حجیّة الاجماع بالصّحابة وھو ظاھر کلام ابن حبّان فی صحیحة وھذا ھو المشھور عن الامام احمد وقال ابو حنیفہ اذا اجتمعت الصحابة علی شیئ سلّمنا واذا اجمع التابعون زاحمناھم (ارشاد الفحول) وھو منقول بعینہ فی حصول المامول۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ہاں درجہ ورتبہ میں وہ دونو کتاب وسنت سے کمتر ہیں۔ اسکا مصداق ومثالیں ہزارہا احکام ہیں۔ مسلم الثبوت میں لکھا ہے قال الاسفرائنی نحن نعلم ان مسائل الاجماع اکثر من عشرین الف مسئلہ۔ مگر میں یہاں صرف ایک ایسی مثال پیش کرتا ہوں جسکو آپکے رہبر ولیڈر ثناء اللہ

نے بھی اپنی اخبار نا اہلحدیث میں تسلیم کیا ہوا ہے - وہ سوتیلی دادی کی حرمت نکاح پر اجماع ہے۔ آپ اس اجماع کو نہ مانیں گے تو میں ایک اور مثال پیش کرونگا۔ بخاری و مسلم احادیث کی صحت پر اجماع امت مسلم کل اہلحدیث ہے جسپر ان کے مذہب کا دارومدار ہے۔ اس اجماع سے انکار کرکے تو ان کے مذہب کا نام ونشان نہیں رہتا۔ یہ دوسری مثال اجماع ہے۔

جواب سوال سوم - جو لوگ مضمضہ اور استنشاق کو حکم فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ سے خارج جانتے ہیں اور صرف مسح کچھ بالوں یا ربع سر کو مدلول حکم قرآنی قرار دیتے ہیں وہ تفسیر نبوی کی تغلیط نہیں کرتے۔ تغلیط تب ہو جب انکو حدیث نبوی صحیح سند سے پہنچ جاوے اور پھر وہ عمداً اسکا خلاف کرتے ہوں اور یہ گمان کسی مسلمان خصوصاً کسی امام اسلام پر نہیں ہو سکتا۔ مگر انکا قول اصل دوم حدیث نبوی کی شرعی دلیل ہونے میں قادح نہیں۔ پھر آپنے ایک حکم بزعم خود ثابت باصل دوم کو حجت کہنے کے معارضہ میں ان کے قول مخالف حدیث کو کیوں پیش کیا؟ - کیا اصل دوم (حدیث) سے بھی آپ منکر ہیں؟

آپکے سوالات ثلثہ کے جواب پورے ہوئے اب ہم حسب وعدہ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ آپنے میری نسبت یہ گمان کیوں کیا کہ میں نے ان اصول کو نہیں سمجھا - مجھ سے سنیے - آپنے اصولیین متاخرین کی کلام میں شرعی ادلہ صرف چار (کتاب - سنت - اجماع - قیاس) دیکھکر یہ سمجھ لیا کہ بعض صحابہ کے اقوال بلا خلاف یا خلافیہ شرعی دلیل حجت نہیں ہوتے - ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ نے جو اقوال بلا خلاف یا خلافیہ کو بھی ایک اصول قرار دیا ہے - اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ اصولیوں سے ناواقف ہے - اسکو یہ کہو کہ تم نے بعض کتابوں میں اقوال و آثار پر اصول کا لفظ مستعمل پایا ہوگا جسکو اصول شرعی سمجھ لیا - در حقیقت انکو علمی اصول کہا گیا ہے - ادلہ شرعیہ تو ہم آجتک چار ادلہ سنتے چلے آئے ہیں - یہ پانچویں دلیل (اقوال صحابہ) کہاں سے آگئی؟ پھر جب اس سے قول اصولیوں سے شہادت کا مطالبہ ہوگا تو وہ اپنی غلطی مان لے گا - اس سے پہلے آپکے رہبر و لیڈر (ثناء اللہ) نے بھی یہی بات رسالہ اجتہاد و تقلید کے صفحہ ۱۱ میں کہہ رکھی تھی "آجتک تو علماء اصول کے ہاں ادلہ اربعہ تھیں یعنی قرآن و حدیث و اجماع و قیاس - آج کل بعض معاصرین علماء اصول خمسہ کے قائل ہوئے ہیں" - اسی کی تقلید رحیم آبادی نے کی - اور یہ ڈینگ مار دیا - اب اس کو معلوم ہو جاویگا کہ علم اصول ان کتابوں میں مخصوص نہیں جو تم نے دیکھی ہیں - ارے میاں! اصول کی کتابیں اور بھی ہیں جو تمہارے دیکھنے میں نہیں آئیں

؎ حفظت شیئاً وغابت عنک اشیاءٌ -

اصول شاشی تم نے پڑھی نہ ہوگی۔ اور وہ کتابیں جن سے ہم نے امام ابوحنیفہؒ و امام شافعیؒ و امام احمدؒ سے اقوال صحابہ کا حجت و دلیل ہونا نقل کیا ہے۔ تمہاری نظر سے نہ گذری ہونگی۔ اس واسطے خاکسار نے تمہارے لئے لفظ واعظ کا خطاب تجویز کیا ہے۔ جو تمہاری علمی حالت کی نظر سے یہ بھی زیادہ ہے۔ ۸۷

اور کذب نمبر ہشتاد و ہفتم لغائت نود و سوم ۹۳ ثناء اللہ کا پیسہ اخبار ۲۳۔ مارچ ۱۹۱۵ء میں مجھ پر پرانے سات افتراؤں کا اعادہ کرنا ہے (۱) یہ کہ میں عام حنفیوں کی مانند حنفی کہلاتا ہوں (۲) اپنے نام کے ساتھ حنفی ٹائیٹل (Title) لگاتا ہوں (۳) عام لوگوں کو حنفی کہلانیکی رغبت دلاتا ہوں (۴) اصول خمسہ جو خاکسار پیش کرتا ہے یہ حنفی مذہب کے اصول ہیں (۵) ان اصول کو تسلیم کرنے سے انسان حنفی ہو جاتا ہے (۶) خالص اہلحدیث نہیں رہتا۔ (۷) اسی غرض و مقصود سے خاکسار حنفی علماء کو مجلس مناظرہ میں شامل کرنا چاہتا ہے کہ حنفیوں کی کثرت رائے سے فائدہ اٹھائے اور میجارٹی (Majority) اسکی طرف ہو جائے۔

ان اکاذیب کا کذب ہونا اکاذیب سابقہ کے کذب ثابت ہونے سے ثابت ہو چکا ہے۔ میں اسکا اعادہ نہیں کرتا۔ علاوہ بران ایک مستقل اعلان میں پیسہ اخبار کے ذریعہ ان ساتوں باتوں کا کذب ہونا ظاہر کر کے بھی مشتہر کر چکا ہوں۔ جو ملاحظہ منصف صاحب کیلئے پیش کیا گیا جاتا ہے اور دیگر ناظرین جلد ۲۳ کے ہمراہ اسکو ملاحظہ کرینگے۔ اس مقام میں اس اعلان کی عبارت بعینہٖ نقل کیجاتی ہے:۔

اعلان آج ۲۲ مارچ کے پیسہ اخبار میں ثناء اللہ کا جواب دیکھا جو ہمارے بیان بالا کی حرف بحرف تصدیق کرتا ہے۔ اس کے جواب میں ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے سوال کا جواب نہیں ہے و معہذا اسمیں جھوٹ کوٹ کوٹ کر بھرا گیا ہے۔ (۱) نہ میں ایسا حنفی ہوں جیسے ہندوستان کے موجودہ حنفی ہیں۔ (۲) نہ میں اپنے نام کے ساتھ حنفی ٹائیٹل لگایا کرتا ہوں (۳) نہ میں کسی کو اہلحدیث حنفی کہلانے کی رغبت دلاتا ہوں (۴) نہ ان سے خالص مذہب اہلحدیث چھوڑواتا ہوں (۵) نہ اصول خمسہ کو حنفی مذہب سے خاص تعلق ہے (۶) نہ ان اصول کی تسلیم سے خالص اہلحدیث ہونیسے سر مو فرق آتا ہے۔ (۷) نہ میں مجلس مباحثہ میں کسی حنفی کو جو اہلحدیث نہ ہو بلانا چاہتا ہوں" یہ ثناء اللہ کے ساتوں جھوٹ ہیں جسپر قرآن میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید وارد ہے۔ ابوسعید محمد حسین۔

کذب نمبر نود و چہارم۔ ثناء اللہ کا رسالہ "اتباع سلف" کے صفحہ ۱۳ سطر ۱ میں حافظ ابن القیم پر یہ افترا کرنا ہے کہ "آپ حضرات عمرؓ کے فیصلوں پر ہنسی اڑاتے ہیں" اور کذب

نمبر نود و پنجم اس رسالہ کے صفحہ ۱۳ سطر ۸ میں حضرت امام احمدؒ پر یہ افترا کرتا ہے کہ آپ حضرات عمرؓ کے اس فیصلہ پر ہنسا کرتے۔" ان دونو افتراؤں نے ثناء اللہ کے علم کو ڈبو دیا اور اس کی فضیلت کو کھو دیا۔ ان اکاذیب کی نسبت پانچ علمائے وقت جنمیں (۱) ایک ثناء اللہ کی پارٹی کے بڑے رکن رکین حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری ہیں (۲) مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری مسلم استاذ ثناء اللہ۔ (۳) مولوی عبدالسلام مرحوم نبیرہ میانصاحب شیخ الکل دہلوی (۴) مولوی ابوالحسن صاحب دوسری نبیرہ میانصاحب (۵) مولوی وحید الزمان صاحب حیدرآبادی۔ جن سے ان اکاذیب کی کی نسبت استفتاء کیا گیا تو انہوں نے ان اکاذیب کے کذب ہونے پر اتفاق کیا۔ اور نمبر اول نے ان اکاذیب کے قائل کو نادان و احمق و سخت بیہودہ گو قرار دیا۔ اور نمبر دوم نے حسب اقرار ثناء اللہ ان اکاذیب کے سبب جملہ دعاوی و اقاویل میں ثناء اللہ کو کاذب قرار دیا۔ اس اجمال کی تفصیل جلد ہذا کے صفحہ (۵۵ سے ۶۴) تک ہو چکی ہے۔ اس کی اعادہ کی نہ ضرورت ہے نہ ہماری عادت ہے۔

کذب نمبر نود و ششم و ہفتم۔ ثناء اللہ کا ایک دروغگو نامہ نگار سے اپنی اخبار ۱۱ اگست ۱۹۱۶ء میں دو جھوٹی باتیں نقل کرنا ہے۔ اور پھر باوجود انکے جھوٹ ثابت ہو جانیکے انکی تکذیب نہ کرنا اور بحکم حدیث نبوی فھو احد الکاذبین جسکو اس نے میرے رقعہ ۳ اپریل ۱۹۱۷ء کے جواب میں نقل کر کے اس سے استدلال کیا ہے وہ جھوٹا ٹھہرتا ہے۔ (۱) "یہ کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے اپنے داماد سے وعدہ کیا تھا۔ کہ تم جسوقت بٹالہ آؤ گے ہم اسوقت نماز عید پڑھیں گے۔ وہ دن کے گیارہ بجے پہنچ سکتا تھا۔ اسلئے باوجود تقاضائے نمازیان آپنے نماز دیر میں ادا کی (۲) خطبہ میں چند غیر حاضر اصحاب کو گالیاں دیں۔" ان دونو اکاذیب کے ۱۱ اگست ۱۹۱۶ء کو شائع ہونے پر ۱۲ اگست ۱۹۱۶ء بنام ثناء اللہ نوٹس نمبری ۳۲۵ جاری کیا گیا کہ یہ دونو باتیں دروغ ہیں۔ فوراً بٹالہ آو۔ اور اسکے دروغ ہونے پر بیس۔ تیس۔ چالیس۔ پچاس اشخاص معتبرین کی شہادت لیلو ثناء اللہ یہ نوٹس وصول پاکر بٹالہ نہ آیا۔ تو خاکسار نے نمازیان عیدگاہ سے بذریعہ استشہاد شہادت حاصل کی۔ جس کی نقل ذیل میں درج ہے:۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ

یعنی خدا فرماتا ہے گواہی کو مت چھپاؤ اور جو اسکو چھپاویگا اسکا دل گنہگار ہو جاویگا۔

اس آیت کو پیش نظر رکھکر حاضرین عیدگاہ للہ شہادت دیں:۔

(۱) اس دفعہ نماز عید کی جماعت حسب معمول قدیم دس بجے کے قریب ہو گئی تھی یا دس بجے

کے بعد۔ اور دیر سے ہوئی تھی؟۔

(۲) خطبہ میں خطیب (خاکسار) نے کسی ایسے شخص کو جو حاضر جلسہ نہ تھا گالیاں دی تھیں یا نہیں۔ اگر دی تھیں تو وہ کیا تھیں۔ ایک فتویٰ اور حکم شرعی تھا یا عام لوگوں کی سی فحش گالیاں؟۔

سائل ابو سعید محمد حسین ۱۲/۹/۱۶

الجواب

(۱) عید معمول کے وقت میں ہوئی ہے۔ میں نزدیک نہیں تھا۔ گالی غیر حاضر کو میں نے نہیں سنی۔ حافظ خدا بخش کتب فروش بٹالہ (۲) فتح احمد داروغہ صفائی (۳) عید وقت پر پڑھی گئی۔ میں نے گالی گلوچ نہیں سنی۔ بقلم خود شاہ محمد (۴) عید الفطر وقت پر پڑھی گئی تھی اور جو عید گاہ میں موجود نہ تھا اسکو گالی نہیں دی گئی۔ قاضی اصغر علی بقلم خود۔ (۵) مضمون واحد۔ برکت علی برادر اصغر علی بقلم خود۔ (۶) عید دس بجے کے بعد ۵ منٹ پر پڑھی گئی۔ رمضان زرگر بقلم خود۔ از پارٹی ثناء اللہ (۷) عید وقت پر ہوئی۔ غیر حاضر کو گالی میں نے نہیں سنی۔ عبد القادر از بٹالہ بقلم خود (۸) مضمون واحد۔ عبد الکریم لوہار بٹالہ بقلم خود۔ (۹) مضمون واحد۔ عبد الکریم زرگر بقلم خود (۱۰) مضمون واحد۔ مہر مینا ولد مراد بخش سکنہ بٹالہ (بہ نشان انگوٹھا) بقلم اصغر علی۔ (۱۱) عید گاہ میں حاضر تھا۔ نماز وقت پر پڑھی اور کسی کو گالی دینا نہیں سنا گیا۔ مہر نظام الدین ولد عمر اسکنہ بٹالہ بقلم اصغر علی (۱۲) مہر رحمت اللہ ولد فتحدین سکنہ بٹالہ۔ بقلم اصغر علی (۱۳) منشی مولا بخش مدرس بقلم خود (۱۴) محمد اسحاق بقلم خود (۱۵) میاں الٰہی بخش بقلم خود (۱۶) غلام نبی بقلم خود (۱۷) چراغدین بقلم خود (۱۸) محمد شریف ولد میاں غلام نبی بقلم خود (۱۹) عبد المجید ولد میاں چراغدین بقلم خود (۲۰) عبد الوہاب امام مسجد خلیفہ صاحب (۲۱) محمد یعقوب ولد مستری علی محمد از بٹالہ بقلم خود۔ وغیرہ وغیرہ ؎

اس شہادت پر اطلاع پاکر بھی ثناء اللہ نے، جو جھوٹ کو دل سے پسند کرتا ہے اور سچ سے متنفر ہے اپنے اخبار ۲۵ اگست ۱۹۱۶ء میں صرف اسقدر چھاپ دیا کہ "مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی نسبت جو کسی نامہ نگار نے لکھا تھا کہ انہوں نے اپنے داماد کی خاطر نماز عید میں دیر کی اور خطبہ میں غائب اشخاص کو برا کہا۔ مولوی صاحب موصوف ان دونوں الزاموں سے انکاری ہیں"۔ جس سے ناظرین اخبار کو یہ معلوم نہوا کہ راستی پر کون ہے؟ یہ خاکسار ہے جو ان الزاموں کو کذب لکھ چکا تھا اور ۲۹ اشخاص کی شہادت بہم پہنچا چکا ہے یا اسکا نامہ نگار ہے جس نے یہ جھوٹ بولا تھا۔ اس سے ثناء اللہ پر حدیث نبوی نقل کردہ ثناء اللہ کا حکم فہو احد الکاذبین صادق آیا۔ تیسرا جھوٹ وہ اسی اخبار ۱۱ اگست میں از خود بولا ہے۔ جو

؎ اس قسم کی شہادتیں اور ہیں۔

کذب نمبر نود و ہشتم ہے کہ ہم ان واقعات پر بجز افسوس کچھ کہہ نہیں سکتے۔ ہاں ان سائلوں کو اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ بڑی عمر کے بزرگ بلحاظ عمر بھی قابل درگذر ہوتے ہیں"۔ جس سے اس موذی و گستاخ کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دروغ اس کی نامہ نگار نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور وہ تقاضائے عمر اس کے روحانی باپ کا ہے جو متغیر الحواس ہو رہا ہے۔ چنانچہ اپنے اخبار ۱۷ جولائی ۱۴ء میں از خود بولا ہے اور اخبار ۲۴ ستمبر ۱۵ء میں ایک مرتد ڈاکٹر سے نقل کیا ہے۔

اس کذب سوم کا کذب اور دشنام ہونا کذب نمبر شصت و سوم کے کذب ہونے سے ثابت ہو چکا ہے۔ اس کا ہم اعادہ نہیں کرتے۔ جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۳ ملاحظہ ہو۔

کذب نمبر نود و نہم ثناء اللہ کا وہ کذب ہے جو بر سر اجلاس ایک مجسٹریٹ امرتسر کے اس کے منہ سے نکلا تھا۔ کہ "خاکسار نے اپنے ایک بیٹے کے مقدمہ کیلئے لوگوں سے چندہ مانگا تھا۔ جس میں میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر نے ۲۵ روپیہ دیئے تھے۔

اس کذب کے ثبوت میں ہم خود کچھ نہیں کہتے۔ میاں فیروز الدین صاحب منصف کی بیان کو کافی سمجھتے ہیں۔ امید ہے کہ میاں صاحب اپنی پوزیشن کو پیش نظر رکھکر صاف شہادت دینگے ہر کہ ابو سعید محمد حسین نے ہمارے علم میں نہ کسی سے چندہ لیا اور نہ مجھ سے ۱۰۰ چندہ لیا۔ اور اس ایک کذب پر اسکو دروغگو قرار دیں گے۔

اب اس سے بڑھکر اسکا آخری **کذب نمبر صدم** سنو۔ اس شیر بہادر نے ایک اعلیٰ افسر گورنمنٹ کے (جسپر لاٹ صاحب بہادر کے سواء اور کوئی اعلیٰ افسر نہیں ہے) حضور میں ایک جماعت علماء و رؤساء اہل حدیث کی (جسمیں مولوی عبد الواحد صاحب غزنوی۔ مولوی محمد داؤد صاحب پسر مولوی عبد الجبار صاحب مرحوم غزنوی۔ خان بہادر منشی سزاوار صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر۔ خان بہادر میاں چنن دین صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ۔ حکیم غلام محمد صاحب ٹھیکہ دار وغیرہ وغیرہ) تھے۔ ان کے سامنے یہ سفید جھوٹ بولا ہے کہ "اہلحدیث کو وہابی کہنا ان کے مخالفین مذہب نے مولوی نذیر حسین صاحب سے شروع کیا گیا ہے۔ یعنی سب سے پہلے ان ہی کو وہابی کہا گیا ہے"۔

اس کذب کے صدور پر اصحاب مذکورین سے منشی چنن دین۔ منشی سزاوار و حکیم غلام محمد گواہ ہیں۔ منشی سزاوار اس دروغگوئی کو غلطی قرار دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں غلطی لاعلمی اور نادانی سے ہوتی ہے۔ مولوی فاضل کہلا کر مولوی اسمعیل صاحب مصنف تقویۃ الایمان اور مولوی خورم علی صاحب مصنف نصیحۃ المسلمین پر کفر و وہابیت کے فتوے تمام دنیا میں مشتہر دیکھکر مولوی نذیر حسین صاحب سے آغاز لقب وہابی کا دعویٰ کرنا عمداً دروغگوئی ہے نہ غلطی۔

اس کذب کے کذب ہونے پر تمام ہندوستان و پنجاب کے تمام باخبر اشخاص اہلحدیث اور انکو وہابی کہنے والے

بالاتفاق گواہ ہیں۔ مولوی سید نذیر حسین صاحب تو پیچھے دہلی میں وارد ہوئے اور علم حدیث پڑھے جبکہ مولوی نذیر حسین صاحب طفولیت کی حالت میں تھے اور طالبعلم بن کر دہلی نہ پہنچے تھے ان سے مدتوں پہلے مولوی اسمعیل شہید ایک سردار فرقہ اہلحدیث مصنف کتاب تقویۃ الایمان اور مولوی خورم علی مصنف نصیحۃ المسلمین وہابی کہلائے اور ان کی کتابوں پر اُن کے حریفوں اور مخالفوں نے فتوے کفر لگائے۔ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے جو وہابیوں کے رد میں کتاب لکھی تو اسمیں کتاب تقویۃ الایمان کو ساتویں نمبر پر رکھا۔ اور سرسید نے اس کتاب ڈاکٹر ہنٹر کا جواب لکھا تو اسمیں ان کتابوں کا وہابیوں کی تصنیف ہونا تسلیم کرکے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کو یہ جواب دیا کہ ان کتابوں کو وہابیت یا جہاد سے کچھ تعلق نہیں۔ اور تقویۃ الایمان کی نسبت یہ بیان کیا کہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے رسالہ جلد ۱۳ ۱۸۵۲ء میں چھپا تھا۔ اس امر کی تصدیق اس کے ترجمہ انگریزی کو پڑھکر ہر ایک انگریز کرسکتا ہے۔ اور اگر وہابی کہلانا مولوی نذیر حسین صاحب سے شروع ہوتا تو ان سے پہلے تقویۃ الایمان اور مولوی اسمعیل محل بحث دیگر مسلمانوں کے اور ڈاکٹر ہنٹر اور سرسید کے کیوں ہوتے؟ جس وقت مولوی ثناء اللہ نے اس گورنمنٹ افسر سے یہ بات کہی کہ مولوی نذیر حسین صاحب سے وہابی کہلانا شروع ہوا ہے اسوقت وہ گورنمنٹ افسر مجھ سے اس بات کی تصدیق چاہتا تو میں ہرگز اسکی تصدیق نہ کرتا اُسوقت میں حضار مجلس میں باہمی اختلاف ہوجانیکے خوف سے اس کو مخالف اصل مدعا سمجھ کر چپ رہا۔ اب اس دوسرے خوف سے کہ ہم سبھی حاضرین مجلس جھوٹے نہ سمجھے جاویں اس جھوٹ کا جھوٹ ہونا بذریعہ تحریر ظاہر کردیا ہے۔ اور یہ تحریر افسر مذکور کی خدمت میں بھیجی جاوے گی۔

اس دروغ ثنائی کا ایک پولٹیکل نتیجہ یہ ہونا اور سمجھنا چاہیئے کہ میں آئندہ مولوی ثناء اللہ اور اس کے ہمخیال ممبران کانفرنس اہلحدیث کا اور ممبران مردہ انجمن اہلحدیث لاہور یا دیگر انجمن ہائے اہلحدیث کا جو ثناء اللہ کو اپنی انجمنوں میں بلاویں یا اسکا وعظ سُنیں یا اسکا لکچر کہلاویں کبھی ریپریزنٹیٹو نہ کرونگا۔ اور انکا ایڈووکیٹ نہ کہلاؤنگا۔ اگر وہ اس کا یہ کذب نمبر صدم اور اس سے پہلے ننانوے ۹۹ اکاذیب کا اس سے سرزد ہونا۔ اور ان اکاذیب سے اسکا تائب نہ ہونا جان کر اس سے یہ تعلق باقی رکھیں اور اسکو اپنی مجالس اور انجمنوں سے علیحدہ نہ کریں۔ جس شخص سے ایک گورنری دربار میں جھوٹ بولنے سے دریغ نہ ہو اس کا دعوے لائلٹی (Loyalty) کب سچا اور جھوٹ سے خالی ہوسکتا ہے؟ اور ایسے شخص کے ساتھیوں اور صحبتیوں کے دین وایمان اور عمل کا کیا اعتبار ہے؟ صفحہ ۱۵۸ وغیرہ جلد ہذا میں ایسے لوگوں کا حال وحکم حدیث نبوی سے بیان ہوچکا ہے۔

شاہی دربار ہرقل میں ابوسفیان نے جبکہ وہ کافر تھا اور آنحضرتؐ کا دشمن و مخالف تھا اس خوف سے کہ اس دربار میں میرے ساتھیوں سے کوئی میرے بیان حال آنحضرتؐ کی تکذیب نہ کرے جھوٹ نہ بولا۔ اور صاف کہا لولا الحیاء من ان یاثروا علی کذبا لکذبت عنہ (حدیث صحیح بخاری ص۴) ثناء اللہ کو اس حاکم اعلیٰ کے دربار میں یہ خوف اور حیا نہ آیا تو اس نے ایسا جھوٹ بولا جس کا جھوٹ ہونا ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب اور سر سیّد کے جواب دیکھنے سے اس افسر پر فوراً یہ ظاہر ہو جائے گا لہذا ایسے جھوٹوں سے الگ ہو جانا اور ان کو اپنی جماعت اہلحدیث سے جس کا میں ریپریزنٹیٹو اور ایڈووکیٹ ہوں خارج کر دینا ضروری سمجھا گیا۔

آن باتہ اکاذیب کا خلاصہ بیان اور تقسیم انواع و اصناف و افراد۔

چونکہ ان اکاذیب کے بیان میں بہت تطویل ہو گئی ہے جسکا دیکھنا عدیم الفرصت اصحاب کیلئے دشوار ہے۔ لہذا اون کا خلاصہ معہ تقسیم اقسام و انواع و افراد بیان کیا جاتا ہے۔ پس واضح ہو کہ وہ اکاذیب تین انواع ہیں۔ نوع اول وہ اکاذیب ہیں جن کے صدور اور ثبوت کذب ہونے پر خود ثناء اللہ کا اپنا کلام یا نقل متمسک بہ شاہد و دلیل ہے۔ اس کے صدور اور کذب ہونے پر کسی خارجی شہادت کی حاجت نہیں۔ اس نوع کے اکاذیب کے ۷۔ اصناف ہیں۔

صنف اوّل۔ اسکا چودہ دفعہ یہ جھوٹ بولنا ہے۔ جو اس صنف کے چودہ افراد ہیں کہ اس خاکسار (ابوسعید) نے علماء ثلثہ آرہ کو اپنے اور ثناء اللہ کے منازعت میں منصف مانا۔ اور جب منصفوں نے ثناء اللہ کے حق میں فیصلہ اتفاقی دیا تو خاکسار نے اسکو نہ مانا۔ اور الٹا منصفوں کو ڈانٹا۔ اور کوسا اور گالی گلوچ سے ان کا مقابلہ کیا ــــــ ان اکاذیب چہاردہ کا ذکر و ثبوت صفحہ ۱۹۶ و ۲۷۳-۲۷۴- ۲۷۵ و ۲۸۰- ۳۰۴ و ۳۲۷ وغیرہ میں نمبر ۱ سے ۸ تک و نمبر ۲۰ و ۴۱-۴۲ و نمبر ۷۴ وغیرہ پر ہے۔

صنف دوم اور اس کے دو افراد۔ ثناء اللہ کے یہ دو جھوٹے دعوے خاکسار کی نسبت دعوئے خاموشی و دعوئے اقرار فراموشی ہے۔ جنکا ذکر صفحہ ۲۷۵ میں کذب نمبر ۹ و ۱۰ پر ہوا ہے

آن اکاذیب کے صدور پر اسکے اخبار ۸۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء کی شہادت صفحہ ۲۷۵ پر نقل کی گئی ہے۔ اور ان کے کذب ہونے پر اس کے دو رقعہ شاہد ہیں۔ جن کے نقل کی صفحہ ۲۷۵ میں فرو گذاشت ہو گئی ہے۔

ان رقعات کی عبارت بقدر ضرورت یہاں نقل کی جاتی ہے:۔

نقل رقعۂ اوّل

امرتسر - ۲۹ ستمبر - جناب مولوی محمد حسین صاحب - آپ کا رجسٹری کارڈ پہنچا - براہ مہربانی اپنے رسالہ کو جس میں سہ صنف انعام مشتہر کیا ہے بغور ملاحظہ کریں - کہ اس میں کوئی شرط اس قسم کی ہے جو آپ اب پیش کر رہے ہیں! ---- ابوالوفاء ثناء اللہ

اطلاع یہ مضمون شیخ محمد عمر صاحب کی معرفت ۲۹ ستمبر کو بھیجا گیا تھا - کل معلوم ہوا کہ شیخ صاحب بٹالہ نہیں اسلئے براہ راست ارسال ہے - ثناء اللہ ۳ - اکتوبر ۱۵ء

پھر بعینہٖ وہ عبارت درج کی ہے جو پہلے رقعہ کی نقل ہو چکی ہے - ان رقعات ۲۹ ستمبر و ۳ اکتوبر سے ۸ اکتوبر کی اخبار میں دعوے خاموشی و اقرار فراموشی کا کذب ہونا صاف ظاہر ہے -

صنف سوم - اور اسکا ایک فرد - خاکسار کی نسبت اس کا یہ دعوے دروغ ہے کہ خاکسار جس بات کا قائل ہوتا ہے اس پر قائم و مصر رہتا ہے - اور باوجود ہزار تکلیف ذلت نہیں چھوڑتا اس کذب کا صدور اور اس کے کذب ہونیکا ثبوت اس کے اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء اور ۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۲۷۶ میں نمبر ۱۱ پر منقول ہے -

صنف چہارم اور اس کے چار افراد - خاکسار کی نسبت ثناء اللہ کے یہ چار دعوے دروغ ہیں (۱) خاکسار نے مذہب اہلحدیث چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا ہے (۲) سابقہ خدمات مذہب اہلحدیث کی تردید یا بخیال مقلدین سابق غلطیوں کی تلافی کرنے کو اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگانے لگے ہیں - اور اب جماعت اہلحدیث سے کھسکتے جاتے ہیں - اور حنفی جماعت میں داخل ہونیکی کوشش کرتے ہیں (۳) اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگا کر قوم کو چھوڑ دیا - اور قوم نے انکو چھوڑ دیا - اور الگ کر دیا - (۴) آپ نے کہا ہے کہ میں اہلحدیث حنفی ہوں اور اہلحدیث حنفی کہلانے میں ہزاروں میرے اتباع و پیرو ہیں -

ان اکاذیب اربعہ کا صدور اور ان کے کذب ہونیکا ثبوت صفحہ ۲۸۶ سے ۲۹۶ - تک نمبر ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ و ۲۹ پر ہے ---- ازانجملہ کذب سوم یا نمبر ۲۸ کے کذب ہونے پر خود اس کا اپنا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ میں اب بھی آپ کو اہلحدیث جانتا ہوں - دلیل ہے ایسا ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک جماعت اہلحدیث سے اسکا خاکسار اور مولوی احمد اللہ صاحب کے آگے التماس نامہ پیش کرنا - اور اس میں ہم دونوں کو مقتداء قوم کے خطاب سے

غلام محمد

یاد کرنا ہے۔ جس کا ذکر اخبار ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء صفحہ (۲) میں ہے۔ اس سے بھی بڑھکر خاکسار کو وفد (ڈیپوٹیشن) کا سرگروہ بنانا ہے جسکا ذکر اس جلد کے صفحہ ۳۵۹ میں آتا ہے

صنف پنجم اور اسکا ایک فرد ثناء اللہ کا خاکسار کی نسبت یہ دعوے دروغ ہے کہ جو آپ نے مجھے مرزائیوں کا ہم مذہب کہا ہے۔ یہ دروغ ہے۔ اس کا ذکر اور اس کے کذب ہونے کا ثبوت اُس کے رسالہ آیات بینات سے صفحہ ۲۷۸ میں نمبر ۹ پر گذر چکا ہے۔

صنف ششم اور اس کے ۹ افراد۔ اس کے یہ اکاذیب ہیں (۱) آپ نے (خاکسار نے) مولوی محمد بشیر و مولوی عبدالحق و مولوی خلیل احمد صاحبان کو منصف مان کر اس سے پھر گئے۔ (۲) آپ متلون الطبع ہیں (۳) آپ تقلید مذہب معین کو واجب کہتے ہیں۔ (۴) ہم (خود بدولت) حنفی علماء کو منصف ماننے سے انکاری نہیں ہوئے۔ وغیرہ وغیرہ جو اس کے اخبار ۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء میں پائے جاتے ہیں۔ اور انکا دروغ ہونا اُسی کے اخبار ۱۵ جولائی ۱۹۱۰ء سے صفحہ ۳۰۲ سے ۳۱۰ میں ثابت کیا گیا ہے۔

صنف ہفتم۔ اس کا خاکسار کی نسبت بمقام امرتسر و پشاور و اسٹیشن ریلوے لاہور مباحثہ سے گریز کا دعوے دروغ ہے۔ اور اپنی طرف سے پشاور میں بلانے اور نہ بلانے دونو کا دعوے ہے۔ جس کا بیان اس کے اخبار ۱۰۔ اپریل ۱۹۱۳ء یا ۱۹۱۴ء و ۲۔ اپریل ۱۹۱۵ء میں ہے۔ اور اس کا کذب ہونا صفحہ ۲۸۹ سے ۳۰۱ تک بیان کیا گیا ہے۔ اِس صنف کے اکاذیب اور بھی ہیں۔ مگر زیادہ تفصیل سے اس تطویل کا اندیشہ ہے۔

نوع دوم وہ گیارہ اکاذیب اکاذیب نمبر ۴۱ سے ۵۰ تک۔ اور چھ اکاذیب نمبر ۵۱ سے ۵۶ تک کہ از انجملہ بعض کے کذب ہونے پر ثناء اللہ کے ہم خیال احباب و اخوان عبدالعزیز رحیم آبادی و حافظ عبداللہ غازی پوری و ابراہیم سیالکوٹی کی شہادات موجود ہیں۔ اور وہ صفحہ ۳۰۱ سے ۳۰۴ تک منقول ہیں۔

نوع سوم وہ اکاذیب متعلقہ واقعات دیگر (مصالحت و مباحثہ لاہور و جلسہ بنارس ہیں) جو اس کے اخبار ۱۷ جولائی ۱۹۱۵ء و ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں بیان ہوئے ہیں۔ اور ان کے کذب ہونے پر اس کے احباب و معتقدین لاہور منشی فضل الدین گلٹ ساز۔ و حافظ محمد حسن کلرک لوکو آفس لاہور وغیرہ۔ و اراکین کانفرنس دہلی و دیگر معتبرین کی شہادات موجود ہیں۔ اور وہ صفحہ ۲۸۴ وغیرہ میں پیسہ اخبار۔ کرزن گزٹ وغیرہ سے نقل کی گئی ہیں

اور صفحہ ۳۱۷ سے ۳۲۰ تک ثناء اللہ کے معتقدین سے منقول ہیں۔ اس قسم کے اکاذیب کے انواع و اصناف اور ہیں جو اصل جلد ۲۲ کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہو سکتے ہیں۔ یہ تین نوع اور ان کے اصناف تشویق ناظرین کم فرصت کیلئے کافی ہونگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

خاکسار نے ابتدا تقریر میں جو صفحہ ۲۷۳ سے شروع ہے **ایک سو نمبر** کے قریب **اکاذیب ثنائی** کے نمبر بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر بیان کرتے کرتے سو نمبر پورے ہو گئے۔ اس سینکڑہ سے صرف ایک ہی نمبر اول یا آخر کا کذب نہ ہونا۔ یا کسی اور ایک نمبر کا کذب نہ ہونا اور اس کے مقابل الزام خاکسار کا کذب ہونا ثناء اللہ ثابت کر دے تو وہ الزام کذب سے بری ہو جاوے گا۔ بلکہ از دست انعام لینے کا مستحق ہو جاوے گا۔ جو چاہے مجھ سے انعام لے۔ اور اگر سب کے سب نمبروں کا کذب ہونا ثابت و قائم رہے جیسا کہ ہم نے ثابت کر دیا ہے تو پھر منصف صاحب و دیگر ناظرین منصفین سے اس انصاف کا جو صفحہ ۲۷۳ میں چھپ چکا ہے سوال یہ ہے کہ اس صورت میں وہ مذہب اہلحدیث بلکہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں۔ یہ انصاف اور فیصلہ خاکسار خود مولوی ثناء اللہ ہی کے بیان سابق سے پیش کرتا ہے۔ اور اس کو بحکم رجل قضیٰ علی نفسہ اس کے نفس پر قاضی و حاکم بناتا ہے۔ منصف صاحب اور دیگر ناظرین منصفین اس فیصلہ پر صرف اپنا صاد کر دیں۔ اور اس مثل کو داخل دفتر کر دیں۔

وہ فیصلہ ثنائی یہ ہے جو مئی ۱۹۱۳ء میں شہر ملتان کی ایک مجلس وعظ میں جس میں میں بھی موجود تھا مولوی ثناء اللہ نے ایک حدیث بیان کر کے کیا تھا۔ جو اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۱۵۸ میں منقول ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ:۔

عن صفوان ابن سلیم انہ قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکون المؤمن جبانًا قال نعم فقیل لہ ایکون المؤمن بخیلًا قال نعم فقیل لہ ایکون المؤمن کذابًا قال لا۔	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوتا ہے۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ ممسک ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوتا ہے۔ پھر کہا گیا کہ وہ کذاب ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔
رواہ مالک والبیہقی فی شعب الایمان مرسلا	یہ حدیث مرسل ہے

اس مرسل حدیث کے مؤید وہ حدیث متفق علیہ ہے جسمیں کذب کو علامت نفاق ٹھہرایا گیا ہے۔ اسی مضمون کی ایک اور حدیث اسی صفحہ مشکوٰۃ میں ہے جسمیں ارشاد ہے کہ:۔

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطبع المومن علی الخلال کلھا الا الخیانۃ والکذب۔ رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان عن سعد ابن ابی وقاص

خلاصہ ترجمہ۔ مومن میں اور برائیاں تو ہوتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ نہیں ہوتا۔

شائد ثناء اللہ اس واقعہ اور فیصلہ کو بھول کر (جو بحکم دروغگو را حافظہ نباشد۔ دروغگوئی کا خاصہ لازمہ ہے) یا جان بوجھ کر کذب اختیار کر کے نہ مانے۔ لہذا اس مضمون کا دوسرا فیصلہ جو اُس کے اخبار نا اہلحدیث ۱۰۔ اپریل ۱۹۱۳ء یا ۱۹۱۴ء* کے صفحہ ۶ میں مولوی ثناء اللہ نے ..... کیا تھا۔ نقل کیا جاتا ہے:۔

"مولانا صاحب نے مجھ پر کئی ایک قسم کی خیانت اور کذب کے الزامات بھی لگائے ہیں۔ جنکا مجمل جواب میری طرف سے بھی ایک ہی ہے۔ کہ چونکہ میں اخلاقی طور پر جھوٹے کو مشرک سے بھی بدتر جانتا ہوں اسلئے آپ ان الزامات کی تحقیق کیلئے ایک کمیشن منظور کریں۔ تو درصورت کذب میں فی کذب وخیانت مبلغ دس روپئے جرمانہ کانفرنس میں دونگا۔ اور اگر اس کے مقابلہ میں آپ کے کذب ثابت ہوئے تو اسکی سزا جو کمیشن مقرر کرے۔ منظوری آنے پر ممبران کی تعیین کی جاوے گی۔" وہ لکھتا ہے:۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے فیصلہ ہو گیا۔

"مولانا بٹالوی نے میری جسقدر مخالفت کی ہے وہ ظاہر ہے یہانتک کہ اہلحدیث کانفرنس میں بھی میری مخالفت کیوجہ سے شریک نہیں ہوتے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ آخر کار انہوں نے مصالحت کا اعلان کر دیا ناظرین کی مسرت کیلئے ہم مولانا کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں۔ ناظرین کو معلوم ہوگا۔ میں نے ایک رسالہ لکھا تھا جسکا نام ہے "اجتہاد تقلید"۔ اس کے متعلق مولانا بٹالوی لکھتے ہیں:۔

"یہ (رسالہ) مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کا آخری کلام ہے۔ جس منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اُس منہ کو کھانڈ† سے بھر دینے اور جس قلم سے یہ لفظ لکھے گئے ہیں اُوسکو چوم لینے کو دل چاہتا ہے" (اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۷۶)

---

*۔ یہ اختلاف سنہ میں اسی اخبار سے پایا جاتا ہے۔ سرورق پر ۱۹۱۳ء لکھا ہے۔ اور صفحات اخبار کی پیشانی پر ۱۹۱۴ء۔ اور ایسا کیوں نہوتا۔ دروغگو را حافظہ نباشد۔ مسلم ومشہور مقولہ ہے۔

†۔ لڈو سے نہیں؟۔ (یہ حاشیہ ثناء اللہ نے خود لگایا ہے۔ جب اس مضمون کو اخبار میں نقل کیا ہے)

اور نیز وہ لکھتا ہے :- "مولوی صاحب اسی جلد ۲۳ کے صفحہ ۷۲ پر لکھتے ہیں :-

"میں نے مسجد چینیانوالی کے ممبر پر بروز جمعہ تمام حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس رسالہ اجتہاد و تقلید میں اتباع سلف کو تسلیم کر لیا ہے۔ کوئی صاحب نیک نیتی سے کھڑے ہو جاویں اور آپکی اس تسلیم پر مولوی ثناء اللہ سے عمل کرا دیں تو یہ اختلاف و تفرقہ جو دن بدن بڑھتا جاتا ہے دور ہو جاوے" اے جناب! آپ کسی اور کو کیوں تکلیف دیتے ہیں۔ میں خود حاضر ہوں۔ اپنے قول کے مطابق عمل کرنے کو تیار ہوں مگر نہ آپکے کہنے سے۔ نہ اپنے انکار سے۔ بلکہ اس طور سے کہ تین علماء کی کمیشن مقرر کریں جو میرا رسالہ اجتہاد و تقلید دیکھ کر مجھ سے پابندی کرا دیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ کمیشن کے ممبران بالاتفاق یا کثرت رائے سے جو فیصلہ دیں گے میں عمل کرونگا۔ ایسا ہی میں بھی آپکے قول و فعل کی مطابقت چاہونگا۔ جس کی اجازت بھی آپنے اسی جلد اشاعۃ السنۃ میں مجھے دی ہے"

"مولانا! کیا آپ میری پیش کردہ کمیشن منظور کریں گے؟ (دیدہ باید)"

منصف صاحب و دیگر ناظرین منصفین! آپ اس فیصلہ پر صاد کریں۔ کمیشن مولوی ثناء اللہ منصف صاحب کو مقرر کر ہی چکا ہوا ہے۔ اگر اور ناظرین و منصفین کو بھی شامل کر لینا چاہے تو خاکسار کو وہ بھی منظور ہے۔ آپ سے وقت اور تاریخ اور دن مقرر کرا کے جس جس کو چاہے بلا لے۔ جسقدر اشخاص کو وہ مقرر کریگا اسی قدر میں بھی بلا لونگا۔ پھر میجارٹی کا فیصلہ اسکو ماننا پڑیگا۔ اور مصرعہ تا سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد۔ جھوٹے پر روز روشن کیطرح صادق ہو جائیگا۔ اور یہ بارہ برس کا جھگڑا ایکدن میں فیصلہ پائیگا

اس چیلنج ثنائی کا انجام اور ثناء اللہ کا فرار و انہزام

ثناء اللہ نے جب کبھی مجھ سے مباحثہ کا دعوے کیا ہے آخر اس سے فرار اختیار کیا ہے چنانچہ ناظرین کو اس جلد ۲۳ کے ملاحظہ سے واضح ہو جاویگا۔ اس آخری چیلنج کے بعد اس نے مجھ سے تین سو روپیہ انعام یا تاوان پیشگی مانگا۔ میں نے تین سو روپیہ کے نوٹ اسکے دوستوں اور معتقدوں کے پاس فوراً جمع کرا دیئے۔ جب اس نے دیکھا کہ اب میں دادا استاذ سے نہیں چھوٹ سکتا تو اس تین سو روپیہ کو امرتسر کے اپنے حامیوں کے پاس جمع کرانیکا سوال کیا۔ اور چونکہ یہ سوال قابل قبول نہ تھا لہذا اسکو شکست یافتہ قرار دیکر روپیہ واپس لیا گیا۔ اس کے بعد بھی قلمی اور مطبوعہ تحریریں مستقل طور پر۔ اور اخبار ستارہ صبح میں اور اپنے پرچہ نا اہلحدیث میں چھاپ رہا ہے۔ جس کا جواب بھی اسی اخبار ستارہ صبح میں دیا گیا ہے۔ ناظرین اخبار ستارہ صبح لاہور مشتہرہ ۲ دسمبر ۱۹۱۷ء میں ملاحظہ کریں۔ جس پر مضمون حیاء و بے حیائی درج